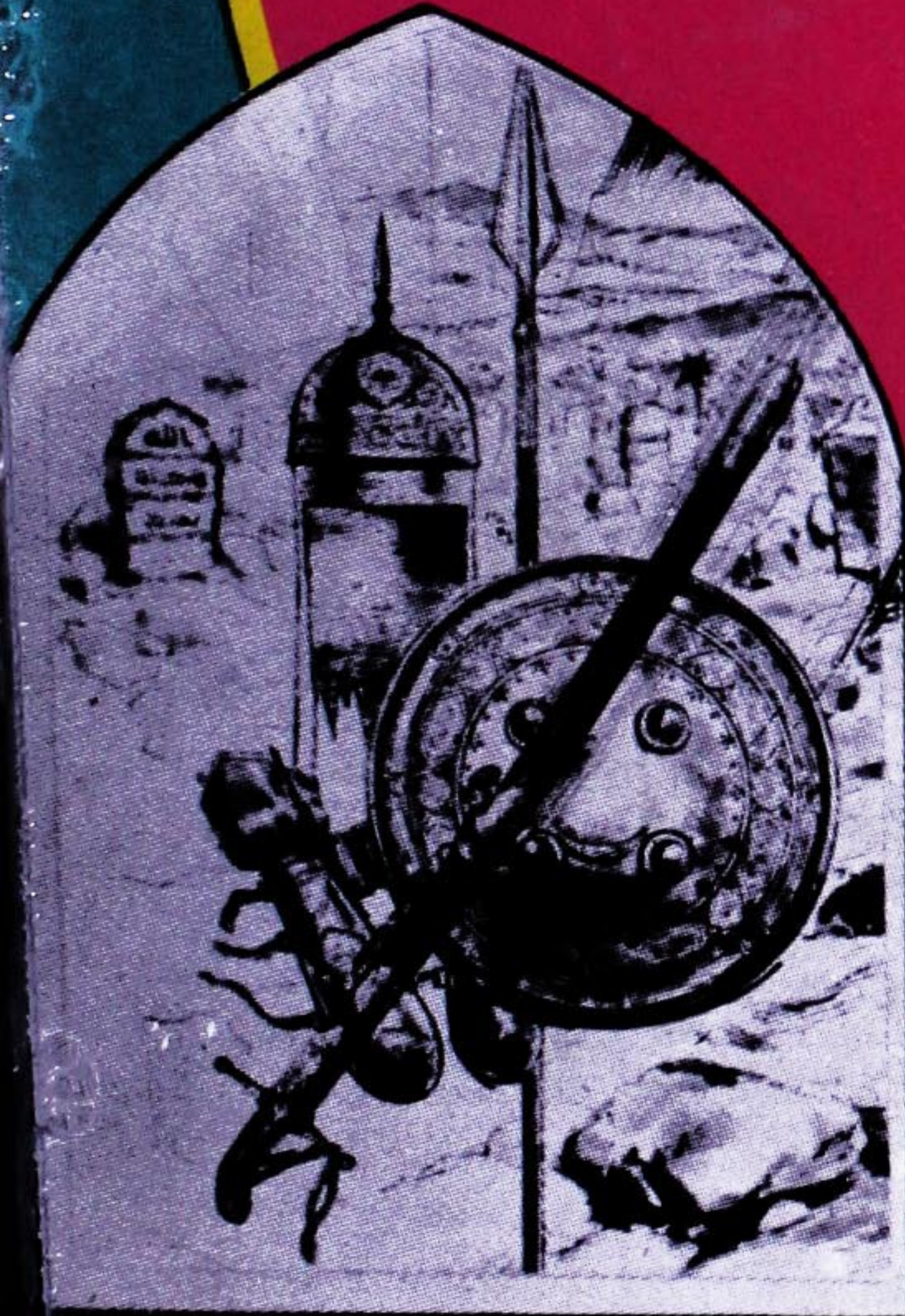
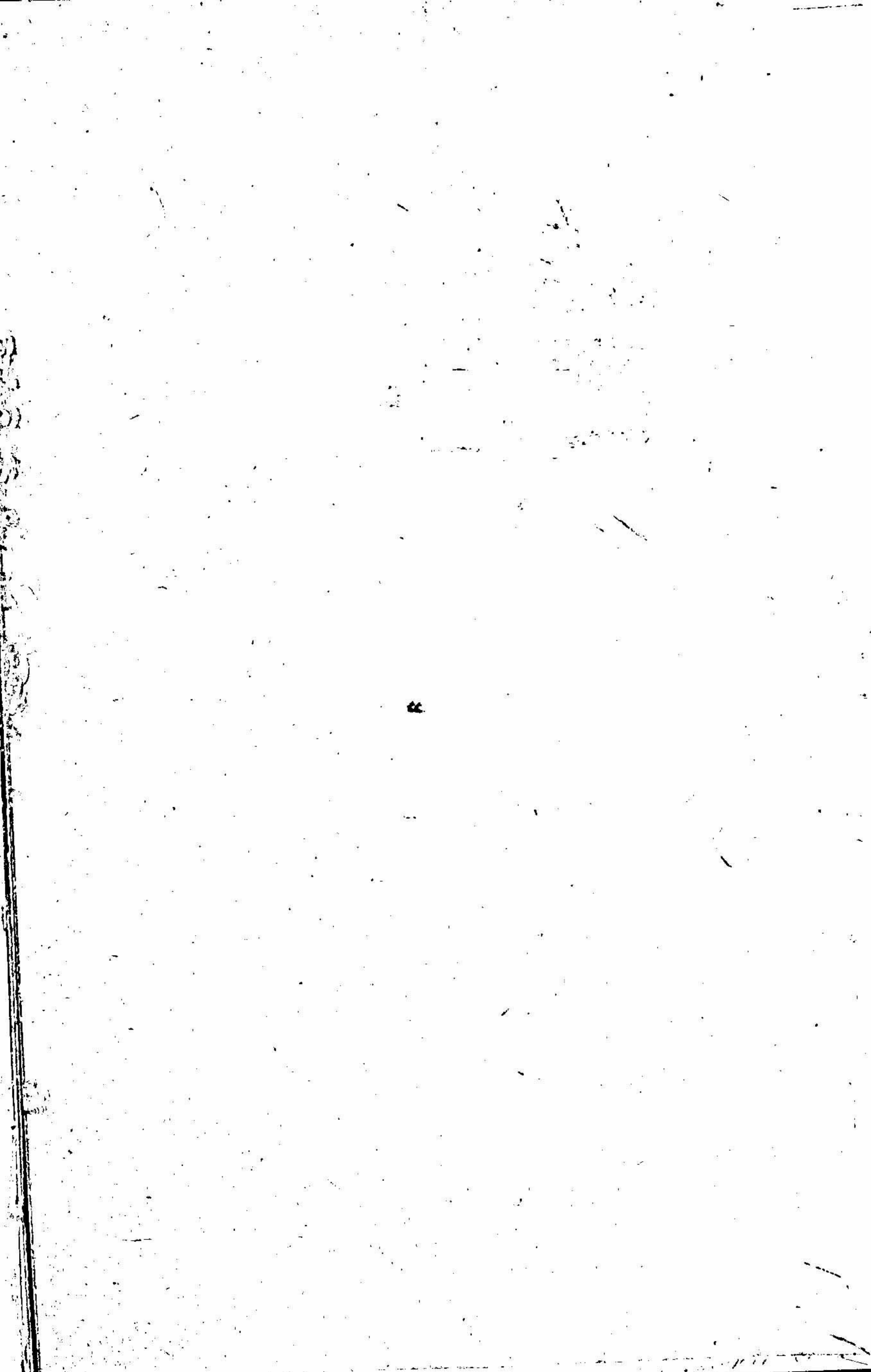


# فتح حیدر

علامہ محمد احمد باشمیل



نقشہ کیسے اردو بازار، کراچی طبعی



اسلام کے فیصلہ کن معرکے

# فتح حیدر

تالیف

محمد احمد باشمیل

ہیٹا ہی خبیث ہے جس نے کتاب لکھی ہے۔  
ترجمہ

مولانا اختر فتح پوری

نفس اکیس اردو بازار کراچی طبری

جملہ حقوق طباعت و اشاعت دائمی  
بمقت

چوہدری طارق اقبال گاہندی

مالک نفیس اکیڈمی

فٹ اسٹریچن روڈ کراچی

محفوظ ہیں

۲۹۷ ۵۹۱

ب ۲۱۲

۶۷۳۱۹

نام کتاب :	فتح خیر
تالیف :	محمد احمد باشمیل
مترجم :	اختر فتح پوری
تعداد صفحات :	۲۳۲ صفحات
ایڈیشن :	آفسٹ
طببع اول :	جنوری ۱۹۸۵ء
فون :	۲۱۳۳۰۳

روپے

قیمت

طابع

نفیس اکیڈمی کراچی

## عرضِ ناشر

مدینہ سے چھانوے میل کے فاصلے پر شمال مشرق میں یہودیوں کی ایک طاقت ور سیٹی تھی، اس سیٹی میں یہودیوں نے مضبوط اور مستحکم قلعے بنا رکھے تھے جن سے ان کی حفاظت ہوتی تھی اور وہ وقتاً فوقتاً ان سے نکل کر مسلمانوں کو تنگ اور پریشان کرتے تھے۔ یہ کسی سے بھی ڈمکی جیسی بات نہیں تھی۔

جب مسلمانوں نے مکہ سے ہجرت کی اور مدینہ میں آکر آباد ہو گئے تو خیبر اور اس کے قلعہ میں رہنے والے یہودیوں کو اپنی بالادستی خطرہ میں نظر آئی۔ انہوں نے بنا ہر مسلمانوں سے امن و امان برقرار رکھنے کے لئے معاہدہ کر لیا، اس سے ان کو مسلمانوں کی طرف سے ایک تحفظ حاصل ہو گیا لیکن اس تحفظ کے پس منظر میں ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو مزید طاقت ور بنالیں، چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں ہر ممکن طریقہ پر اپنی کوشش جاری رکھی اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہ کیا۔ اس کے ساتھ ان کو مدینہ کے مشرکوں اور منافقوں کی حمایت اور مدد بھی حاصل ہو گئی جس کے نتیجے میں ایک قبیلے کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اٹھاتا رہا۔ اور پھر خانہ جنگی کی صورت پیدا ہو گئی۔

مسلمان اس صورت حال کو انتہائی صبر و تحمل سے برداشت کر رہے تھے۔ جب کوئی صورت امن باقی نہیں رہی تو انہوں نے خیبر کی طرف پیش قدمی کی، مسلمانوں کا لشکر چار دن کے سفر کے بعد خیبر کے قریب پہنچا، یہودیوں کو توقع نہیں تھی کہ مسلمان ان کے مقابلے پر نکل آئیں گے۔ انہوں نے صورت حال دیکھی تو بوکھلا گئے، پورا نقشہ برعکس نظر آیا، انہوں نے اپنی فوجوں کو قلعہ بند کر لیا اور مسلمانوں نے یکے بعد دیگرے کئی قلعے فتح کر لئے۔

خبر یہ ہو چکی تھی ان میں سب سے زیادہ مستحکم اور مضبوط قلم کا نام قوموں تھا، اس کو سر کرنا آسان نہیں تھا۔ اکثر لوگ اس کو  
 سر کرنے کے تصور سے کانپ اٹھتے تھے۔ میں روز کے مسلسل محاصرہ کے بعد مسلمانوں نے اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس قلعہ کی سرداری مرحب  
 کے سپرد تھی، اس کی شجاعت اور بہادری کا دور دورہ تک شہرہ تھا اور ایسا شہرہ کہ اکثر شجاعان اس کے مقابلے میں آنے کی ہمت  
 نہیں کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ قوموں کی تیز اور مرحب کی شکست کے لئے کئی صحابہ کی سرکردگی میں لشکر روانہ  
 کیے۔ لیکن کسی کو کامیابی نہیں ہو سکی، بالآخر آپ نے اعلان کیا کہ کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جسے اللہ اور اس کے رسول محبوب  
 رکھتے ہیں۔ یہ ایسا فخر تھا، جس کے حصول کی تمنا کئی صحابہ کو تھی، مگر یہ فخر حضرت علی کو حاصل ہوا، حضرت علی نے قوموں  
 کی طرف روانہ ہوتے وقت کہا کہ میں اس وقت تک راتاً بولتا جاؤں جب تک یہودی اسلام قبول نہ کریں، رسول اللہ نے جواب دیا  
 نہیں نرمی سے کام لو اگر ایک شخص بھی تمہاری ہدایت سے اسلام میں داخل ہو جائے تو سرخ اونٹوں سے بہتر؟

جب حضرت علی قوموں کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہود صلح پر کسی طرح بھی تیار نہیں۔ دراصل ان کو اپنی طاقت اور  
 قوت پر بے جا فخر تھا، انہوں نے مسلمانوں کو شکست سے دوچار کر دینا آسان سمجھ رکھا تھا۔ چنانچہ مرحب قلعے سے رجز پڑھتا  
 ہوا حضرت علی کے مقابلہ پر نکلا، حضرت علی رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔ آخر کار حضرت علی کی تلوار مرحب پر اس قدر  
 زور سے پڑی کہ وہ خود اور سر کو کاٹی ہوئی دانتوں تک اتر آئی، اور یہود کا زور خاک میں مل گیا۔ اس جنگ کے نتیجے  
 میں ترانوے یہودی ہلاک اور پندرہ صحابہ شہید ہوئے۔

یہ واقعہ اپنے عوامل اور حواقب کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس واقعے کے نتیجے میں نہ صرف یہودیوں  
 کی سلطت اور طاقت پارہ پارہ ہو گئی بلکہ مسلمانوں کو بھی ان کی جانب سے مکمل تحفظ حاصل ہو گیا۔

یہ واقعہ تاریخ اسلام کے اہم ترین واقعات میں سے ہے۔ یہ محرم شہ ہجری میں پیش آیا تھا۔ اس واقعہ کا  
 ذکر سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں مختصراً موجود ہے۔ لیکن اس کی جزئیات اور تفصیل پر بہت کم لوگوں نے بحث و گفتگو  
 کی ہے۔

اس موضوع پر تفصیل سے لکھنے کا خیال مشہور عربی تاریخ نگار استاد با شیل کو آیا۔ اس نے اسلام کے فیصلہ کن  
 معرکے کے عنوان سے سلسلہ دار مختلف معرکوں پر ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں ہر واقعہ کے پس منظر، محرکات اور جزئیات پر بحث  
 کی ہے اور ایک ایک نقطہ اور ایک ایک مقام کو اپنی وسعت فکر و نظر کا موضوع بنایا ہے۔ اور یہ واقعہ ہے اس سے پہلے  
 اتنی مفصل اور مستند کتاب اس موضوع پر کوئی نہیں لکھی گئی ہے، اس کی اس اہمیت کے پیش نظر ہم نے اس کے ترجمہ

کی ضرورت محسوس کی اور اسے اب انتہائی مسرت کے ساتھ پیش کر رہے ہیں،  
نفس اکیڈمی اب تک سیرت طیبہ، تاریخ اسلام اور اس سے متعلقہ موضوعات اور شخصیات پر انتہائی  
پیش قیمت اور نایاب کتابیں چھاپ چکا ہے۔ یہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کردی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس کو پہلی  
دوسری کتابوں کی طرح قبول عام حاصل ہوگا۔

طارق اقبال گاہنڈری

# فہرست

۴۲	۱۱	عبارتیت کا اڈہ - خیبر ،	پیش لفظ ،
۴۴	۱۵	بنی نضیر کے لیڈ ،	تہیہ مولف ،
۴۶	۱۷	کاش یہود نصیحت حاصل کرتے ،	۱۔ فصل اول
۴۷	۱۸	کیا یہودیوں نے مدینہ سے جنگ کیلئے متعلق سوچا تھا؟	یہود خیبر کی مختصر تاریخ
۴۸	۲۰	یہودی مدینہ کے ساتھ جنگ کرنے سے کیوں روکے؟	خیبر کا جغرافیہ ،
۴۹	۲۳	خیبر..... اور غزوہ احزاب ،	یہود ، خیبر میں کب آئے ،
۵۰	۲۵	جنگ کا اہم منصوبہ ،	جزیرہ عرب میں یہودی ایک ذلیل قوم ہے ،
۵۱	۳۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخلاف خیبر کا احزاب کو تیار کرنا ،	یہود خیبر کی شجاعت اور قوت وحدت ،
۵۲	۳۲	ممبران وفد ،	یہود خیبر کی جانب داری ،
۵۳	۳۵	اپنی مہم میں ظالم وفد کی کامیابی ،	ظہور اسلام کے وقت خیبر کا موقف ،
۵۴	۳۶	یہودی وفد کی بھد میں ،	خیبر کے موقف میں زبردست انقلاب ،
۵۵	۳۷	یہودی وفد کی بھد میں پذیرائی ،	مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کا اڈہ ،
۵۶	۳۸	گفتگو کے دوران سورا بازی ،	بنی نضیر کی تاریخ بدسرسری نظر ،
۵۷	۳۹	یہود کی مہرانہ کارروائیوں کی آخری کڑی ،	دشمنانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ،
۵۸	۴۰	خیبر کی فتح کے بعد یہودیوں کا خیبر میں قیام ،	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر تسلط حاصل کرنا
۵۹	۴۱	عہد فاروقی میں یہود کی جلاوطنی ،	بنو نضیر کی خیبر کی طرف جلاوطنی ،
۶۰	۴۲	مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے یہود کا بعض عیسائیوں سے کام لینا ،	بنو نضیر ، خیبر میں -
۶۱	۴۳	حضرت مہر فاروق کا یہود کو جلاوطن کرنا حکم دینا ،	اسم پر تسلط حاصل کرنا سب سے خطرناک اڈہ ،
۶۲	۴۴	فدک کے یہودیوں کو جلاوطنی کے وقت معاہدہ ،	نہن کا زیر و زبر کرنا ،



## فصل دوم

- ۶۱۔ خیر کی فتح کے حصول اور توالی کا مسلمانوں سے ہو۔
- ۶۲۔ خیر کی جگہ سے مسلمانوں کا خوش ہونا۔
- ۶۳۔ مختلف اختیار کرنے والوں کو فتح میں قبول نہ کرنا۔
- ۶۴۔ ہمیشہ میں صورتوں کی شریعت۔
- ۶۵۔ صحیح جہوریت کا نونہ۔
- ۶۶۔ یہود کا مسلمانوں کو جگہ کرنا۔
- ۶۷۔ لغو ٹھکرے۔
- ۶۸۔ مدینہ کے یہودی اور مسلمانوں کی باہمی۔
- ۶۹۔ جگہ خیر میں پوشیدگی سے کام نہیں۔
- ۷۰۔ یہود کا نفع کا نام۔ منافقین۔
- ۷۱۔ بنو نضیر اور نضیر کا نام۔
- ۷۲۔ منافع سردار نے مسلمانوں کی جگہ کے متعلق یہود کو
- ۷۳۔ خیر سے (۵)۔
- ۷۴۔ مقابلہ کے لئے یہود کی تیاری۔
- ۷۵۔ مغربہ بندی میں قاتلین یہود کا اختلاف۔
- ۷۶۔ مدینہ سے جگہ کا ٹھکرے۔
- ۷۷۔ خیر کا نجدی ما عرب سے مدد طلب کرنا۔
- ۷۸۔ یہودیوں کے ساتھ اعراب کا خیر میں پڑاؤ ڈالنا۔
- ۷۹۔ بنو مزہ کا یہودیوں کی امداد سے انکار کرنا۔
- ۸۰۔ حارث بن عوف کا ہمیشہ بن حسی کو حضور دینا۔
- ۸۱۔ مدینہ نبوی کا خیر کی طرف مدد کرنا۔
- ۸۲۔ مدینہ نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب۔
- ۸۳۔ مسلمانوں کی فوجی طاقت۔
- ۸۴۔ اٹکل جس کے دتے۔

- ۸۹۔ ہمیشہ کے رہبر۔
- ۹۰۔ خیر جانے کے لئے ہمیشہ کا راستہ۔
- ۹۱۔ ایک جاہلوس کی گرفتاری۔
- ۹۲۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ کا راستہ۔
- ۹۳۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غطفان سے
- ۹۴۔ یہود کی مدد نہ کرنے کا مطالبہ کرنا۔
- ۹۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غطفان سے نکالنا
- ۹۶۔ کرنا کہ ان کے اور یہود کے درمیان سے ہٹ جائیں
- ۹۷۔ مسلمانوں کی نذرک صورت حال۔
- ۹۸۔ رعب سے فہم حاصل کرنا۔
- ۹۹۔ کھنکھتا ہونے سے قبل فتح کی بشارت۔
- ۱۰۰۔ جگہ چڑھنے سے قبل غطفان کا اپنے ملنے کی طرف
- ۱۰۱۔ نذر ہونا۔

## فصل سوم

- ۹۳۔ مسلمانوں کا خیر پونہا۔
- ۹۴۔ آہستگی اختیار کرو۔
- ۹۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔
- ۹۶۔ یہود پر ایسا ایک جاہلانا۔
- ۹۷۔ دشمن سے جگہ کی تمنا نہ کرو۔
- ۹۸۔ جگہ کا آواز کیے ہوا۔
- ۹۹۔ معرکہ کے بائیں میں دشمن کی عدم ترتیب۔
- ۱۰۰۔ یہود کو دھتیا مسلم۔۔۔ اہلیہ کا عدم ذکر۔
- ۱۰۱۔ جزیرہ کا ذکر کیوں نہ کیا۔
- ۱۰۲۔ جگہ کا آواز۔
- ۱۰۳۔ قیادتوں اور مہنڈوں کی تعلیم و تہذیب۔

علم نبوی۔

انصار و مہاجرین کے چار جھنڈے۔

پیسہ۔

یہودی کھیتوں کی بریاری اور کچھ کھجوروں کا بولنا۔

حصول مقصد کے لئے مشکل مہم۔

حملہ کا آغاز کیسے ہوا۔

مسلمانوں کا پڑاؤ۔

پچاس زخمی اور ایک شہید۔

غیر کاہنہ شہید مسعود بن مسلمہؓ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیز کو اڑھائی کی تبدیلی۔

شام بہت مسلسل جنگ۔

مسلمانوں کا وادی الریح میں جانا۔

پڑاؤ کا سالاد حضرت عثمان بن عفانؓ۔

مسلمانوں کا شدید فوجی نظم و ضبط۔

سلام کی وسعت اور آسائش۔

امانت کے متعلق سبق۔

الانطاکہ کے قلعوں میں مضبوط ترین قلعہ نامم قلعہ۔

قلعہ نامم کے محاصرہ میں شدت۔

مرحب کا قتل ہونا اور قلعے کا گھٹنا۔

عامر بن اکوع کا قتل۔

مرحب کو گس نے قتل کیا۔

بیہوشی وغیرہ کی روایات۔

حضرت زبیرؓ کا حربہ کے بجائے بائیں کو قتل کرنا۔

چوتھے یہودی سالاد کا قتل۔

قلعہ نامم پر مسلمانوں کا قبضہ۔

قلعہ نامم کی فتح کے متعلق واقعات کی تفصیلات۔

۱۰۲ حضرت سہبن عبانہ کا زخمی ہونا۔

۱۲۱

۱۰۳ یہودی کے امان طلب کرنے پر اسے امان دینا۔

۱۲۷

۱۰۴ یہودی سے وفائے عہد۔

۱۲۸

۱۰۵ نقصانات کی تعداد۔

۱۲۹

۱۰۶ فنا تم اور اسلحہ۔

۱۳۰

۱۰۷ قلعہ العصب کی فتح۔

۱۳۱

۱۰۸ قلعہ العصب کا محاصرہ۔

۱۳۲

۱۰۹ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حبابؓ

بن حنظلہ کو جہنم عطا کرنا۔

۱۰۱۰ فوج کی بعض گھڑیوں میں بھوک۔

۱۰۱۱ گھریلو گدھوں کے گوشت کی منہاری۔

۱۱۰ قلعہ العصب کے مدافعتیوں کی تعداد۔

۱۱۱ قلعہ کے سامنے مقابلہ۔

۱۱۲ تیروں کی جنگ۔

۱۱۳ یہود کا مخالفانہ حملہ۔

۱۱۴ دوسری بار یہودیوں کا مخالفانہ حملہ۔

۱۱۵ سلام میں مشک کا قتل۔

۱۱۶ یہود کی شکست اور قلعہ کی فتح۔

۱۱۷ قلعہ العصب میں قلعہ اور اسلحہ کی کثیر مقدار پر مسلمانوں

کا قبضہ۔

۱۱۸ نبوی جگی آداب۔

۱۱۹ شراب کا گرانا اور اس کے برتنوں کو توڑنا۔

۱۲۰ اسے لعنت نہ کرو۔

۱۲۱ مسلمانوں کے پلہ کا بھاری ہونا۔

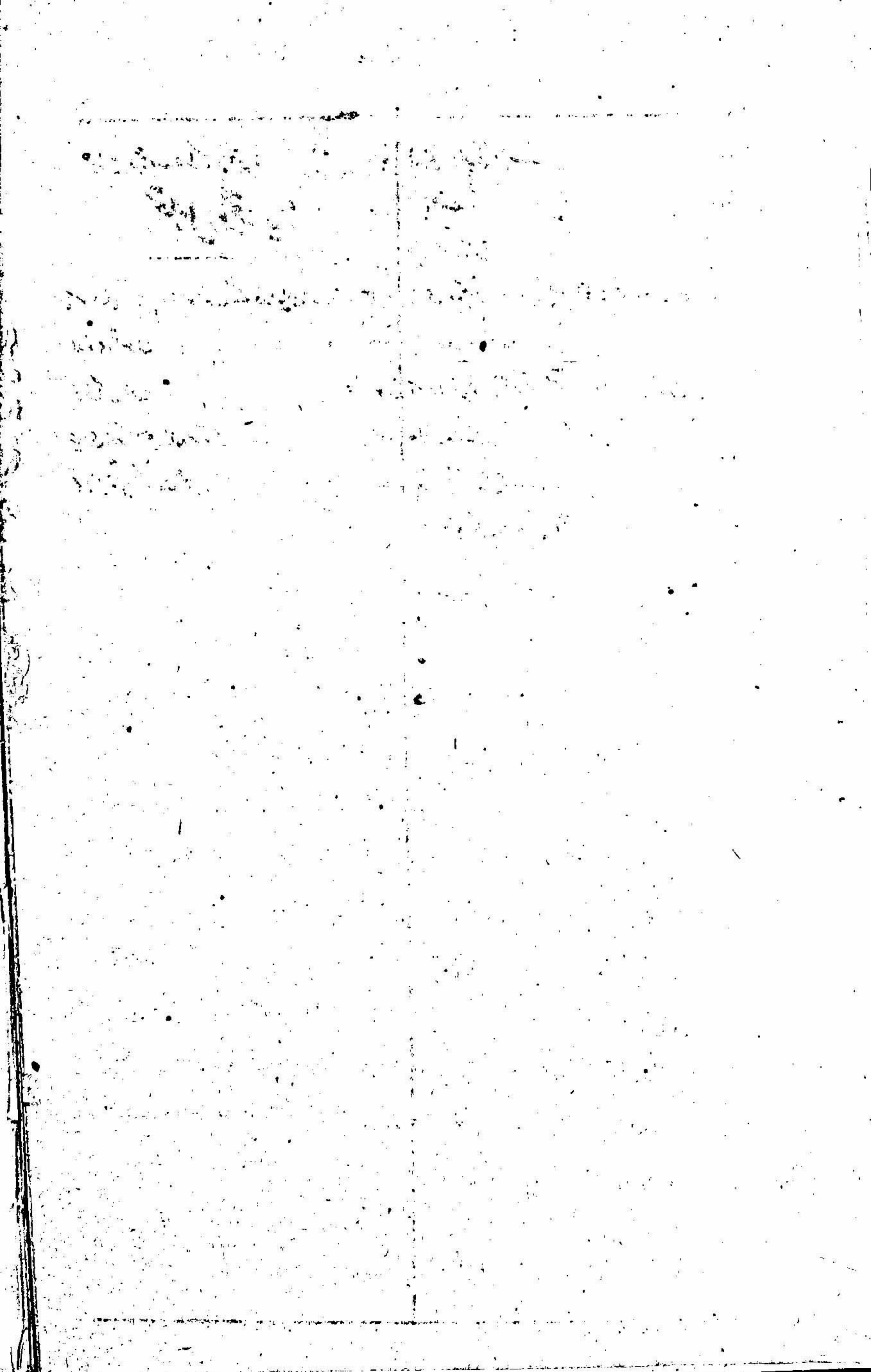
۱۲۲ الانطاکہ کے علاقہ کی صفائی کرنے والی پارٹی۔

۱۲۳ قلعہ الزبیر کی فتح۔

۱۵۹	صفیہ بیور کیسے ام المومنین بنی۔	۱۴۵	قلعہ میں داخل ہونے کی صعوبت۔
۱۶۰	صفیہ کی گود میں ماہتاب۔	۱۴۶	یہودیوں کو قلعے سے باہر لٹنے پر مجبور کرنا۔
۱۶۱	آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ سے کیسے شادی کی۔	۱۴۸	یہودیوں کو جنگ پر مجبور کرنا۔
۱۶۱	آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صفیہ کو سلام قبول کرنے اور اپنے اہل کی طرف واپس جانے کے	۱۴۸	مسلمانوں کے نقصانات۔
	زمین اختیار دینا۔	۱۴۹	قلعہ اُبی کی فتح۔
۱۶۲	ایک خبیث تہمت کی تردید۔	۱۴۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑاؤ کا پہلی جنگ پر منتقل ہونا۔
۱۶۳	ذیل قوم کے صاحبِ منزلت آدمی کا اکرام کرو۔	۱۵۱	یہودیوں کا لشکر کے قلعوں میں منتقل ہونا۔
		۱۵۱	قلعہ کا محاصرہ۔
		۱۵۲	یہود کا سخت مقابلہ۔
۱۶۹	خیبر کے نصف ثانی پر حملہ۔	۱۵۲	مبارزت کیلئے یہودیوں کا روانہ نہ کھول دینا۔
۱۷۰	کیا خیبر کا نصف ثانی بزدل قوت فتح ہوا تھا یا صلح؟	۱۵۲	دو یہودی سالاروں کا قتل۔
۱۷۱	خیبر کے نصف ثانی کا جنگ کے بعد اطاعت اختیار کرنا۔	۱۵۳	مبارزت طلب کرنے اور قلعہ کھولنے سے یہودیوں کا انکار۔
۱۷۲	فیصلہ کن بات۔	۱۵۴	قلعہ النزار کی فتح۔
۱۷۳	غنت و پاکیزگی کے اسباق۔	۱۵۴	خیبر کا مضبوط ترین قلعہ۔
۱۷۴	صدق جہاد کے اند نمونے۔	۱۵۵	قلعہ النزار میں عہد میں اور بچے۔
۱۷۵	غیر موجود لوگوں کو غنیمت میں شامل کرنا۔	۱۵۵	قلعہ النزار کا محاصرہ۔
۱۷۶	غنیمت میں دس یہودیوں کو شامل کرنا۔	۱۵۶	قلعہ النزار کے سوا، لشکر کے تمام قلعوں کا خالی ہونا۔
۱۷۸	فطرتاً یہود کی مدد کرتے..... لیکن۔	۱۵۶	قلعہ النزار پر حملہ۔
۱۷۹	غنیانہ کا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غنیمت کا حصہ طلب کرنا۔	۱۵۷	یہودیوں کی سخت مقاومت۔
۱۸۰	غنیہ کا یہود پر حضرت کرنا۔	۱۵۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں کے تیروں سے زخمی ہونا۔
۱۸۱	خیبر کے نصف ثانی کے یہودیوں نے کیسے اطاعت اختیار کی۔	۱۵۸	قلعہ پر منجنیق نصب کرنا۔
۱۸۱	ابن اسحاق کی رائے۔	۱۵۸	ایک وضاحت طلب واقعہ۔
		۱۵۹	قلعہ النزار آخری قلعہ تھا جس میں جنگ ہوئی۔

۱۹۸	مہاجرین کے شہداء کی تعداد۔	۱۸۲	واقعی کا قول۔
۱۹۹	انصار کے شہداء۔	۱۸۲	یہودیوں کا اطاعت کیلئے مذاکرات کی درخواست کرنا۔
۱۹۹	یہود کے مقتولوں کی تعداد۔		آخری اطاعت۔
۲۰۰	مہاجرین حبشہ کا خیبر میں آنا۔	۱۸۲	صرف خون کی حفاظت اور قیدی بنانے سے معافی۔
۲۰۱	حضرت جعفر کی آمد سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہارِ مسرت۔		آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رواداری۔
۲۰۱	فدک، تیماء اور داری القرئی کی فتح۔	۱۸۵	معاہدہ حواگی کی شروط۔
	فدک کے یہودیوں کا اطاعت اختیار کرنا۔		یہودی استعمار کا خاتمہ۔
۲۰۲	آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک کے یہودیوں کے ساتھ کیسے معاملت کی۔	۱۸۷	آج کی رات کل کی رات سے کس قدر مشابہ ہے۔
۲۰۳	داری القرئی کی فتح۔	۱۸۸	خیبر کی غنائم۔
	یہودیوں کا جنگ کی ابتداء کرنا۔		غیر جنگی غنائم۔
۲۰۴	جنگ کے لئے مسلمانوں کی تیاری۔	۱۸۹	خیبر حجاز کا سب سے زرخیز زمی علاقہ ہے۔
۲۰۴	یہودیوں کو دعوتِ اسلام دینا۔		آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں کو تہمت واپس کرنا۔
	یہودیوں کا دعوتِ اسلام کو رد کرنا اور جنگ کے لئے جلدی کرنا۔	۱۹۱	آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں یہودیوں کو رہنے کی اجازت کیسے دی۔
۲۰۵	یہودیوں کا اطاعت کرنا۔		یہودیوں کو خیبر میں ٹھہرنے کی اجازت۔
	داری القرئی میں یہودیوں کو رہنے کی اجازت دینا۔		یہودی مسلمانوں کی پستہ میں۔
۲۰۶	تیماء کے یہودیوں کا جزو ادا کرنا۔	۱۹۳	یہودیوں کے مال پر دست درازی کرنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتباہ۔
	قبیلہ فزیرہ کی سازش۔		آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں قتل کرنے کی سازش۔
۲۰۷	فزارہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ روکنے کی کوشش کرنا اور آپ کا اسے پیچ دینا۔	۱۹۳	معرکہ خیبر میں عورت کا کردار۔
۲۰۸	مکہ میں دلچسپ شہد کا واقعہ۔	۱۹۶	جہاد کے لئے عورتوں کے خروج کا ہولناک فریقین کے مقتولین۔
۲۰۹	معرکہ کے نتائج کے متعلق جگر کا شرط۔	۱۹۸	
	ایک سوادِ ثنیوں کی شرط۔		

۲۱۷	غذائی مواد کی کثرت۔	۲۱۰	مجاہد بن سلاط کا واقعہ۔
۲۱۸	شجاعت۔		<u>تحلیل و تجزیہ</u>
"	دین کا دفاع۔		
"	بیوی، بچوں اور مال کی حفاظت کا سبب اور	۲۱۳	اسلامی اور یہودی فوجوں کے درمیان موازنہ
"	پناہ اور حکومت۔	۲۱۶	عدوی تفوق۔
۲۱۹	اسلامی فوج مملکت تھی۔ اور یہودی فوج	"	خونناک تعداد۔
"	مدافعت کرتی تھی۔	۲۱۷	تیاری اور اسلحہ میں برتری۔
۲۲۱	معرکہ خیبر میں اسباق۔	"	ممتاز جنگی حکمت عملی۔
۲۲۲	میکنالوجی کی برتری کی حماقت۔		



# پیش لفظ

از قلم لفینڈ عبد اللہ اسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَ  
اصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ -

استاذ محمد احمد باثمیل نے (سلام کے فیصلہ کن معرکے) کے نام سے جس تاریخی سلسلہ کو شروع کیا ہوا ہے، مجھے اس سلسلہ کی چھٹی کتاب (غزوة خیبر) سے مطلع ہو کر بہت شادمانی ہوئی، میں نے اس کتاب میں (استاذ باثمیل کی دیگر تاریخی مولفات کی طرح) تاریخ سلاوی کے قیمتی خزانوں کو دیکھا جو بہاولپور اور قابل تعریف کارناموں سے بھرپور ہے۔ استاذ باثمیل کے قلم نے ان کی تحقیق کر کے، ان سے مٹی کی دبیز تہوں کو دور کر دیا ہے جو ان کارناموں کے مشاہدہ میں رکاوٹ بنی ہوئی تھیں..... اور پھر انہیں صحیح رنگ میں نہایت شاندار اور آسان طریق پر پیش کیا ہے جس سے قارئین (اپنے تعلیمی معیار کے اختلاف کے باوجود) بغیر کسی مشقت اور ذہنی پریشانی کے تاریخ اسلامی کی حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں۔ استاذ باثمیل نے کسی نئی تاریخ کو پیش نہیں کیا کیونکہ تاریخ کا مزاج اس بات کو برداشت نہیں کرتا کہ لکھاری اس میں ان باتوں کا اضافہ کرے جو اس کے اندر موجود نہیں، جن لوگوں نے تاریخ اسلامی کا تحلیل و تجزیہ کرتے ہوئے اُسے اپنے خیال (نہ کہ حقیقت) کے مطابق پیش کیا ہے جیسا کہ مشہور مؤلف جرجی زیدان نے اپنے مشہور تاریخی سلسلہ میں کیا ہے، مؤلف نے کتاب ہڈانے ان باتوں سے دُور رہ کر بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ استاذ محمد احمد باثمیل نے جو نئی بات پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے تاریخ اسلامی کے لئے نہایت دقیق و مستقر کیا ہے اور اسے بے حد وسعت

کے ساتھ پیش کیا ہے، لیکن یہ سب کچھ تاریخ کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے کیا ہے.....  
 نینس آپ نے اپنی تالیفات میں اس اصل سے کسی ایک مقام پر بھی خروج نہیں کیا، اس  
 بات نے آپ کے تاریخی سلسلہ کو بہت بڑی تاریخی قیمت عطا کی ہے، کیونکہ آپ نے اس  
 سلسلہ کو تسلی دینے والی کہانیوں اور وقت کو ضائع کرنے والے ان واقعات کی طرح بیان نہیں کیا  
 جن کے درمیان قاری کو شوق دلانے کے ارادہ سے عشق و محبت کے افسانے بیان کئے جاتے ہیں  
 ..... آپ نے اس سلسلہ کو حقیقی تاریخ کے حقیقی ماخذوں کی طرح پیش کیا ہے۔ اور جو  
 شخص ان سے رجوع واستدلال کرنا چاہتا ہے وہ اعتماد کے ساتھ اس کی طرف رجوع کر سکتا  
 ہے، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ استاذ باشمیل کو، تاریخ اسلامی کی اس خدمات  
 کی بہترین جزا دے، آپ اس روشن تاریخ کو، ایسے وقت میں پیش کر رہے ہیں جبکہ منکرین،  
 عربوں اور مسلمانوں پر ظالمانہ حملے کر رہے ہیں اور ان حملوں کے پس پردہ ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ  
 مسلمانوں (خصوصاً عربوں) کا تعلق ان کی روشن تاریخ سے منقطع کر دیں، مگر اللہ تعالیٰ ان  
 کوائے کے ایجنٹوں کی گھات میں ہے، اللہ تعالیٰ اپنے دین کا بدلہ لیتے ہوئے ان لوگوں کو  
 ذلیل کرے گا اور یہ خائب و خاسر ہوں گے انشاء اللہ۔

تاریخ کو، ایسی کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ معرکہ خیبر، تاریخ اسلام  
 کے عظیم فیصلہ کن معرکوں میں سے ہے اور بقول مولف یہ عہد نبویؐ کا طویل ترین معرکہ ہے  
 جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحابؓ، شریک ہوئے، اور یہ وہ آخری  
 معرکہ ہے جس کے ذریعے جزیرہ عرب سے، ذلیل یہودیوں کا وجود ختم ہوا۔ مولف نے اس کتاب  
 میں یہودی خیبر کی تاریخ کو پیش کیا ہے، کہ وہ کب سرزمین عرب میں آئے اور کس طرح حضرت  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ نے زبردست فوجی کارروائیوں کے بعد، جزیرہ  
 عرب کو، ان کے گنہ سے پاک کر دیا، اور یہی بات اس کتاب کا موضوع ہے۔

مولف نے کتاب کی پہلی فصل میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ یہودی قوم، باہر  
 سے جزیرہ عرب میں داخل ہوئی ہے اور جزیرہ عرب کے ساتھ، اس کا خوئی، دینی اور  
 زبان کا کوئی رشتہ موجود نہیں ہے، اس طرح اس نے یہود کے تعصب، بغض، کینے، بھٹکتے



منزلت پسندی اور کمزور فریب کو بھی اچھی طرح پیش کیا ہے جس کی وجہ سے ان کے تعلقاً  
جزیرہ عرب میں، ڈگری شپ، عہد شکنی کرنے، اور مسلمانوں کو کھپنے کے لئے، بت پرستوں سے  
موافقت کرنے تک محدود ہے، مولف نے (اس عہد میں) خیبر کی اہمیت اور اس  
اسلام اور مسلمانوں کو جو خطرات لاحق ہو سکتے تھے انہیں بھی پیش کیا ہے۔ خصوصاً شرب سے  
بنی نصیر کے سربراہ دار یہودیوں کے خیبر چلے آنے کے بعد، جو یہودیوں میں سردار اور اشراف  
سمجھے جاتے تھے، مولف نے، یہ مفید تفصیل بھی بیان کی ہے کہ خیبر کس طرح اسلام اور مسلمانوں  
پر تسلط حاصل کرنے اور ان سے ظلم رٹا رکھنے کا بیڈ کو اڑ بنا اور کس طرح اس نے احزاب کی  
خونخاک جنگ کی اسکیم بنائی، اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت معجزانہ رنگ میں اسلام اور مسلمانوں  
کو نہ بچاتی تو قریب تھا کہ احزاب کی مخالف فوجیں مسلمانوں کی ہستی کا تار بکھیر دیتیں۔  
اور اسلام کی جڑوں کو مکمل طور پر اکھاڑ دیتیں۔ مولف نے ان اسباب کو بھی تفصیل سے بیان  
کیا ہے، جن کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود کے معاملہ میں سختی کی سیاست کو  
اختیار کرنا پڑا اور جنگ کے ذریعہ ان کا صفایا کرنے کے لئے، جنگ کو ان کے گھروں میں  
منتقل کرنے کا بھی فیصلہ کرنا پڑا، آپ نے یہ فیصلہ اس یقین کے بعد کیا کہ نرمی اور رواداری  
ان یہودیوں کو، عہد شکنی کرنے، ظلم کرنے اور مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کے بارے میں مزید  
جرات دلا دیتی ہے۔

پھر مولف نے ان معرکوں کی دلچسپ تفصیل بھی بیان کی ہے جو خیبر کے قلعوں پر قبضہ  
کرنے کے لئے، برپا ہوئے، اور اسانید سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم پیش قدمی اور شجاعت میں چوٹی کے آدمی تھے اور رواداری اور رحمت میں ایک  
نمونہ تھے اور آپ کے اصحاب، صبر و اطاعت اور ایمان و شجاعت میں تاریخ کے نادرہ  
روزگار نمونے تھے، نیز اس نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ کس طرح قلیل التعداد صابر مومن  
کثیر التعداد کفار پر غالب آئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مسلمانوں نے جس  
جنگ میں بھی شرکت کی، ان کی تعداد قلیل ہی تھی مگر اس کے باوجود وہ ظفر مند ہوئے، خیبر  
کے قلعوں کے دفاع میں، یہود نے جس شجاعت اور مردانہ دماغیت طلب کر لیا مظاہر

کیا، مولف نے ان حقائق کو بھی منسوخ نہیں کیا، اس نے ان حقائق کو بہت واضح اور درست طریق سے بیان کیا ہے جس سے ان معرکوں کی اہمیت، چمک و تاب اور مزیداری میں اضافہ ہو گیا ہے۔

میں نے بہت دفعہ چاہا کہ یہ کتاب وراستا ناٹھیل کی دیگر کتب ہائے آئیڈر اور تمام عرب فوجوں کے ہاتھوں تک پہنچ جائیں تاکہ وہ اپنے عظیم نبی اداپ کے بہاد اور نیکو کار صحابہ کی روشن تاریخ سے آگاہ ہو جائیں، جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و سخاوت اور آپ کے کریمانہ اخلاق سے کسب فیض کیا، جس کے باعث انہوں نے یہود کی کئیہ قذی، جبروت، سرکشی اور مکروہ خیانت کے باوجود، سنگین حالات میں بھی اسلام کے اصولوں کو مضبوطی سے قائم کر لیا۔ نیز عرب فوجیں اور ان کے آئیڈر پہلے مسلمانوں کے فوجی دستوں کے بہادرانہ کارناموں اور جوں میں ہماری شکست کے مابین موازنہ کر سکیں، جس ریز اڑھائی لاکھ سے زیادہ آئیڈر اور سپاہی، ان یہودیوں کی قلیل تعداد کے سامنے بھاگ گئے، جس سے مسلمانوں کو ابدی ذلت حاصل ہوئی اور یہ ذلت اس وقت تک نہ ہوگی جب تک یہ امت اپنے دین، اپنی تاریخ اور اپنے قدیم اصولوں کی طرف واپس نہ آئے اور ہماری امت اور ہمارے دین کے دشمنوں کی جانب سے ورنہ کھوکھلے اصولوں کو خیر باد نہ کہہ دے۔

ہم استاذ محمد احمد باٹھیل کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں جنہوں نے اپنے دین امت اور وطن کے دفاع کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا ہے اور وراثت اسلامی کے احیاء میں ایک دلچسپ اسلوب اختیار کر کے اور آزادانہ قلمکاری کے ذریعہ حقہ لیا ہے ان کا قلم ہمیشہ ہی باطل کے ساتھ برسر پیکار رہتا ہے، میں اُمید کرتا ہوں کہ انہیں ہمیشہ اس بات کی توفیق رہے گی۔ اور وہ اسلام کے فیصلہ کن معرکوں مثلاً قادسیہ، یرموک، حنین اور عین جالوت کے متعلق بھی مسلسل کتب شائع کرتے رہیں گے۔

عبداللہ النور

قائد معرکہ قدس ۱۹۲۸ء

# مہینہ مولف

الحمد لله ولا نعبد الا اياه وصلى الله على نبينا ورسوله  
 محمد الذي اختاره لاوراد رسالته واجتباة، وعلى آل الطيبين  
 الطاهرين واصحابه الغزاليامين.

ہماری یہ کتاب، ہمارے تاریخی سلسلہ (اسلام کے فیصلہ کن معرکے) کی چھٹی  
 کتاب ہے جسے ہم قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ  
 وہ ہمیں اس کی اشاعت کی توفیق دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے تمام  
 اعمال کو، شہرت اور ریاض کاری کی طوفانی سے پاک رکھے اور ہمارے سب کام خالصتہ رضائے  
 الہی کے لئے ہوں وہ دلوں کو بدلنے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

①

یہ کتاب عہد نبویؐ کے طویل ترین معرکہ کی تفصیل پر مشتمل ہے، معرکہ خیبر وہ معرکہ  
 ہے جس میں مسلمانوں نے فتح حاصل کر کے، خیبر کے علاقہ میں یہودیوں کے وجود کی جڑوں کو  
 مکمل طور پر اکھاڑ پھینکا، جو جزیرہ عرب میں غیر ملکی وجود کا آخری اور مضبوط ترین قلعہ تھا۔  
 خیبر کے یہودیوں کے مطیع ہو جانے سے (جن کی تعداد دس ہزار جاننازوں پر مشتمل تھی) یہودی  
 مقامات کے بقیہ مقامات بھی جو فدک، دادی القری اور تیماء میں تھے وہ بھی مسلمانوں  
 کی اطاعت میں آگئے نیشنز تمام شمالی علاقے بھی ان کی اطاعت میں داخل ہو گئے، اس  
 طرح مفسد اور کینے یہودیوں کے وجود کا آخری مرحلہ اپنی انتہا کو پہنچا، جو دو ہزار سال سے  
 بھی زیادہ عرصے سے جزیرہ عرب کے باشندوں کے ساتھ مل جل کر رہ رہا تھا، خیبر میں مفسد  
 یہودی وجود کے خاتمہ کے بعد، جزیرہ عرب کے باشندے (اسلام کے گھنے سایہ تلے) امن  
 واستقرار کی جلالت سے آشنا ہوئے اور جزیرہ عرب کے علاقوں کو اسلام کی نوزیر حکومت

سرعت کے ساتھ اپنے پروں تلے جمع کرنے لگی اور سقوطِ خیبر پر ابھی نو ماہ کا عرصہ بھی نہ گذرا تھا کہ مشرک و بت پرستی کا سب سے بڑا قلعہ مکہ مکرمہ بھی، مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا اور ابھی خیبر کو یہودی حکومت سے پاک کئے دو سال کا عرصہ بھی نہ گذرا تھا کہ تمام جزیرہ عرب دینِ اسلام کا مطیع و فرمانبردار بن گیا۔

(۲)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے ہجرت کی اور جنب سے شرب نے، اسلام قبول کیا اور اس کے احکام و تعلیمات کا مطیع اور پابند ہوا، آپ علاقہ کے یہود کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھتے تھے اور جنب بھی وہ معاہدہ کو توڑ دیتے، بالخصوص معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے، آپ ان سے درگزر فرماتے اور زواہری کا سلوک کرتے، یہاں تک کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ختم کرنے یا نئے اسلامی ارکان کے نظام کو تباہ کرنے کی سازش کی تدبیر کی۔ آپ اپنی تادیبی کارروائیوں میں سختی کرنے سے بہت دور رہتے تھے۔ آپ نے یہود کی عہد شکنی، خیانت اور تسلط حاصل کرنے کے بدلہ میں جو سزائیں انہیں دیں ان میں سے کوئی سزا بھی خونریزی اور قتل تک نہیں پہنچی، آپ نے یہود کو، بعض مملوکہ چیزوں کے ساتھ مدینہ سے جلا وطنی کی جو سزا دی، یہ ایک انتہائی سزا تھی حالانکہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس سے ان کا قتل کرنا جائز تھا۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو تباہ و برباد کرنے کی بھی پوری طاقت رکھتے تھے، اس لئے کہ سزا کا مقصد (اسلامی روح زواہری کے مطابق) انتقام لینا اور خون چاٹ کر، پیاسے کو شفا دینا نہیں ہوتا، بلکہ سزا کا مقصد صرف، خطرے کو دور کرنا اور شر کے مارے کو ختم کرنا اور قلق و اضطراب اور فتنے کے اسباب کا قلع قمع کرنا ہوتا ہے تاکہ نیا معاشرہ امن و سکون کی فضا میں زندگی بسر کرے اور سازشوں، کینوں اور لاقانونیت کی زندگی سے دور رہے، ..... اسلام سے پہلے یہود کو، معاشرہ میں لاقانونیت پیدا کرنے اور اس کے بڑھانے میں یتولی حاصل تھا، کیونکہ ان ذلیل یہودیوں کے وجود کا قیام، ان اجتماعی

امراض کے انتشار میں ہے جنہیں انہوں نے بت پرست جاہلی معاشرہ میں لوگوں کی غفلت کے زمانہ میں بہت گہرا کیا ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ شاید یہود کو جلا وطن کرنے اور انہیں شرب سے دور کر دینے سے ان کے شر کا قلع قمع ہو جائے۔ اور ان کا خطرہ دور ہو جائے آپ نے ان یہودیوں کی سزا کو، جو مستحق قتل ہو چکے تھے، مدینہ سے جلا وطنی میں تبدیل کر دیا تاکہ وہ جزیرہ کے اندر یا باہر جہاں بھی خدا تعالیٰ کی زمین میں جانا چاہیں، آزادانہ طور پر چلے جائیں۔

(۳)

بنو نضیر کی عہد شکنی اور آپ کے قتل کی کوشش کے ثابت ہو جانے کے بعد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف کر دیا اور مدینہ سے ان کی جلا وطنی پر ہی اکتفا کیا، بنو نضیر نے جس وقت آپ کو قتل کرنے کی کارروائی کا آغاز کیا اس وقت وہ اپنے گھروں میں اس معاہدہ کے تحت جو ان کے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان طے پا چکا تھا، امن و امان کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ بنو نضیر نے مدینہ سے جلا وطنی کے وقت خیبر میں اقامت اختیار کر لی اور اسے مدینہ کی بجائے اپنا وطن بنا لیا، کیونکہ عرب علاقوں میں خیبر یہودیوں کی سب سے بڑی حربی قوت تھی، خیال تھا کہ معاہدہ کی موجودگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی کوشش کے ثبوت کے بعد، آپ نے ان کے ساتھ جو روادارانہ معاملہ کیا، وہ اس کا لحاظ کرتے ہوئے صلح کے لئے آمادہ ہوں گے، آپ نے باوجود قوت کے ان کا خون نہیں بہایا اور مدینہ سے جلا وطنی کے وقت انہیں اجازت دے دی کہ جو کچھ وہ اٹھا کر لے جاسکتے ہیں، لے جائیں، پس وہ اپنے ساتھ سونے اور چاندی کی بہت بڑی مقدار اٹھا کر لے گئے جو ان کی گراں قدر متاع تھی، جزیرہ عرب میں یہودیوں میں سے بنو نضیر کو سب سے بڑا سرمایہ دار گروہ خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن یہود کی فطرت (طاقت کے

یہود نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی جو کوشش کی اسکی مکمل تفصیل ہماری کتاب غزوة احزاب میں ملاحظہ فرمائیے۔

وقت عہد شکنی کرنے اور حملہ کرنے، اور کمزوری کے وقت اطاعت و سکون اختیار کرنے) بدل نہیں سکتی، ان کی ذلیل لاء اخلاقی فطرت ہر دور میں ان کے لازم حال رہتی ہے۔ اس لئے ابھی وہ خیبر میں ایک کر بیٹھے بھی نہ تھے کہ انہیں معلوم ہو گیا کہ انہیں کچھ قوت و سطوت حاصل ہو گئی ہے لہذا انہوں نے خیبر کو، مسلمانوں پر ظلم کرنے اور ان پر ڈکٹیٹر شپ قائم کرنے کے لئے ایک ہیڈ کوارٹر میں تبدیل کرنا شروع کر دیا، اس ڈکٹیٹر شپ کا سب سے خطرناک نتیجہ غزوة احزاب کی صورت میں ظاہر ہوا، جس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دو چار ہونا پڑا اور انہوں نے وہ مصائب و آلام برداشت کئے جن جیسے مصائب سے آپ کو زندگی کے کسی مرحلہ میں بھی دشمنوں سے جنگ کے دوران واسطہ نہیں پڑا جیسا کہ ہم نے اپنی دو کتابوں غزوة بنی قریظہ اور غزوة احزاب میں، اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

(۲)

یہ خوفناک جنگ (جو بظاہر قرشی عطفانی اور اصلیت کے لحاظ سے یہودی تھی) ایک سخت سبق کے قائم مقام تھی جسے مسلمانوں نے یاد رکھا اور اس کی روشنی میں ان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ یہودی قوم، سرطان کی طرح خبیث ہے جس کی موجودگی میں کوئی علاج سود مند نہیں ہوتا اور اس کو ختم کر دینا ہی اس کا علاج ہوتا ہے اور اگر آپ نے اس کا جلد استعصال نہ کیا تو وہ آپ کی زندگی اور جسم کو تباہ کر دے گا۔ احزاب کی خوفناک جنگ کے بعد مسلمانوں کو جو سخت سبق ملا، اس سے مینہ کی قیادتِ اسلامی پر واضح ہو گیا کہ یہودی عہد شکنی اور خیانت اور ڈکٹیٹر شپ کے مقابلہ میں، ان کے ساتھ اس ارٹ سے نرمی اور رواداری برتنا، کہ ان کی اصلاح ہوگی اور ان کے شرارت پسند نفوس رو بہ اصلاح ہوں گے اور انہیں اس نیت سے موقع دینا کہ وہ جاوہ صواب کی طرف واپس آجائیں گے اور جس حق کو انہوں نے پہچان کر اس کا انکار کر دیا ہے، اس کی پیروی کریں گے، یہ صرف ایک مسکن دوا کے طور پر ہوگا جو اس سرطان (یہودی) کا خاتمہ کرنے میں سود مند نہیں ہو سکتی بلکہ اسے

اس بات کا موقع دینا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ جسم میں سرایت کر کے زندگی اور عافیت کا خاتمہ کر دے۔

(۵)

اس جدید اور واقعاتی نظریہ کی اساس پر، جسے مدینہ میں قیادتِ اسلامی نے احزاب کے حملے کے ان مصائب و آلام کے نتیجہ میں محسوس کیا جو اسلامی ہستی کا تار و لود بکھیر دینے اور اس کو جڑوں سے اکھاڑ دینے لگے تھے اور جو مکہ اور صحرائے نجد سے قبل، خیبر کے علاقے سے وارد ہوئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، نرمی کی اس سیاست سے روگردانی اختیار کرنی جسے آپ اس بربادی انگن قوم کی کارروائیوں کے مقابل میں اختیار فرمایا کرتے تھے، پس آپ نے انکی معاملہ میں دانشمندی اور سختی کی سیاست کو اپنایا، آپ نے یہ سختی انتقام لینے اور ان کے خون سے پیاس بجھانے کے لئے اختیار نہ کی تھی بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام حکیمانہ تصرفات اس پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ ریح انتقام سے کوئی سروکار ہی نہ رکھتے تھے اس دانشمندانہ جدید سیاست کا باعث، جسے آپ نے ان یہودیوں کے ساتھ نزلہ احزاب کے بعد اختیار فرمایا، اس شریفانہ خواہش پر مبنی تھی کہ علاقہ کے ماحول میں امن و امان کا دور دورہ ہو، ..... بار بار کے عملی تجربات اس باپردہ دلالت کرتے تھے کہ علاقے میں اس وقت تک امن و امان قائم نہیں ہو سکتا جب تک تمام جزیرہ عرب میں یہودیوں کا اثر و نفوذ یا حکومت باقی ہے۔

(۶)

یہود کی ڈکٹیٹر شپ دوبار بار کی غداروں کے مقابلہ میں، جو جدید اور سخت سیاست اپنائی گئی اس کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ ہجرت کے چوتھے سال مدینہ میں یہود بنی قریظہ پر یہ سخت سزا نازل کی گئی کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جن گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کیا ہے ان کے بدلہ میں ان میں سے آٹھ سو آدمیوں کو قتل کر دیا گیا، یہ گھناؤنے جرائم، غلامی، خیانت، عہد شکنی اور ڈکٹیٹر شپ کے تمام معانی پر حاوی تھے اور انہوں نے یہ جرائم اس وقت کے جب مسلمان نہایت سستہ حالت سے گذر رہے تھے، ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ بھی مسلمانوں کے وجود کو ختم کرنے اور ان کی

ہستی کو نیست و نابود کرنے میں شریک ہوں..... وہ مسلمانوں پر الٹ پڑے ادران سے خم  
کھڑک کر دشمنی کرنے لگے بلکہ انہوں نے ان کے خلاف، اعلان جنگ کر دیا، اس وقت مسلمان  
نہایت کمٹن حالت میں اپنی موت کی گھڑی کا سامنا کر رہے تھے اور اس کی سوئی، صفر کی طرف  
بڑھ رہی تھی تاکہ احزاب کی زبردست فوجوں کے ہاتھوں، جو مدینہ کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے  
تھیں، ان کی موت کا اعلان کرادے..... اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کو پراگندہ کرنے  
اور مدینہ سے نکال باہر کرنے کا معجزہ ظہور پذیر نہ ہوتا تو احزاب کی فوجیں مسلمانوں کو تباہ و برباد کر  
دیتیں۔ یہود بنو قریظہ اور مسلمانوں کے درمیان (عدم جارحیت کے معاہدہ کے علاوہ) ایک فوجی  
معاہدہ بھی تھا جو فریقین کو اس بات کا پابند کرتا تھا کہ شرب پر سیر و بی حملہ کی صورت میں خواہ وہ  
ان دونوں میں سے کسی کے خلاف ہو، یہ دونوں اکٹھے ہو کر اس کا دفاع کریں گے مگر جب احزاب  
کی زبردست فوجوں نے مدینہ میں مسلمانوں کا احاطہ کر لیا تو یہود بنو قریظہ نے غداری اور خیانت کرتے  
ہوئے اس معاہدہ کو توڑ دیا اس سے وہ مسلمانوں کو ایک تنگ مقام پر پھینسا کر فائدہ حاصل کرنا  
چاہتے تھے، بنو قریظہ نے، صرف عہد شکنی اور اس معاہدہ کے باطل کرنے پر ہی اکتفا نہ کیا جو ان کے  
اور مسلمانوں کے درمیان تھا بلکہ جنگ کر نیوالوں کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے کے لئے بھی جلدی کی اس  
بات نے مسلمانوں کے درد و کرب میں مزید اضافہ کر دیا اور بنو قریظہ کی اس کارروائی نے انہیں جنگی  
کے درپائل کے درمیان ڈال دیا..... ان کے سامنے احزاب کی فوجیں تھیں اور مدینہ کی اطراف  
میں یہود بنو قریظہ ان کے پیچھے تھے اور یہ بات کس قدر بُری تھی کہ آپ اپنے حلیف کو، اپنے دشمنوں  
کے ساتھ شامل دیکھیں اور وہ اس وقت پیچھے سے آپ کو مارنے کے لئے ہتھیار اٹھائے جس وقت  
آپ کو یہ توقع ہو کہ وہ ہتھیار اٹھا کر آپ پر ہونے والے ظلم کو روکنے کے لئے ایک حلیف کی طرح  
کھڑا ہوگا جس کے دیئے ہوئے قول کا وزن، شرف کے ترازو میں ہوتا ہے۔ مگر یہ لوگ تو صرف  
یہودی تھے۔

یہود بنو قریظہ نے جن گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کیا تھا ان کے مطابق انہیں سخت ترین  
سزا دی گئی..... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک عادلانہ فیصلہ کے بعد، ایک ہی رات



میں یہود بنو قریظہ میں سے آٹھ سو جانبازدوں کو، قتل کر دیا۔

(۷)

یہود بنو قریظہ کے متعلق جو فیصلہ صادر ہوا اور اس کے نتیجے میں جو سخت اور دانشمندانہ سزا دی گئی، یہ وہ پہلا انقلابی پوائنٹ ہے جس نے مدینہ کی اسلامی قیادت کو، عہد شکن یہودیوں کے معاملہ میں نرمی کی بجائے، سخت سیاست کے اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ مسلمانوں کو تلخ تجربات کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح معلوم ہو چکی تھی کہ یہود کی غداری، عہد شکنی، خیانت اور ڈکٹیٹر شپ کے جرائم کے مقابلہ میں نرمی، رواداری اور عفو و درگزر کی سیاست اختیار کرنے سے پہلے کبھی یہود کی فطرت میں تبدیلی رونما ہوتی ہے اور نہ ہی آئندہ ان کی تخریب کار، سازشی، اور حکومت کی حریف طبیعت میں کچھ تبدیلی پیدا ہوگی۔ بلکہ اس طبیعت نے انہیں لاپرواہی سے کران کے ان خیالوں کا دائرہ وسیع کر دیا ہے جو ان کے بڑے بڑے لیڈر، شرب کی داپسی کے متعلق انہیں دکھایا کرتے تھے کہ وہاں پہلے سے ان کی حکومت کے سیاہ سائے دراز ہونگے۔

احزاب کی زلزلہ انگن جنگ کے بعد مدینہ کی قیادت علیہ کو اس بات میں کچھ شک نہ رہا تھا کہ خیبر (جب بنی نضیر کے جلاوطن یہودیوں نے اسے اپنا وطن بنا لیا تھا) مسلمانوں پر ظلم کرنے کا ہیڈ کوارٹر بن چکا ہے اور خواہ مسلمان یہود سے کس قدر بھی عفو و درگزر سے کام لیں وہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے، تمام وسائل کو بروئے کار لانے کی کوششوں سے کبھی بھی نہیں رکھیں گے۔ اس لئے اب یہ ایک بدیہی اور ضروری بات تھی کہ مسلمانوں کا دوسرا قدم (شراب میں یہودیوں کے صفایا کے بعد) خیبر میں یہود کے ساتھ جنگ کرنا ہو تاکہ ان کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے اور یہ ایک مدافعتی حربی کارروائی تھی۔ جس کا عمل میں لانا ضروری تھا تاکہ ظلم اور سازش کے ٹھکانوں کو ختم کیا جائے اگر مسلمان ان ٹھکانوں کو تباہ و برباد نہ کرتے تو ان یہودی

ملاحظہ فرمائیے اس فیصلہ پر اعتراض کرنے و انتقاد کرنے والوں کے شبہات کی رد کے لئے ملاحظہ فرمائیے کتاب "غزوة بنی قریظہ" کی چوتھی فصل ملاحظہ کیجئے۔

مھکانوں سے، جہاں پر مسلمانوں کے خلاف جنگ احزاب کا تانا بانا تیار کیا گیا تھا ہمیشہ ہی ان کا وجود ہر گھڑی خطرات میں گھرارہتا اور یہ کوئی مستبعد امر نہیں کہ مسلمانوں کے خلاف یہودی دوسری جنگ احزاب کا تانا بانا تیار کرتے جو پہلی جنگ احزاب سے بھی زیادہ بڑی اور خطرناک جنگ ہوتی ہے۔

(۸)

مسلمانوں پر احزاب کے خوفناک حملے کے لواحد کے متعلق۔

واقعات کے صحیح اندازوں اور سببات کے ساتھ اسباب کے رابطوں اور دقیق تجزیات کی روشنی میں مدینہ کی قیادت علیہ پر یہ بات واضح ہوئی کہ بہت پرست احزاب کی جن فوجوں کو حیرت انگیز رنگ میں مسلمانوں نے نکال باہر کیا ہے اور بنو قریظہ کی جن فوجوں پر مسلمانوں نے تباہ کن عذاب نازل کیا ہے، ان سب کی مثال اژدھا کی دم کی طرح ہے، جس کا حقیقی سر، وہ یہودی عناصر ہیں جو ہمیشہ خیبر کے مھکانوں میں چھپے رہتے ہیں، اس لئے مدنی قیادت سلامی صرف اسی صورت میں بہت پرستوں کے حملوں اور یہودی بنو قریظہ کے غداروں اور خائنوں کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکتی ہے کہ اس اژدھا کی دم کو کاٹ دے۔

مسلمانوں کو، بہت پرست احزاب اور بنو قریظہ کے غداروں کے ہاتھوں جن تباہیوں اور ہلاکتوں سے دوچار ہونا پڑا، انہوں نے مدینہ کے اسلام، خون، عزت اور مال کو تیز آندھی کے سامنے ڈال دیا..... یہ احوال و مصائب جنہوں نے مدینہ کو گھیر لیا تھا، اگر خیبر کا وجود نہ ہوتا۔ تو ان مصائب کی کوئی چنگاری بھی مسلمانوں پر نہ پڑتی یہ سب کچھ خیبر ہی سے رونما ہو رہا تھا اور جو شخص اپنے آپ کو اس قاتل اژدھا سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے اس کا محض دم کو کاٹ دینا اور سر کو باقی رکھنا کوئی فائدہ نہیں دیتا کیونکہ دم، سر کی اتباع کرتی ہے اس لئے اس کے متعلق بھی اقدام کرنا ضروری ہے، اس منطق کی اساس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا، تاکہ

وہ یہودی خیبر نے عملاً جدید جنگ احزاب، کیلئے اس وقت کوشش کی جب انہوں نے اپنے سردار اسیر بن زام کی قیادت میں ویرانہ نخلان کی طرف رخ دیا۔ یہ فیصلہ کیا کہ وہ انہیں مدینہ میں مسلمانوں کے خلاف جدید جنگ کے لئے رضامند کرے، جیسا کہ ہم نے اپنی پانچویں کتاب "صلح حدیبیہ" میں اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۶۷۳/۱۹

اڑوہا کی دُم اپنے سر کی اتباع کرے، پس آپ نے ہجرت کے ساتویں سال کے آغاز میں جزیرہ عرب میں دخیل یہودیوں کا سب سے آخری اور خطرناک قلعہ مسمار کر دیا اور اس پر قابض ہو گئے اور سقوطِ خیبر کے بعد، یکے بعد دیگرے یہود کے دوسرے ٹھکانے بھی، جو فدک، تیماء اور وادی القریٰ میں تھے سب کے سب مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گئے، اس طرح جزیرہ عرب، سرطان کی خطرناک گلی سے نجات پا گیا جو کئی صدیوں سے ان قبائل پر حملہ آور ہو رہی تھی جن میں یہ دخیل یہودی رہے تھے، شاید عقیدہ اسلامی نے فتوحات کے میدان میں جو سب سے بڑا کردار ادا کیا وہ یہ تھا کہ خیبر میں چودہ سو مسلمانوں نے ایمانی قوت کے سوا، ہر چیز کی کمی کے باوجود، چودہ ہزار یہودی جانبازدوں اور ان کے حلیفوں پر فتح پائی جن کے پاس ایمان کے سوا، جنگی ضروریات کی ہر چیز موجود تھی۔۔۔ اور شاید مسلمانوں۔۔۔ اور خصوصاً عربوں کی سمجھ میں اس عقیدہ کا بڑا کردار یہ تھا کہ اس نے انہیں اپنے رب کے حضور لوٹنے اور صحیح اسلامی عقیدہ سے وابستہ ہونے کے لئے تیار کر دیا تھا۔۔۔ اس بات کی بغیر، ان کے لئے اپنی مرغوب، عزت و کرامت اور استقرار اور فتح کو حاصل کرنا محال تھا، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہدایت دے اور انحراف کی نعرشوں سے محفوظ رکھے تاکہ ہم اس کی توفیق و ہدایت سے اس امت کے منعم علیہ لوگوں کے رستہ پر چلتے رہیں یقیناً وہ مسننے اور جواب دینے والا ہے۔

محمد احمد ہاشمی

جدہ ..... مملکت سعودی عربیہ

۱۳۸۹ھ ————— ۱۹۶۹ء

# فصل اول

## یہود خیبر کی مختصر تاریخ

- یہود خیبر میں کب اور کیسے آئے۔
- صدیوں تک یہود کا غیر جانبدار رہنا۔
- غیر جانبداری کے بعد، خیبر، مسلمانوں کے خلاف حملوں کا ہیڈ کوارٹر کیوں بنا؟
- خندق کے سال، مسلمانوں پر، اجزاب کے حملے میں، خیبر کا کردار،
- خیبر سے یہود کی جلا وطنی کی تکمیل کیسے ہوئی؟

خیبر کے فیصلہ کن معرکے کی تفصیل بیان کرنے سے قبل، جزیرہ عرب میں دخیل یہودیوں کا وجود، انتہائی طور پر مضلل ہو چکا تھا، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تاریخین کرام کو یہ بات بتا دی جائے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، یہود سے جنگ کرنے اور ان کی حکومت کا خاتمہ کرنے کے لئے اٹھے، اس سے پہلے ان کی تاریخ اور ان کے اعمال و تصرفات کیا تھے،

قدیم زمانوں سے خیبر کو ہمیشہ ہی سے ایک وسیع سبزہ زار  
خیال کیا جاتا رہا ہے جو چشموں اور بکثرت پانیوں سے

شاداب ہے اس کی مٹی نہایت عمدہ ہے جو مختلف فصلوں اور پھلوں کے بونے کے لئے کارآمد ہے، اس طرح اسے جزیرہ عرب میں کھجوروں کے سب سے بڑے نخلستانوں میں شمار کیا جاتا

ہے، اس قول کی صحت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ مسلمانوں نے خیبر کی ایک وادی جسے نطاۃ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، کی کھجوریں کا شمار کیا تو وہ چالیس ہزار کعبہ کے درختوں پر مشتمل تھا، خیبر، مدینہ کے شمال مشرق میں، قرینیا ستر میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

**یہود، خیبر میں کب آئے** تین ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ سے

شرب اور مشرقی اور مغربی علاقے اور تمام وہ دود کے علاقے، جو حجاز میں شرب سے لے کر شمالی حد تک پھیلے ہوئے ہیں اور شام کی حدود جانتے ہیں عمالقہ کے بادشاہ کے ماتحت تھے یہ عرب بانڈہ میں سے ایک زبردست قوم تھی۔ بلکہ وہ علاقے بھی جو خلیج عربیہ کے تمام ساحلوں اور عمان اور نجد و حجاز پر مشتمل ہیں حتیٰ کہ شام بھی، اس وقت سے جب زبانیں مخلوط ہمیں، اور عمرو بن کنعان بن عامر بن نوح کے عہد کے بعد، قوموں کے علیحدہ علیحدہ ہوجانے کے بعد، عمالقہ کے بادشاہ کے ماتحت تھے۔

خیبر کے علاقہ کے ساتھ یہود کا تعلق کب قائم ہوا اور کس وقت یہ ذلیل قوم خیبر میں آئی اس کے متعلق مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہودیوں نے شرب کے علاقہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد، اس فوجی حملہ کے بعد واپسی کے وقت اپنا وطن بنایا۔ جس کا ذکر اسلامی مؤرخین نے کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت سے تھوڑا عرصہ قبل ان جاہر عمالقہ کو جو شرب اور حجاز کے شمال، مشرق اور مغرب کے علاقوں میں رہتے تھے، حین میں خیبر بھی شامل تھا مطیع بنانے اور انہیں تباہ کرنے کے لئے ایک فوج بھیجی، اس حملہ میں (اسلامی مؤرخین کے بیان کے مطابق) حضرت موسیٰ علیہ السلام حجاز سے واپسی کے وقت، مفد

۱۔ عرب صحیحین، عربوں کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔ (۱) عرب بانڈہ، یہ لوگ کثیر تباہ و برباد ہونے والے تھے اور ان کی نسل اور وہ میں سے کچھ باقی ہیں۔ طسم، جدیس، عاد، ثمود، عمالقہ اور عبیل انہی میں سے ہیں۔ (۲) عرب عربیہ۔ یہ وہ خطائی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے عربی زبان بولی، ان کا اصلی وطن بین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہے۔ (۳) عرب مستعرب۔ یہ عدنانی ہیں اور حضرت اسماعیل نبی اللہ کے سب بیٹے انہی میں سے ہیں، اس لئے کہ حضرت اسماعیل کی اصلی زبان سریانی ہے (جو ان کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان تھی) ان حضرت اسماعیل علیہ السلام عدنانوں کے وہ بیٹے تھے جنہوں نے اپنے سسرال صحابین کی عربی (باقی اگلے صفحہ)

علاقہ کو تباہ کرنے کے بعد راستے میں فوت ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلفاء نے اس فوج کو شام میں اقامت اختیار کرنے کی اس لئے اجازت نہ دی کہ اس کی فوج کے جوانوں نے علاقہ کے ایک آدمی پر رحم کرتے ہوئے اسے قتل نہیں کیا تھا اور ایسا کرنا یہودی کی شریعت کے خلاف تھا جیسا کہ استثناء کے بیسیویں باب میں یہ فیصلہ موجود ہے کہ دشمن کے سب قیدیوں کو قتل کر دیا جائے انہیں مؤرخین کا بیان ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلفاء نے، اس فوج کے جوانوں کو شام میں داخل ہونے سے روکا، تو وہ حجاز کو واپس آ گئے اور انہوں نے یثرب اور حجاز کے شمالی اور مشرقی علاقوں کو اپنا وطن بنا لیا اور خیبر کے یہودی، اسی فوج کے جوانوں کی اولاد ہیں جنہوں نے یثرب اور خیبر کو، ۱۲۰۰ قبل مسیح کے قریب قریب اپنا وطن بنایا تھا، یہ بات ابن خلدون، ابوالفرح اصبہانی اور السہودی وغیرہم نے بیان کی ہے۔

اور دیگر مؤرخین کی رائے یہ ہے (جن میں بعض یورپین مؤرخین بھی شامل ہیں) کہ خیبر میں یہودیوں کا وجود میلاد مسیح کے تقریباً آٹھ سو سال بعد پایا جاتا ہے۔ اس گروہ میں امام طبری بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حجاز میں یہودیوں کی آمد سب سے پہلے بخت نصر کے شام کو تاخت و تاراج کرنے اور بیت المقدس کو برباد کرنے کے بعد ہوئی اور ڈاکٹر جواد علی نے اپنی کتاب "تاریخ العرب قبل الاسلام" جلد ۱ ص ۱۰۱ پر لکھا ہے کہ خیبر کے یہودی اس "ارباب" کی نسل سے ہیں جس کا ذکر ۲ سلاطین باب ۱۵ آیت ۱۵ میں پایا جاتا ہے۔ اور جنڈب نے اپنے بیٹوں اور پیرد کاروں کے ساتھ صحرائی زندگی کو اختیار کیا اور زہد و تقشف کی زندگی بسر کی اور ان لوگوں کی نسل نے، ہیکل کی پہلی تباہی کے بعد حجاز کی طرف ہجرت کی اور خیبر پہنچ کر یہیں اقامت اختیار کر لی اور کچھ روزوں اور فصلوں کی کاشت میں مشغول ہو گئے اور وہاں پر کئی قلعے بنائے جو انہیں عربوں کی غارت گری سے بچاتے تھے

بقیہ حاشیہ: زبان میں گفتگو کی، آپ نے اپنی میں شادی کی اور مکہ میں انہی کے درمیان پریشانی پائی جزیرہ عرب کے ساتھ، یہود کے اتصال کی وسیع تر تفصیل، ہماری چوتھی کتاب "غزوة بنی قریظہ" کی پہلی فصل میں ملاحظہ فرمائیے۔  
۱۵ دیکھئے کتاب العبر قسم اول جلد ۱ جز ۱ ص ۱۶ اور الاقانی جلد ۱۹، اور وفاء الوفاء جلد ۱ ص ۱۵۱۔

ان لوگوں کو حضرت عمر بن الخطاب کے زمانے میں وہاں سے نکال دیا گیا اور جلا وطن کر دیا گیا تھا اور بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ خیبر کے یہودی، بنی اسرائیل میں سے نہیں ہیں، بلکہ یہ ان عربوں کی اولاد ہیں جنہوں نے یہودیت کو قبول کر لیا تھا۔ اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے (جیسا کہ ابن ہشام نے اس سے روایت کی ہے) کہ خیبر کے مشہور شاہسوار مرحب کا خاندان حمیر قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا، مرحب کو حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا، ایک رات یہ بھی ہے کہ خیبر اور یثرب کے ساتھ بنی اسرائیل کا تعلق، حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں ہوا تھا (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اور مسیح علیہ السلام سے پہلے) اس رات کو اسمہودی نے اپنی کتاب "وفاء الوفا" جلد ۱ ص ۱۵۸ پر بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مدینہ میں عمالین سے جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی گردنوں پر ایک کیرے کو مسلط کر دیا جس کے باعث وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے، اور بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حجاز اور خیبر میں یہود کی آمد کا سبب یہ ہے کہ ان کے بعض علماء، تواریخ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بیان پاتے تھے کہ وہ ایک ایسے شہر کی طرف ہجرت کرے گا جس میں دو سیاہ پتھروں کے درمیان کھجوریں ہوں گی وہ شام سے اس علامت کو دیکھتے ہوئے آئے جب انہوں نے تیار کو دیکھا اور اس میں کھجوروں کو بھی پایا، تو ان میں سے ایک گروہ وہیں اتر پڑا، اور ایک گروہ نے خیال کیا کہ وہ خیبر کا علاقہ ہے اور وہاں پر فرود کش ہو گئے اور ان کے اثرات ادا کر لوگ، یثرب کی طرف چلے گئے اور وہاں اتر کر بس گئے، اس بات کا اسمہودی نے اپنی کتاب "وفاء الوفا" جلد ۱ ص ۱۶۰ پر ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، مگر اس نے (قدیم مؤرخین کی عادت کے مطابق) خیبر اور یثرب میں یہودیوں کی آمد کی تاریخ کو بیان نہیں کیا بلکہ صرف ان کی آمد کے سبب کو بیان کیا ہے، اسلامی مؤرخین کے بیان کے مطابق، جس بات میں کوئی نزاع نہیں وہ یہ ہے کہ حجاز میں یہودی دو زمانوں میں آئے ہیں پہلی دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اور میلاد مسیح سے تقریباً ۱۲۰۰ سال قبل، اور دوسری دفعہ میلاد مسیح کے بعد، اور فلسطین پر رومیوں کے غلبہ کے بعد، اور ہیکل کی تباہی جو سنہ میلادی میں ہوئی

اور عبرانیوں کو ہیدریان نے جو ۱۲۲ھ میں عذاب دیا اس کے بعد ا۔ سمونیل میں سے کہ یہود نے یثرب اور حجاز کے بالائی علاقوں میں سکونت اختیار کی (خیبر، حجاز کے بالائی علاقوں میں سے ہے) یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یثرب، خیبر اور حجاز کے تمام بالائی علاقوں میں، عمالقہ کو تباہ و برباد کرنے کے لئے فوج کو بھیجا تھا۔ ڈاکٹر جواد علی نے جو عربوں کی قبل از اسلام تاریخ کے بڑے ماہر ہیں انہوں نے اپنی کتاب، تاریخ العرب قبل الاسلام میں قطعیت کے ساتھ مؤرخین کے اس بیان کو نادرست کہا ہے کہ خیبر اور حجاز کے تمام بالائی علاقوں میں یہود کا وجود، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد کے آخر میں پایا جاتا تھا وہ کہتے ہیں۔

یہود، یثرب کے علاقہ میں کب آئے اور کس طرح انہوں نے خیبر اور دوسرے علاقوں میں بود و باش اختیار کی، اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، اور جس بات کو مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حجاز کی طرف ایک فوج بھیجی اور وہ فوج عمالقہ پر حملہ کرنے کے بعد، یثرب میں، موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ٹھہر گئی، پھر وہ یہود کی اولاد کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام کی جس ہجرت اور اسرائیل کی طرف واپسی کا تذکرہ کرتے ہیں..... وہ اور دیگر اس قسم کی باتیں محض قصے کہانیاں ہیں جنہیں ہم مؤرخین کی کتب میں پڑھتے ہیں میرے نزدیک یہ کوئی مستبعد امر نہیں کہ اس قصہ کا ماخذ، اس علاقے کے یہود ہوں یا وہ لوگ ہوں جنہوں نے ان میں سے سلام قبول کر لیا تھا تاکہ وہ یہ ثابت کر دیں کہ وہ ان علاقوں کے قدیم صاحب حسب نسب لوگ ہیں اور بڑے جنگجو نہیں اور ان کی تاریخ انبیاء کے زمانے اور ابتدائے اسرائیل تک ممتد ہے، اس لئے وہ عبرانیوں کے چندہ لوگوں میں سے ہیں۔ اگرچہ ڈاکٹر جواد علی نے اس بات کی نفی کی ہے کہ یہودیوں نے خیبر، یثرب اور بقیہ شمالی علاقوں کو میلاد مسیح سے قبل اپنا وطن بنایا تھا (جیسا کہ اسلامی مؤرخین نے بیان کیا ہے) مگر اس نے اس بات کی صحت کو بڑے زور سے ثابت کیا ہے کہ انہوں نے میلاد مسیح کے بعد اور فلسطین پر رومیوں کے غلبہ کے بعد ان علاقوں کو



اپنا وطن بنایا ہے وہ اپنی کتاب تاریخ العرب قبل الاسلام میں کہتا ہے کہ  
 ”مورخین کی روایات میں جو یہ آیا ہے کہ بلا دشام پر رومیوں کے غلبہ  
 کے بعد، ادران کے غیر ایسوں پر حملہ کرنے، ادرانہیں مبتلائے عذاب کرینکے  
 بعد، بعض یہودیوں نے مجبوراً بھاگ کر، یثرب ادر بالائی حجاز کے پُر امن ادر  
 رومیوں کی تنگ و تاز سے دُور علاقوں کی طرف ہجرت کی تھی، اس کی صحیح  
 تاریخی اساس پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔“

مجھے معلوم نہیں کہ ڈاکٹر جواد علی نے مسلمان مورخین کی اس بات کو کہ یہودی خیر اور تمام  
 شمالی علاقوں میں میلاد مسیح سے قبل پائے جاتے تھے، کیوں نا درست خیال کیا ہے اور ان مورخین  
 کی روایات کو جزم کے ساتھ صحیح کہا ہے جو کہتے ہیں کہ خیر اور دوسرے علاقوں کی طرف، یہودی  
 کی ہجرت میلاد مسیح کے بعد ہوئی ہے۔ ڈاکٹر جواد علی نے ہمارے سامنے اپنے موقف کی صحت کے  
 متعلق کوئی قاطع دلیل پیش نہیں کی، صرف فرض ہی کیا ہے اور فرض، تاریخی لحاظ سے صحیح اساس  
 نہیں بن سکتا، ڈاکٹر جواد علی کہتا ہے کہ ہم جس بات کو جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب رومیوں نے  
 فلسطین کو فتح کیا تو بہت سے یہود نے باہر کے علاقوں کی طرف ہجرت کی، اور یہ کوئی بعید نہیں  
 کہ حجاز کے یہودیوں کے اجداد انہی مہاجرین کی نسل سے ہوں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلام سے قبل  
 گذشتہ اقوام کی تاریخ کے متعلق جو روایات پائی جاتی ہیں ان کی صحت و بطلان پر جزم نہیں کیا  
 جاسکتا بلکہ وہ متحمل نہیں ہو سکتا کہ وہ بیان ہوئی ہوں یا نہ ہوئی ہوں اور وہ ہمیشہ ہی (خواہ وہ  
 میلاد سے پہلے کی روایات ہوں یا بعد کی) محلِ استخراج میں ہوتی ہیں، سوائے اس کے کہ قرآن  
 کریم یا حدیث کی نص و صریح ان کی صحت کی تاکید کرے، اس لحاظ سے (جیسے ڈاکٹر جواد علی  
 نے کہا ہے) یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ خیر اور باقی علاقوں کے یہودی ان بھگورے مہاجرین کی نسل  
 سے ہوں جو میلاد مسیح کے ستر سال یا ۱۲۲ سال بعد رومیوں کے مظالم سے بھاگے ہوں۔ اس  
 طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ یہودی ان لوگوں کی نسل سے ہوں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی  
 وفات کے بعد، اور میلاد مسیح سے قبل، حجاز کی طرف لوٹ آئے تھے، اور میلاد مسیح سے قبل ہی

یثرب، خیبر اور باقی علاقوں میں بس گئے تھے، جیسا کہ طبری، ابن اسحاق، صاحب الاغانی اور  
 تمام مسلم مؤرخین نے بیان کیا ہے، میلاد مسیح اور ہیکل کی بربادی کے بعد، جن لوگوں نے حجاز کی طرف  
 بعض یہودیوں کی ہجرت کے متعلق روایات بیان کی ہیں وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ان یہودیوں  
 کی ہجرت کے واقعہ کو، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اور میلاد مسیح سے قبل بیان کیا ہے  
 میلاد مسیح کے بعد ہیکل کی بربادی کے قصے کا مشہور ہونا، ڈاکٹر جواد علی کے موقف کے صحیح ہونے  
 کی سند ہے یا جس بات کو اس نے مرجع قرار دیا ہے کہ خیبر کی طرف یہودیوں کی ہجرت میلاد مسیح  
 کے بعد ہوئی ہے اور مسلم مؤرخین کی اس بات کا ابطال کیا ہے کہ خیبر اور حجاز میں میلاد مسیح سے  
 قبل بھی، یہودیوں کا وجود پایا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ قرآن کریم، جو سب سے صحیح ترین ماخذ ہے  
 اس نے سدّیاب کے گرنے کے بعد، یانیوں کے یثرب کی طرف جانے کا واقعہ بیان کیا ہے....  
 یہ واقعہ عرب مؤرخین کے درمیان سب سے زیادہ مشہور ہے خصوصاً ان اصحاب کے درمیان جو  
 ہیکل کی بربادی کا قصہ بیان کرتے ہیں وہ اسے بہت ترجیح دیتے ہیں کہ ذیل یہودی قوم، میلاد  
 مسیح، ہیکل کی بربادی اور فلسطین میں یہود کو، صدریان کے عذاب دینے سے قبل، اس علاقہ میں  
 موجود تھی۔

بات یہ ہے کہ سدّیاب کے گرنے کے بعد، اس اور خزرج کے اجداد کا یمن سے ہجرت  
 کر کے علاقہ حجاز کی طرف آئے اور یثرب میں یہود کے پہلو پہلو سکونت اختیار کرنے اور ان  
 سے جنگیں کر کے ان پر غالب آجانے کا واقعہ عام مؤرخین کے نزدیک، اخبار متواترہ میں سے  
 ہے، پس یہ واقعہ باوجود دقیق حد بندی کی احتیاج کے سند صحیح کے ساتھ بیان ہوا ہے اور ہر  
 حال میں ان لوگوں کی بات کو ترجیح دیتا ہے جو کہتے ہیں خیبر کے علاقہ میں یہودیوں کا وجود میلاد مسیح  
 سے قبل پایا جاتا تھا اور ان لوگوں کی بات کو زیادہ ترجیح نہیں دیتا جو کہتے ہیں کہ یہودیوں نے خیبر  
 اور بقیہ علاقوں کی طرف ہیکل کی بربادی کے بعد ہجرت کی تھی، جبکہ ڈاکٹر جواد علی اس بات کو  
 صحیح اساس پر مبنی قرار دیتا ہے، ہم کہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ بات بھی متواترہ ہو کہ یمن میں سدّیاب  
 کا گزرا اور اس اور خزرج کا حجاز کی طرف ہجرت کرنا اور یثرب میں یہود کے ساتھ جنگ کرنا،

سک کی برابری سے دسیوں سال قبل کا واقعہ ہو، جبکہ کم از کم اہل ذمہ کے مطابق یہ میلادی سال کے اوائل کی بات ہو سکتی ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ شرب اور خیبر میں 'میلاد مسیح سے پہلے یہود موجود تھے' اس لئے کہ ذخیل یہودیوں کی اتنی مضبوط حکومت اس علاقہ میں اس وقت ہو سکتی ہے جب انہیں یہاں رہتے ہوئے میلاد مسیح سے قبل، دسیوں سال گزر گئے ہوں، نیز مؤرخین کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف موجود نہیں کہ ادس اور خزرج نے پہلی میلادی صدی کے اوائل میں یمن سے حجاز کی طرف ہجرت کی اور انہوں نے وہاں پر یہودیوں کو موجود پایا اور وہ حکومت کے متعلق ان سے دسیوں سال تنازعہ کرتے رہے، یہاں تک کہ شرب میں ان پر غالب آگئے۔۔۔۔۔ اور یہ بات بلاشبہ مسلم مؤرخین کی بات کو مزج قرار دیتی ہے کہ یہودیوں نے، خیبر اور شرب کو، یا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اور یا حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں اپنا وطن بنا لیا تھا جیسا کہ طبری وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

یہ محض فرضی تریخ ہے کہ شرب کی طرف ادس اور خزرج کی ہجرت کا واقعہ اور یہودیوں کی ہجرت کا واقعہ، دو زمانوں میں ہوا ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کی دقیق حد بندی ممکن ہی نہیں کیونکہ یہ دونوں واقعات (جیسا کہ ہم نے کہا ہے) ان اخبار میں سے ہیں جو صدق و کذب کا احتمال رکھتی ہیں اور ان دونوں کی تحدید، فرض کے طود پر ہی ہو سکتی ہے، اس لئے کہ قبل از اسلام کی اخبار کے متعلق بیہوشی کے ساتھ نفی و اثبات کرنا ممکن ہی نہیں، الا یہ کہ اس کے نفی و اثبات کے متعلق کوئی صریح اسلامی نص وارد ہو۔

جزیرہ عرب میں یہودی ایک ذخیل قوم ہے | بہر حال — خواہ یہود نے خیبر اور باقی علاقوں

کو، میلاد مسیح سے قبل یا بعد اپنا وطن بنایا ہو۔۔۔۔۔ تمام مؤرخین (اسلامی غیر اسلامی) اس بات پر متفق ہیں کہ خیبر اور شرب اور باقی علاقوں کے یہودی، غیر ملکی، ذخیل اور نوآباد کار ہیں۔ اور ان علاقوں کے باشندوں کے ساتھ وہ زبان، دین اور خون کا کوئی رشتہ نہیں رکھتے۔ وہ صرف جنگ باز یا پناہ گزین ہیں جو شرب، خیبر اور باقی علاقوں پر اس وقت قبضہ کر گئے جب بت پرست

عربوں کو جاہلیت کی کم ظرف قبائلی روح نے ٹکڑے ٹکڑے کر دکھایا تھا، نیز اس نے ان ذلیل یہودیوں کو، جو یہ عرب کے ان علاقوں میں قوت و سلطنت بخش دی جنہوں نے عرب معاشرہ میں فساد و فساد پیدا کر دیا، یہودی قوم کی فطرت ہی ایسی ہے کہ اُسے جس علاقے میں نفوذ حاصل ہوتا ہے وہ اس میں فساد پھیلاتی ہے اور دشمنی کے بیج بھتی ہے، اور وہاں کے رہنے والوں کے درمیان تفرقہ اور لڑائی کی آگ بھڑکا دیتی ہے۔ ذلیل یہودیوں نے جب سے خیبر اور باقی علاقوں کو اپنا وطن بنایا تھا اس وقت سے وہ یہی کام کر رہے تھے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جنگی کارروائیوں سے خیبر اور یہود کے دیگر مقبوضہ علاقوں سے ان کی جڑوں کو آخری حد تک اکھاڑ پھینکا۔

## یہودی خیبر کی شجاعت اور قوت و جدت

یہ بات مؤرخ کے دل سے کبھی اوجھل نہیں ہونی چاہیے

کہ خیبر کے یہودی (زمانوں سے) تمام یہودیوں پر شجاعت اور جنگ میں استقلال دکھانے کے لحاظ سے بڑھ کر تھے..... ان کے اندر حد درجہ اتحاد و یگانگت پائی جاتی تھی..... اس کے برعکس دوسرے یہودی اختلافات کا شکار تھے بلکہ کبھی کبھی ان کے درمیان لڑائی بھی ہو جاتی تھی،..... مگر خیبر کے یہودیوں اور ان کے بت پرست عرب پڑوسیوں کے درمیان کبھی کوئی مسلح جنگ نہیں ہوئی، جس کی وجہ سے وہ عرب علاقہ میں سب سے طاقتور یہودی بن گئے، مگر شرب کے یہودی مقامی قبائلی لڑائیوں سے محفوظ نہیں رہے جس نے ان کی وحدت اور ہستی کو پارہ پارہ کر دیا تھا، اسی طرح بنو قنیضاع کے درمیان بھی شدید عداوت اور لڑائی رہتی تھی، جس کا اثر ظہور اسلام کے بعد تک ان کے درمیان باقی رہا اور دونوں فریق اس کے لئے جھگڑتے رہے، شرب کے یہودیوں کو بھی جب سے وہ شرب میں آئے تھے، ان اختلافات اور خونریز معرکوں کا سامنا کرنا پڑا..... مگر خیبر کے یہودیوں کے متعلق (میرے علم کے مطابق) کسی ایک مؤرخ نے بھی بیان نہیں کیا (جب سے وہ خیبر میں آئے ہیں) کہ انہیں شرب کے یہودیوں کی طرح شدید اختلافات اور خونریز معرکوں کا سامنا کرنا پڑا ہو جس بات نے خیبر کے یہودیوں کو اس علاقہ میں متحد کر دیا تھا وہ یہ بھی کہ ان کی عسکری طاقت اور سیاسی وحدت کو مقامی جنگوں اور قبائلی اختلافات نے پرانہ نہیں کیا تھا جیسا کہ یہودی شرب کا حاصل تھا، اسی طرح شرب

کے یہودیوں کو اسلام سے قبل اپنے عرب پڑوسیوں سے شدید جنگیں کرنا پڑیں تھیں کہ شرب میں ان کے وجود کا خاتمہ ہو جاتا جیسا کہ پہلی میلادی صدی کے اوائل میں مارب کے علاقہ میں مہاجر یمانیوں کے ہاتھوں ہوا۔ اوس اور خزرج جب سے شرب میں آباد ہوئے تھے ان غالب یہود سے برسر پیکار تھے کیوں کہ انہوں نے مدینہ میں اپنے لئے سرسبز اور زرعی علاقوں کو خاص کر لیا تھا اور یمانیوں کا ان یہودیوں کے متعلق یہ نظر یہ تھا کہ یہ عرب علاقوں میں باہر سے آئے ہیں، اس بات نے یمانیوں کے دلوں میں ناراضگی کی آگ بھڑکانے میں مدد دی، یہاں تک کہ انہوں نے اپنے میمانی غسانہ بھائیوں کی مدد سے جو ان کی مدد کے لئے شام سے آئے تھے، ان کا کانا نکال دیا پھر انہوں نے مالک بن عجلان کی قیادت میں ان کو انتہائی طور پر دبا دیا اور اس نے یہود کے مطلق العنان بادشاہ کے لئے (اسلام سے پہلے) شرب پر ایک حد مقرر کر دی، مورخین نے بیان کیا ہے کہ اوس اور خزرج نے اپنے سردار مالک بن عجلان کی قیادت میں (اسلام سے کئی صدیاں پیشتر) یہود پر جو سخت جنگ مسلط کی، اگر ان یہود کے لیڈر اس اندھی کے سامنے جھک کر شکست کو تسلیم نہ کرتے تو قریب تھا کہ وہ دخیل یہودی قوم کی جڑ کاٹ دیتی، پھر انہوں نے تباہی سے بچنے کے لئے مختلف فاتح یعنی قبائل (اوس اور خزرج) کے جھنڈے تلے پناہ لے لی اور ان میں گھل مل گئے اس طرح انہوں نے اپنی جانوں اور ملکات کو بچا لیا، لیکن اس کے ساتھ انہوں نے اپنے سیاسی اور عسکری اقدار کا خاتمہ بھی تسلیم کر لیا جو شرب پر چھایا ہوا تھا، شرب کے یہودیوں کی وحدت و حکومت اس طرح کے سخت دھکوں سے پارہ پارہ ہو گئی خواہ وہ دھکے یعنی مہاجرین کے تباہ کن حملوں کے باعث لگے یا ان قبائلی مسلح جنگوں کے باعث لگے جو عہد اسلام سے کئی صدیاں پیشتر پیدا ہو چکے تھے مگر خیبر کے یہودی اس قسم کے خطرناک دھکوں سے بچے رہے جو شرب کے یہودیوں کی حکومت کو لے ڈوبے تھے، اس بات نے خیبر کے یہودیوں کی وحدت و یگانگت کو قائم رکھا بلاشبہ جزیرہ عرب میں پھیلے ہوئے تمام قبائل یہودیوں پر ان کے تفوق اور قوت و شجاعت کے اسباب میں سے یہ سب بڑا سبب تھا، مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بلا استثنا جزیرہ عرب میں خیبر کے یہودی، تمام یہودی عناصر سے طاقتور اور شجاع تھے، اور اس قول کی صحت پر شاید سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ شرب کے یہودیوں نے

(باوجود خیر کے یہودیوں سے کثیر تعداد اور زیادہ مالدار ہونے کے) مسلمانوں کے مقابلہ میں، ہر فیصلہ کن معرکہ میں بزدلی کا اظہار کیا اور طاقت اختیار کرنے کو ترجیح دی، پھر جب یہ مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کرنے کرنے میں مسلح نزاع تک پہنچے تو انہوں نے فیصلہ کن معرکہ میں حصہ لینے سے انکار کر دیا جیسا کہ بنی قریظہ، پھر بنی نضیر اور آخر کار بنی قریظہ کے معاملہ میں ہوا۔

ہم اس قول کی تائید کے لئے ہرگز دور نہیں جائیں گے تاریخ میں بتاتی ہے کہ عرب علاقوں میں دخل یہودی عناصر سے مسلح نزاع میں جو بدقت خیر کے یہودیوں کے مقابلہ میں اٹھانی پڑی کسی اور سے نہیں اٹھانی پڑی، مسلمانوں نے یہودیوں کے ساتھ زبردست معرکوں میں گتھ کر جنگ کی جس میں انہوں نے یہود کو ایک ایک قلعے سے نکالا مگر جب تک ان معرکوں میں ان کے تمام قائد اور لیڈر مائے نہیں گئے انہوں نے اطاعت اختیار نہیں کی، خیر کے یہودیوں کی اس شجاعت کی وجہ سے

۱۔ اسلام سے قبل یثرب میں یہود کی حکومت کا کاناٹھانے اور انہیں ان یانوں کا ماتحت بنانے میں، جن کا اللہ تعالیٰ نے بعد میں انصار نام رکھا، مالک بن عجلان یثربی کو بڑا مقام حاصل ہے اس سے پہلے دخل یہودیوں کو، یثرب کے علاقہ میں بڑی قوت و سطوت حاصل تھی خاص طور پر ان کے سرکش بادشاہ الفطیون کو، اسمہودی نے اپنی کتاب وقاد الاوقار جلد ۱ ص ۱۹ پر بیان کیا ہے کہ الفطیون نے یثرب کے یہودیوں اور دوسرے لوگوں کو اس بات پر مجبور کیا کہ جب تک وہ کسی دلہن پر داخل ہو کر اس کی مہر بکارت کو نہ توڑے اسے اس کے خاوند کے پاس نہ بھیجا جائے وہ یہ گھٹانا کام ایک بے عرصے تک کرتا رہا جب سیدہ رباب کے انہدام کے بعد اس اور خنجر یثرب میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ یہود کا سرکش بادشاہ الفطیون ان کے ساتھ بھی یہ ذلیل کام کرنا چاہتا ہے، اس اثنا میں مالک بن عجلان یثربی کی بہن نے یثرب میں بنی سلیم کے آدمی سے شادی کی تو الفطیون نے اپنی بھیجا کہ دلہن کو خاوند کے پاس جانے سے قبل اس کے ہاں بھیجا جائے۔ اس کا بھائی مالک اس وقت گھر میں موجود نہ تھا، وہ ذلت سے بچنے کے لئے بھاگتی ہوئی اس کی تلاش میں نکلی اور ان لوگوں کے پاس سے گزری جس میں اس کا بھائی مالک بھی موجود تھا، اس سے لئے پکارا تو مالک نے کہا اے بہن تو نے تو زمانے بھر کی ذلت میرے شامل حال کر دی ہے تو مجھے بلاتے ہوئے شرماتی نہیں؟ اس کی بہن نے جواب دیا جس کام کا مجھ سے ارادہ کیا گیا ہے وہ اس سے بھی بڑا ہے۔ پھر اس نے اسے بتایا کہ الفطیون نے اسے اپنے خاوند سے پس جانے سے قبل طلب کیا ہے، مالک کی غیرت بھڑک اٹھی اور اس نے اپنی بہن سے کہا، میں اس باپ سے میں تمہارے لئے کافی ہوں گا، بہن نے پوچھا، کیسے، اس نے کہا کہ میں عورتوں کا لباس پہن کر (باقی اگلے صفحہ)

بعض مؤرخین نے (جن میں بعض یونانی مؤرخین بھی شامل ہیں) انہیں عربی اصل سے قرار دیا ہے جنہوں نے مذکورہ سے یہودیت اختیار کر لی تھی۔ امام المغازی ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ آل مرحب کا یہودی خاندان، یمن کے حمیر قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔

**یہود خیبر کی جانبداری** | جزیرہ عرب میں خیبر کے ساتھ اسلام سے پہلے یہود کے تعلق کی مختصر تاریخ ہے..... ایک اور چیز

بھی دل سے ادجمل نہیں ہونی چاہیے اور وہ یہ کہ خیبر کے یہودی باوجود سخت جنگجو اور کثیر تعداد ہونے کے..... اور باوجود شرب کے یہودیوں کے ہم مذہب اور ہم عقیدہ ہونے کے، اسلام سے قبل سینکڑوں سال سے ان مسلح نزاعات سے غیر جانبدار ہے جو یمنی عربوں (ادس اور خزیم) جو یمن سے آئے تھے اور شرب کے یہودیوں کے درمیان دسیوں سال سے ہو رہے تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ہماری کتاب غزوة بنی قریظہ میں اس کا مفصل بیان موجود ہے، میرے علم کے مطابق، کسی مؤرخ نے یہ بات بیان نہیں کی کہ خیبر کے یہودی، اسلام سے قبل اپنے شربی یہودی بھائیوں

غیر عاشقہ :۔ تیرے ساتھ الغظیوں کے پاس جاؤں گا اور اُسے قتل کر دوں گا، جب شام ہوئی تو مالک تلوار چھپا کر عورتوں کے ساتھ بیس بدل کر الغظیوں کے پاس چل گیا اور اس کے قریب ہو کر اس پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا پھر اپنی بہن کو لے کر اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا اور اہل شرب سے اس ذات کو دور کر دیا یہود کو اپنے بادشاہ کے قتل کا وجہ سے بڑا فتنہ آیا اور انہوں نے عربوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا، مگر مالک بن عقیل اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ اپنی قوم کے لوگوں (فسانہ) کے پاس شام میں گیا اور فسانہ کے بادشاہ ابو جیلہ کو ملا اور اس سے وکیل یہودیوں کی سرکشی اور شرب کے عربوں پر ان کے غلبہ کی شکایت کی، اور یہ بھی کہا کہ انہیں شکشہ ہے کہ یہود انہیں ان کے گھروں سے نکال باہر کریں گے (خصوصاً ان کے بادشاہ الغظیوں کے قتل ہونے کے بعد) پھر اس نے بادشاہ فسانہ سے مدد طلب کی اور اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور بنفس نفیس ایک عظیم لشکر کی سالاری کرتا ہوا شرب کی طرف گیا جب ابو جیلہ شرب پہنچا تو اس نے یہود پر حملہ کر کے انہیں خوب قتل کیا اس حملہ میں یہود کے اکثر قائد اور لیڈر مارے گئے اس کے بعد ادس اور خزیم بلند ہو گئے اس وقت کے بعد یہود کو شرب میں کوئی ایسا اقتدار حاصل نہیں ہوا جس سے عرب مسکری نواح سے خوفزدہ ہوں یہاں تک کہ اسلام آ گیا اور اس کا عار لانا اقتدار عہد نبوی ہی میں جزیرہ نمک کے عرب میں پھیل گیا اور اس نے وکیل یہودیوں کا جو اثر و نفوذ کسی میدان میں رہ گیا تھا اسے بھی ختم کر دیا۔ اس تعلق میں ہماری کتاب غزوة بنی قریظہ کی فصل اول اور دوم کا مطالعہ کیجئے جو شرب میں تاریخ یہود کے متعلق خاص ہے۔

کی مدد کے لئے گئے ہوں، حالانکہ ان کے درمیان ایک سو میل سے زیادہ فاصلہ نہیں..... جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ غسانہ اپنے شہری بھائیوں سے ہزاروں میل دور تھے کیوں کہ اس وقت وہ شام میں آباد تھے۔

## ظہورِ اسلام کے وقت خیبر کا موقف،

بلاشبہ خیبر کے یہودی اپنے شہری یہودی بھائیوں کی طرح

تھے، ظہورِ اسلام کے وقت انہوں نے اسے خوش آمدید نہیں کہا بلکہ رخصت کا موقف اختیار کیا اس باسے میں کوئی نزاع نہیں پایا جاتا اور بعد کے واقعات سے بھی اسی بات کو ثابت کیا ہے، ہاں خیبر کے یہ یہودی ہجرت کے چوتھے سال تک اس جگہ سے غیر جانبدار رہے جو مسلمانوں اور شہریوں کے ان یہودیوں کے درمیان جاری تھی، جنہوں نے اپنے تمام وسائل کے ساتھ دعوتِ اسلامی اور نبیِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی، میرے علم کے مطابق کسی مؤرخ نے یہ بات بیان نہیں کی، کہ ظہورِ اسلام سے لے کر ہجرت کے چوتھے سال تک خیبر کے یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف کوئی دشمنانہ کارروائی کی، اور یہی وہ سال ہے جس میں بنی نضیر کے یہودیوں نے مدینہ سے جلاوطن ہونے کے بعد خیبر کو، اپنا وطن بنایا یہ جلاوطنی اس معاہدہ صلح کے مطابق ہوئی جو ان کے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان شہریوں میں ان کے قلعوں کے محاصرہ کے بعد طے پایا تھا کیوں کہ ان کی اس سازش کا انکشاف ہو گیا تھا جو انہوں نے اپنے گھروں میں امن و سکون سے رہتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے تیار کی تھی اور یہ بات بھی کسی مؤرخ نے بیان نہیں کی کہ جب مسلمانوں اور شہریوں کے درمیان اختلافِ مسلح نزاع تک پہنچ گیا تھا تو خیبر کے یہودیوں نے اپنے شہری بھائیوں کو کوئی مادی امداد دی ہو..... بلکہ خیبر کے یہودی اس مسلح نزاع سے غیر جانبدار رہے یہاں تک کہ بنی نضیر کا شیطان جیحی بن اخطب اپنی قوم کے ساتھ جلاوطن ہو کر ہجرت کے چوتھے سال مدینہ سے وہیں پہنچا۔

## خیبر کے موقف میں زبردستی انقلاب،

اس سال خیبر کے یہودیوں کے جانبدارانہ

موقف میں بڑا انقلاب آ گیا جسے وہ اسلام سے قبل کے زمانے سے مشرکین عرب اور شہریوں



کے یہودیوں کے مسلح نزاعات میں اختیار کئے ہوئے تھے اس کے بعد انہوں نے اس غیر جانبداری کے موقف کو، ظہورِ اسلام کے بعد یہودیوں اور مسلمانوں کے نزاعات میں بھی اختیار کئے رکھا۔

**مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کا ارادہ** | ابھی بنو نضیر اپنے شیطان حبیبی بن اخطب کی قیادت میں

خیبر میں اتر کر ٹپکے بھی نہ تھے کہ خیبر ایک جانبدار علاقہ سے بدل کر سازشوں کا خطرناک اڈہ بن گیا، جس میں مدینہ سے جلا وطن ہونے والے بنو نضیر کے یہودی سرداروں کے تحت اسلام اور مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کے منصوبے بنائے جاتے،

**بنی نضیر کی تاریخ پر سرسری نظر** | اگرچہ ہم نے اپنی تین کتابوں غزوة احد، غزوة احزاب اور غزوة

بنی قریظہ میں بنی نضیر کے یہودیوں کی تاریخ کے متعلق بہت کچھ بیان کر دیا ہے مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم تاریخ میں کوان یہودیوں کی تاریخ کے متعلق کچھ بتادیں جن کے خیبر جانے سے یہ انقلاب آیا جو جزیرہ عرب میں دخیل یہودیوں کی باقی ماندہ ہستی کو تباہ کرنے کا سبب بن گیا۔

قبیلہ بنو نضیر ان تین بڑے یہودی قبائل میں سے ایک تھا جنہوں نے کئی صدیوں سے عربی شہر کو اپنا وطن بنا لیا تھا وہ تین قبائل یہ تھے ۱۔ بنو نضیر۔ ۲۔ بنو قینقاع۔ ۳۔ بنو دکرک۔ بنو نضیر کو، شہر میں یہودی قبائل میں سے سب سے زیادہ طاقتور اور زیادہ اثر و رسوخ والا سمجھا جاتا تھا، نینسنا سے علی الاطلاق تمام شہری یہودیوں سے سرمایہ دار خیال کیا جاتا تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ بنو نضیر حسب نسب کے لحاظ سے تمام یہودیوں سے اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھتے تھے اور تمام قبائل یہود پر شرف و سیادت کو اپنا حق سمجھتے تھے اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے خیال کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ انہیں اور ان کے بھائیوں بنو قریظہ کو "کاہن" کہا جاتا تھا، اس لئے کہ وہ انتساب حضرت ہارون علیہ السلام سے بیان کرتے تھے، جن کو یہود "کاہن" کا نام دیتے ہیں۔

**دشمنانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم** | جب ہم مسلمانوں اور شہری یہودیوں کے نزاع اور جنگ کی تاریخ کے مراحل کو دیکھیں

کے وقت سے) دیکھتے ہیں تو ہم بنی نعیر کے یہودیوں کو، مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن حضرت  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت دلیری دکھاتے والے اور مسلمانوں کے خلاف اگسٹے والے اور  
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سختی کرنے والے پاتے ہیں، خصوصاً ان کے سرداروں  
حیی بن اخطب اس کے بھائی یا سردار اسلام بن مہکم کو، ان باتوں میں بہت بڑھا ہوا پاتے ہیں،  
اس بات کی دلیل کے لئے یہ قصہ ہی کافی ہے جسے امام المغازی محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے یہ قصہ  
اس بغض اور کینے کو جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بنو نعیر کے سرداروں کے دلوں،  
میں جوش مار رہا تھا، بیان کرتا ہے نیز یہ بھی بتاتا ہے کہ ان یہودیوں نے باوجود اس بات کے  
کہ انہیں یقین ہو چکا تھا کہ یہی موعود نبی ہے جس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی اور  
وہ اُسے اپنے مال تواریت میں دکھا ہوا پاتے تھے، اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت  
کام کرنے کا پابند کیا ہوا تھا، ابن اسحاق نے بیان کیا ہے بنو نعیر کے دو سرداروں حیی بن اخطب اور  
اس کے بھائی یا سردار کو جب یہ معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ پہنچ چکے ہیں تو  
یہ دونوں جیل کر اسی رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبا میں لے آئے اس ملاقات میں آپ کی صفات  
کو دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا کہ یہ وہی نبی ہے جس کی آمد کا ذکر ان کی تواریت میں مرقوم ہے،.....  
مگر بجائے اس کے کہ یہ حق کو پہچان لینے کے بعد اس کی پیروی کریں اور اس نبی پر ایمان لائیں، ان  
کے دلوں میں بغض و حسد اور کینے کی آگ شعلہ زن ہو گئی یہ بغض و حسد اور حق کا انکار اس خفیہ متاثر  
میں نمایاں ہوا جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے واپسی کے بعد ہوا، یا سردار بن اخطب  
نے اپنے بھائی حیی سے دریافت کیا، کیا یہ وہی نبی ہے، حیی نے جواب دیا خدا کی قسم یہ وہی نبی ہے  
یا سردار نے کہا کیا تو اسے جانتا اور پہچانتا ہے، حیی نے جواب دیا، ہاں، یا سردار نے کہا تو اپنے دل میں  
اس کے متعلق کیا پاتا ہے، حیی نے جواب دیا، جب تک زندہ ہوں اس سے عداوت کرتا رہوں گا  
اس گفتگو کو امام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب نے بھی سُن لیا اس وقت تک آپ  
ابھی چھوٹی بچی تھیں اور اپنے باپ اور چچا کی مجلس میں کھیل رہی تھیں، بنو نعیر کے خبیث سردار  
نے اپنی قسم کو نہ توڑا، اور وہ اور تمام بنو نعیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید عداوت رکھنے  
لگے اور انہوں نے اسلام اور اس کے نبی پر تسلط حاصل کرنے اور آپ کی تبلیغ کو روکنے کے لئے کوئی  
دقیقہ فرود گذاشت نہ کیا، بنو نعیر کے یہودی (اور ان کا سردار شیطان حیی بن اخطب) دعوت

اسلامی کے شعلہ کو بجھانے کے ارادے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکاوٹیں اور مشکلات پیدا کرنے لگے، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رواداری اور کامل آزادی سے فائدہ اٹھانے لگے جو اسلام نے انہیں ان کے خاص کاموں میں دی تھی اور معاہدہ تحالف کے پس پردہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرب آتے ہی ان سے اور دیگر یہودی قبائل سے کیا تھا، اس سے بھی فائدہ اٹھانے لگے،

## رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر تسلط حاصل کرنا | بنو نضیر نے،

دعوتِ اسلامی کی تحریک کو شل کرنے اور اس کے فز کو بجھانے کے لئے مختلف قبائل کے درمیان اور اسلامی معاشرہ میں شامل قبائل کے اندر فتنہ پیدا کرنے پر ہی اکتفا نہ کیا، بلکہ یہود نے عقیدہ اسلام کی تخریب اور مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے جو خطرناک باطنی گروہ پیدا کیا، یعنی منافقین کا گروہ، جو بظاہر اسلام سے انتساب کی وجہ سے اسلامی معاشرہ کے حلقہ میں اسلام کے خلاف کام کرتا تھا، اس کامیابی کو انہوں نے اپنے لئے کافی خیال نہ کیا..... یہ لوگ تخریب کار تھے جو خفیہ طور پر یہود کے لئے اور خصوصاً بنو نضیر کے لئے کام کرتے تھے، بنو نضیر نے ان گھناؤنے افعال پر جو وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کر رہے تھے، پس نہ کیا قریب تھے کہ چار سال کے دوران میں جو انہوں نے اسلامی سوسائٹی کے اندر سازشیں کیں اور منصوبے بنائے ان سے وہ جدید اسلامی معاشرہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتے وہ اس میں اس حد تک کامیاب ہو گئے تھے کہ اس اور خزیج قبولِ اسلام کے بعد بھی ایک دوسرے کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھالیتے تھے، بنو نضیر کے یہودیوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ان کی جرأت، اور گمراہی یہاں تک پہنچ گئی تھی اور عفوِ نبوی سے فائدہ اٹھانا اس حد تک بڑھ گیا تھا کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے ان سے نجات حاصل کرنے کے متعلق سوچنے لگے اس کے لئے انہوں نے آپ کے قتل کا ایک گھناؤنا منصوبہ بنایا اور وہ اس جہنی منصوبہ کی تنقید کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیانت سے قتل کرنے کی کوشش کرنے لگے جبکہ آپ ان کے علاقہ میں بے ہتھیار اور مدینہ سے کئی میل دور امن سے رہ رہے تھے، مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کی اس سازش کو، اس کی تنقید سے تھوڑا عرصہ قبل، ان کے علاقہ میں ظاہر کر دیا اور آپ نے نہایت عملت کے

ساتھ خفیہ طور پر ان کے علاقہ کو چھوڑ دیا اس طرح آپ ان کی ذلیل سازشوں سے نجات پا گئے اور اس خبیث منصوبے کو سیکار کر دیا جس کی تنقید بنو نضیر کے یہود نہایت جلد کر نیوالے تھے،

## بنو نضیر کی خیبر کی طرف جلا وطنی

بنو نضیر کے یہودیوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان

(سازش کی تاریخ تک) عہد تحالف اور معاہدہ عدم جارحیت اور باہم صلح و آشتی کے ساتھ رہنے کا معاہدہ موجود تھا، جس کی مسلمانوں نے پوری طرح پابندی کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کے ساتھ اپنے معاملات میں اس معاہدہ پر نصاباً اور روحاً عمل درآمد کیا اس کے علاوہ اس سازش کے ظاہر کرنے کے بعد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین ہو گیا کہ ان یہودیوں پر بھروسہ کرنا اور ان کے ساتھ مل کر رہنا یا ان کے عہد و موافق پر اعتماد کرنا ایک محال بات ہے کیونکہ عملی تجربات سے یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ یہ یہودی، دوسرے لوگوں کے ساتھ جو معاہدہ کرتے ہیں اس کی پابندی اسی وقت کرتے ہیں جب وہ ان کے مفاد میں ہو اور جب انہیں معلوم ہو کہ انہیں اس معاہدہ سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا تو وہ اس کے توڑ دینے سے نہیں ڈرتے، جیسا کہ جب انہیں معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے قتل کرنے کے لئے فضا سازگار ہے تو انہوں نے معاہدہ کی موجودگی کے باوجود یہ اقدام کر لیا حالانکہ آپ اس معاہدہ پر اعتماد کر کے یہود کے علاقے میں بے ہتھیار ہو کر امن و امان سے زندگی بسر کر رہے تھے، اس لئے کہ عربوں کی فطرت میں (حتیٰ کہ جاہلیت کے زمانے میں بھی) عہد کو پورا کرنا پایا جاتا ہے اور عہد کو توڑنا ایک دائمی ذلت خیال کیا جاتا ہے جس کے گند میں ملوث ہونے کو عرب ناپسند کرتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ تو یہودی تھے، جب یہ دیکھتے ہیں کہ انہیں معاہدہ کی ضرورت نہیں رہی تو وہ اُسے اپنے قدموں تلے روند دیتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یقین کے درمیان معاہدہ کی موجودگی میں بنو نضیر کے اس اقدام کو عملاً معاہدہ تحالف اور معاہدہ عدم جارحیت کو توڑنے والا خیال کیا آپ نے خاص طور پر اسی وقت ان یہودیوں کو انتباہ کیا کہ وہ صرف دس دن کے اندر اندر مدینہ کو چھوڑ دیں اور اگر وہ مدینہ سے نہ نکلے تو آپ ان کے ساتھ حربی دشمنوں کی طرح جنگ کریں گے کیوں کہ آپ کے قتل کی کوشش لگے اب ان کا کوئی عہد اور ذمہ داری باقی نہیں رہی، بنو نضیر پر جو الزام لگایا گیا تھا انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا کیونکہ وہ جلا وطنی قبول کرنے سے زیادہ

قوی تھا اور نہ ہی انہوں نے اپنی عہد شکنی اور خیانت پر کوئی عذر پیش کیا بلکہ شروع شروع میں  
 انہوں نے انتباہ کو قبول کر لیا، اور مدینہ کو چھوڑنے کا عزم کر لیا، مگر منافقین کے سرمدار عبداللہ  
 بن ابی بن سلول نے انہیں انتباہ نبوی سے لاپرواہی کرنے اور مدینہ میں قلعہ بند ہو جانے کی ترغیب  
 دی اور ان سے وعدہ لیا کہ وہ اور منافق جماعت اور اس کے بٹ پرست پڑوسی عرب حلیف  
 مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ان کا ساتھ دیں گے، منافقین کے سرمدار کی ترغیب پر بنی نضیر  
 کے یہودیوں نے اپنے فیصلے سے عدول کر لیا اور انتباہ نبوی سے لاپرواہی کرتے ہوئے مدینہ میں  
 رہنے کا فیصلہ کر لیا پھر وہ جنگ کے لئے تیاری کرنے کے لئے قلعہ بند ہو گئے، اس لاپرواہی اور انکار  
 کے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کے سوا، کوئی چارہ کار نظر نہ آیا،  
 آپ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے اور شرب کو ان کی شرارتوں سے بچانے کے لئے ایک لشکر تیار  
 کیا پس مسلمانوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ان یہودیوں کا محاصرہ کر  
 لیا، مسلمانوں نے ان یہودیوں کا محاصرہ سخت کر دیا مگر ان کے قلعوں میں داخل ہونے کی کوشش  
 نہ کی، کیوں کہ ان کا مقصد ان کو مدینہ سے جلا وطن کرنا تھا، نہ کہ قتل کرنا تھا۔ بنو نضیر اس محاصرہ کے  
 سامنے لمبا عرصہ نہ ٹھہر سکے، یہ محاصرہ چودہ راتوں تک رہا، ..... خاص طور پر جب عبداللہ بن  
 ابی اور اس کے منافق گروہ نے انہیں حسب عہد کوئی جنگی مدد نہ دی تو ان کی مقاومت جو آج  
 بے گئی، اس پر انہوں نے مدینہ سے جلا وطنی کی اساس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
 مذاکرات کرنے کا فیصلہ کیا اور محاصرہ سے قبل، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقصد  
 بھی یہی تھا، آپ نے بنی نضیر کے ساتھ مذاکرات کرنا منظور کر لیا، اور فریقین کے درمیان یہ  
 معاہدہ طے پایا کہ یہ یہودی مدینہ سے جلا وطن ہو کر، جس علاقہ میں جانا چاہتے ہیں چلے جائیں  
 یہ معاہدہ تین شرطیں پر مشتمل تھا جو یہ تھیں، اول :- بنو نضیر اپنے ساتھ جس قدر اموال لے جا  
 سکتے ہیں لے جائیں، دوم :- اور جو منقولہ یا غیر منقولہ اموال مدینہ سے اٹھا کر نہیں لے جا سکتے  
 وہ مسلمانوں کے بیت المال کے لئے چھوڑ جائیں، سوم :- جب تک یہ یہودی مسلمان حکومت کے  
 علاقہ میں ہوں گے، مسلمان ان کی جانوں اور مالوں کی حفاظت کے متکفل ہوں گے، .....  
 اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں سختی نہیں کی اس  
 لئے کہ آپ اس فطرت رسالت کے مطابق چل رہے تھے جو آپ کو عفو و درگزر کی طرف مائل کرتی

تھی اور سختی اور خونریزی کی طرف مائل نہیں کرتی تھی، ہاں جب ایسی صورت حال پیش آجائے کہ اس سے مفسر کی کوئی صورت نہ ہو جیسا کہ آپ نے بنی قریظہ کے یہودی غداروں کے مقابلہ میں دانشمندانہ اقدام کیا۔

**بنو نضیر، خیبر میں** | بنی نضیر کے یہودیوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو معاہدہ ہوا وہ ان یہودیوں کو کئی طور پر

جزیرہ عرب سے جلا وطن کرنا ضروری قرار نہیں دیتا..... بلکہ انہیں شرب کے سوا، جس جگہ چاہیں رہنے کی آزادی دیتا ہے، ان یہودیوں نے خیبر میں رہنا پسند کیا جو مدینہ سے ستر میل سے زیادہ دور نہیں، اس لئے کہ جنگی لحاظ سے، جزیرہ عرب میں یہ دیسل یہودیوں کا مضبوط ترین قلعہ ہے..... جہاں غیر ملکی یہودیوں کے کس ہزار مسلح جانناز موجود تھے۔

**اسلام پہ تسلط حاصل کرنے کا سب سے خطرناک ارادہ** | بنو نضیر کے یہودیوں کے سردار، جی بن

اخطب، کنانہ بن ربیع اور سلام بن شکم، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید دشمنی رکھتے تھے اور دشمنانِ اسلام میں سے سب سے زیادہ آپ کو نیست و نابود کرنے کے آرزو مند تھے اور جب ہم اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی کر دیں کہ جزیرہ عرب کے تمام یہودی قبائل ان کی روحانی سیادت کو بھی تسلیم کرتے تھے کیونکہ یہ اپنے آپ کو، حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے، اور جب ہم اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی کر دیں کہ بنو نضیر کے یہودی مالی مرکز سے بھی متمتع ہوتے تھے کیونکہ وہ جزیرہ عرب کے تمام یہودیوں سے علی الاطلاق بڑے سرمایہ دار تھے (ہر زمانے اور مقام میں علی الاطلاق یہودی سودی کاروبار کے استعمار کے معاملات اور ان کے انتظام کی طاقت کی وجہ سے گندی دولت کو جمع کر لیتے ہیں جس کے جمع کرنے کی دوسرے لوگ طاقت نہیں رکھتے) خصوصاً پسماندہ ماحول میں جیسے بٹ پرست عربوں کا ماحول تھا جس نے یہود کے لئے عموماً اور بنی نضیر کے یہودیوں کے لئے خصوصاً یہ موقع فراہم کر دیا کہ مالی ڈکٹیٹر شپ کے اس بحران کی چابیاں بلا مقابلہ ان کے ہاتھ میں ہوں جسے انہوں نے سودی کاروبار کے اصولوں پر قائم کیا تھا، جس پر یہود کی طرح کوئی قوم اچھی طرح کاروبار نہیں کر سکتی،..... اس لعنتی ڈکٹیٹر شپ کو، اسلام نے اپنے قانون میں سودی کاروبار کو قطعی طور پر حرام قرار دے کر بیخ

دُن سے اکھاڑ دیا ہے جب ہمیں بنو نضیر کے متعلق پتہ چلتا ہے کہ وہ بے شمار دولت بڑی عزت و منزلت اور جزیرہ عرب میں ذیل یہودیوں پر مطلق روحانی سیادت کے امتیازات سے بہرہ ور تھے تو ہم پر واضح ہو جاتا ہے کہ مدینہ سے جلا وطن ہو کر خیبر کے علاقہ میں بنو نضیر کے بود و باش اختیار کرنے سے سلام اور مسلمانوں پر کوئی ایسا خطرہ آئیگا جو انہیں ہلا کر رکھ دینگا۔

ہم تاریخین کو یاد دلاتے ہیں کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو، مدینہ سے

## زمین کا زیرِ زبر کرنا

جلا وطن کیا تو ان سے اس حد تک رواداری برتی کہ انہیں اجازت دے دی کہ وہ جس قدر اپنے اموال اکٹھا کر اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں لے جائیں، انہوں نے جلا وطنی کے وقت تقریباً چھ سو اونٹوں پر سامان لادا اور انہیں لے کر خیبر کے علاقے میں چلے گئے، گذشتہ زمانوں کی تاریخ سے یہود کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ وہ سونے اور چاندی کے جمع کرنے کے بے حد حریص ہوتے ہیں وہ اپنے تمام ملوکہ سونے، چاندی کو اکٹھا کر خیبر لے گئے اور یہ ایک بڑی بات ہے یہاں تک کہ سلام بن ابی الحقیق (جو یہود کے متوسط مالداروں میں سے تھا) مدینہ سے جلا وطنی کے وقت اپنے ساتھ ایک میل کے چمڑے کو لے گیا جو سونے اور چاندی سے بھر لیا تھا، اور وہ ابھی خیبر سے باہر ہی تھا کہ وہ اس چمڑے پر جو سونے اور چاندی سے بھر لیا تھا مانتا مار کر کہتا تھا کہ یہ وہ چیز ہے جسے ہم نے زمین کو زیرِ زبر کرنے کے لئے تیار کیا ہے اور اگر ہم نے کھجوریں چھوڑی ہیں تو خیبر میں بھی کھجوریں موجود ہیں۔ اس نضیری یہودی لیڈر کے قول میں یہ صریح دھمکی موجود ہے کہ بنو نضیر کے یہودی سلام کے اقتدار کو ختم کرنے کے لئے اپنے بے پناہ اموال کو خرچ کر دیں گے اور وہ اولین فرصت ہی میں مسلمانوں کے قدموں کے نیچے سے زمین کو ہلانے کے لئے ان مالوں کے خرچ کرنے میں ہرگز کسی تردد سے کام نہ لیں گے اور یہ وہ اس لئے کریگے تاکہ شرب میں ان کی کھوئی ہوئی حکومت دوبارہ قائم ہو جائے۔

خیبر کے علاقہ میں بنو نضیر کے دارد ہونے سے جو بہت مضبوط اور زندی لحاظ سے بہت

## جاریت کا ادہ - خیبر

مالدار علاقہ تھا۔ یہاں کے ذیل یہودیوں کی قوت بہت بڑھ گئی، جب بنو نضیر کے جلا وطن یہودیوں کے بے پناہ اموال، حربی قوت کے ساتھ، خیبر کے یہودیوں کے ساتھ مل گئے تو

سے خیبر کے یہودی پہلے ہی ممتاز تھے اور جزیرہ عرب میں تمام ذخیل یہودی قبائل پر فوقیت  
 تودہ بلا نزاع تمام یہودیوں سے قوی تر اور شجاع بن گئے اور بنو نضیر کے خیبر میں آباد ہونے  
 سے، نئے سرے سے مسلمانوں کو مدینہ میں خطرات و محمکانے لگے، خصوصاً جب ہم شرب  
 میں یہود کے ایک بہت بڑے گروہ کو موجود پاتے ہیں جسے مسلمانوں نے کسی قسم کا گزند  
 نہیں پہنچایا کیوں کہ وہ احزاب کے خونخاک حملہ تک مسلمانوں کے ساتھ کئے ہوئے عہد کا  
 پابند رہا، یہ بنی قریظہ کے یہودیوں کا گروہ تھا جس کے لیڈروں کو بنی نضیر کے شیطان، جی  
 بن اخطب نے بہکا دیا اور انہوں نے مسلمانوں کی زندگی کی کٹھن گھڑیوں میں ان سے خیانت  
 کی جیسا کہ ہماری دو کتابوں غزوة احزاب اور غزوة بنی قریظہ میں اس کو تفصیل سے بیان  
 کیا گیا ہے۔

بنو نضیر کے یہودی سیاسی ہونے کی نسبت جگہ جگہ زیادہ

بنی نضیر کے لیڈر

تھے اور عرب علاقوں میں ذخیل یہودیوں کے تمام

قبائل سے بڑھ کر سیادت اور حکومت کے آرزو مند تھے، اس لئے جو نہی انہوں نے خیبر  
 کے علاقے میں قدم رکھا اور اپنے آپ کو جزیرہ عرب کی سب سے زبردست قوت پایا تو  
 حکومت و سیادت کے خواب انہیں کستانے لگے، بنو نضیر کو، خیبر کے علاقہ میں، امور کے  
 بحران پر کنٹرول کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی، انہوں نے پوری سہولت کے ساتھ، اس  
 علاقہ کے یہودیوں پر اپنی سیادت کو مسلط کر دیا، جس میں بنی نضیر کے محض وارد ہونے سے  
 ہی ہر چیز بدل گئی تھی سب سے اہم تبدیلی جو خیبر میں ہوئی (جیکہ خیبر کے باشندوں نے اپنی  
 قیادت بنو نضیر کو سونپ دی) وہ یہ تھی کہ یہ علاقہ غیر جانبداری کے موقف سے بدل کر مسلمانوں  
 پر ظلم و ستم کرنے کا ادھ بن گیا جہاں بنو نضیر نے سلام پر تسلط حاصل کرنے اور مسلمانوں کو  
 پیس ڈالنے کے لئے منصوبے بنانے کی کامل آزادی پائی۔

کاش یہود نصیحت حاصل کرتے

جب بنو نضیر، مسلمانوں کے  
 درمیان رہائش پذیر تھے اور

شرب میں ان کے حلیف تھے، اس وقت ان کے امکان میں تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف  
 تسلط حاصل کرنے اور سازشیں تیار کرنے کے نتیجے میں انہیں اور بنو قینقاع کے یہودیوں کو جو



جلاوطنی اور تادیب کے خطرات پیش تھے ان کی روشنی میں عبرت و نصیحت حاصل کرتے،  
 ان کے بس میں تھا کہ مدینہ سے اپنی جانوں اور مالوں کے باسے میں پُر امن طور پر چلے جانے کے  
 بعد وہ خیبر میں اپنے آپ پر نظر ثانی کرتے اور تسلیم کرتے کہ تسلط، خیانت اور عہد شکنی کی کارروائیاں  
 اور مسلمانوں کے خلاف فتنے اور جنگیں برپا کرنا ایک بغاوت تھی، جنہیں وہ چار سال تک بردکار  
 لاتے رہے، آخر کار یہ کارروائیاں کرنے والے نہایت بُرے انجام سے دوچار ہوئے..... کیونکہ  
 انجام کار فتح حق کو ہوتی ہے اور نہزیت و شکست اور عذاب باطل پر نازل ہوتا ہے خواہ وہ  
 اپنے پیروکاروں کو کس قدر طاقتور نظر آئے، بنو نضیر جو خیبر میں جلاوطن ہو کر گئے تھے ان کے خیبر  
 جانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ خیانت اور ڈکیت مشپ کی کارروائیوں کو جاری رکھ سکیں اور ظلم و ستم  
 اور عہد شکنی کی تاریکیوں میں داخل رہیں..... ان کے بس میں یہ بات تھی کہ وہ ان سب باتوں  
 کو سوچ کر ان سے نصیحت حاصل کرتے اور اپنے جلاوطن مقام (خیبر) میں اپنی قوم کے درمیان  
 امن و امان سے رہتے جو جنگوں کے تمام مراحل میں جو مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان شرب  
 کے اندر یا باہر ہوئیں غیر جانبداری رہی، یہاں تک کہ بنو نضیر کے شیاطین ان کے پاس گئے، اور  
 انہیں مسلمانوں کے خلاف کام کرنے کے جال میں پھنسانے کا سبب بن گئے جس کی وجہ سے جلد  
 ہی مسلمانوں کے ہاتھوں خیبر میں ذلیل بیہودوں کا وجود نیست و نابود ہو گیا، اگر بنو نضیر امن و سکون  
 کو اختیار کرتے اور مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں نہ کرتے اور خیبر میں اپنے دینی بھائیوں کی خیر  
 خواہی کرتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا، لیکن سیاہ خرابوں..... شرب کی طرف واپس جانے  
 اور وہاں پر نئے سرے سے تسلط حاصل کرنے کے خواہوں نے ان کے تصورات سے زیادہ، ہی  
 کھیلنا شروع کر دیا اور حسی بن اخطب، سلام بن مشکم اور کنانہ بن ابی الحقیق اور دیگر ایسے ہی  
 سرداروں کو یہ موقع ہی نہ دیا کہ وہ سلامتی کے راستہ کے متعلق سوچتے، جو امن و سکون اور سلام کے  
 خلاف تدبیریں کرنے سے باز آنے اور مسلمانوں کے وجود پر تسلط حاصل کرنے سے رکنے کا راستہ تھا،  
 یہی وجہ ہے کہ بنی نضیر بھی خیبر میں تک کر بیٹھے بھی نہ تھے کہ وہ زیادہ وسیع پیمانے پر سلام اور  
 مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کے لئے منصوبے سوچنے لگے، وہ مسلمانوں کے خلاف بڑا حملہ کرنے  
 کے لئے تیار ہی کرنے لگے کہ شاید وہ اس حملہ میں سلام کو مٹادیں اور مدینہ میں مسلمانوں کی  
 حکومت کا خاتمہ کر دیں اور یہود کو نئے سرے سے وہاں غیر قانونی اقتدار حاصل ہو جائے لیکن

اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے، خیبر میں یہود کے تمام منصوبے دھبے کے دھبے رہ گئے بلکہ بنو نضیر نے اپنے ان ظالمانہ منصوبوں کی وجہ سے اپنی قوم (اہل خیبر) کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا اس لئے کہ ان کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہتے تھے اور ان کو رضامند کر کے ان کے شہر کو مسلمانوں سے عہد شکنی کرنے اور ان پر ظلم کرنے کا اڈہ بنا دیا تھا، اور خیبر کے یہودیوں کے لیے مدد بھی سمجھتے تھے کہ ان کا علاقہ حسی بن اخطب اور سلام بن مشکم اور دیگر زعمائے بنی نضیر کی مرضی کے مطابق مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کا نیا اڈہ بن گیا ہے اور یہ کوئی بعید بات نہیں کہ خیبر کے یہودی زعماء پر قلق و اضطراب چھا گیا ہو کہ ان کے علاقہ کو، مسلمانوں کی طرف سے ایک تباہ کن جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا، جو یہودیوں کے وجود کو ہمیشہ کے لئے مٹا دینے کی اور یہ مسلمانوں کی طرف سے ایک تادیبی اور حفاظتی کارروائی ہوگی کیونکہ خیبر کے یہودیوں نے اس بات کو قبول کر لیا تھا کہ ان کا علاقہ بنی نضیر کے یہود کے کینوں کا مرکز اور ایسے ظلم کی کارروائیوں کا مقام ہوگا جو مسلمانوں کی سلامتی اور امن کو برباد کر دے گا، ان سب باتوں کا یہ مفہوم نہیں کہ خیبر کے یہودی، مسلمانوں کی تباہی اور ان کی ہستی کی بربادی میں دلچسپی نہ رکھتے تھے.....

تمام یہود، ملت واحدہ ہیں وہ سلام سے بغض رکھنے اور شرب میں مسلمانوں کو کچلنے میں ایک جی دلچسپی رکھتے ہیں، لیکن خیبر کے یہودیوں کے قلق و اضطراب کا مصدر یہ خوف تھا کہ مسلمانوں کے خلاف ان کے ظالمانہ منصوبے ناکام ہونے کی صورت میں ان پر ایسی مصیبت آئے گی جس سے خیبر کے ان یہودیوں کا خاتمہ ہو جائے گا جن کے درمیان کوئی جنگ کوئی کھلا جھگڑا نہ تھا جیسا کہ یہودی شرب کی صورت حال تھی،

میں نے تاریخ کی کتابوں میں کہیں نہیں دیکھا کہ خیبر کو مسلمانوں کے خلاف ظلم کا اڈہ بنانے پر خیبر کے یہودیوں نے بنو نضیر کے سرداروں سے معارضہ کیا ہو، لیکن اس بات کا قوی احتمال ہے کہ خیبر کے یہودیوں کے سرداروں نے اس خوف سے کچھ معارضہ کا اظہار کیا ہو کہ کہیں ان کا انجام بھی بنو قریظہ کا سا نہ ہو، جب بنو نضیر کے شیطان نے ان کو مسلمانوں سے عہد شکنی پر اکسایا تھا بنی نضیر کا شیطان حسی بن اخطب اور اس کے دیگر ساتھی ابالیان خیبر کے تعاون سے، خیبر کو، مسلمانوں کے خلاف حربی اور سیاسی اڈہ بنانے میں کامیاب ہو گئے تاکہ مسلمانوں کا خاتمہ کر سکیں، بالآخر خیبر کے یہودی اس بات پر رضامند ہو گئے کہ وہ بھی اس معرکہ میں شامل ہو کر اپنا بوجھ مسلمانوں

کے خلاف ڈال دیں گے اور انہوں نے اپنی حربی اور مالی طاقتوں کو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف صرف کرنا شروع کر دیا اور جی بی بن اخطب اور بنو نضیر کے دیگر سرداروں کو اپنی قیادت سونپ دی جنہوں نے یثرب سے جلاوطن ہو کر خیبر کے علاقہ میں اپنا سیاسی اور مالی تسلط قائم کر لیا تھا، انہوں نے شدید بغض دیکھنے کے باعث مسلمانوں کے خلاف تسلط حاصل کرنے کے منصوبے اور سازشیں تیار کرنے کے لئے دن رات ایک کر لیا اور بیت پرحت عربوں کا نئے خلاف بھرکانے کے لئے منصوبے بنائے، یثرب میں رہتے ہوئے بہت سی باتوں کی وجہ سے بنو نضیر، مسلمانوں کے خلاف منصوبہ سازی کی جرأت نہ کر سکتے تھے ان میں سب سے اہم بات یہ تھی کہ یثرب میں یہ یہودی مسلمانوں کے درمیان ایک اقلیت تھے اور ان کی نگرانی کرنا اور مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ان کی آمرانہ سرگرمیوں کو ایک حد کے اندر رکھنا آسان تھا، لیکن خیبر میں ایک مسلمان بھی موجود نہ تھا جس کی وجہ سے انہیں یثرب کی طرف دوبارہ جا کر حکمران بننے اور غلبہ حاصل کرنے کے خواب بہت کستانے لگے پھر خیبر نے مسلمانوں کے خلاف منصوبے اور سازشیں تیار کرنے کے لئے انہیں مناسب ماحول مہیا کر دیا، ان کی دشمنانہ کارروائیوں کے پس پردہ یثرب میں مسلمانوں کو تباہ کرنے کا مقصد کارفرما ہوتا تھا اور ان کے متعلق ہمیشہ پتہ چل جاتا تھا کیوں کہ مدینہ اسلام کا ہیڈ کوارٹر اور وجود اسلامی کامرکز تھا اور جس دشمنانہ کارروائی کا پتہ چل جاتا مسلمانوں کی طرف سے اس کا تعاقب کیا جاتا..... جس سے مجبور کر یہ یہودی اور ان کے متعلقہ طائف اپنی دشمنانہ سازشوں اور تخریبی منصوبوں کو مکمل طور پر خفیہ رکھتے، خصوصاً اس وقت جب یہ منصوبوں یا سازشوں کی تنقید سے کسی کا مارنا یا قتل کرنا مقصود ہوتا..... مگر خیبر میں کسی بھی سطح پر ایسے مسلمانوں کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو چھپانے کی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ ہجرت کے ساتویں سال تک خیبر میں مسلمانوں کے اقدار کا وجود تک نہ پایا جاتا تھا بلکہ اس علاقہ میں ایک مسلمان بھی موجود نہ تھا اور بنو نضیر کے جلاوطن یہودی اس علاقہ میں ہجرت کے چوتھے سال کے وسط میں آئے تھے

حالات و واقعات بتاتے ہیں کہ بنو نضیر کے سرداروں نے فیصلہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے وجود کو ختم کرنے اور مدینہ تک خود اسلام

کیا یہودیوں نے مدینہ سے جنگ کر کے متعلق سوچا تھا

کو بچانے کے لئے، یہودی کی تمام مالی، فکری اور بشری طاقتوں کو داؤ پر لگا دیں گے، خیبر کی یہودی

طاقت بوزن اس بات کی طرف اشارہ کر رہی تھی کہ یہود نہایت آسانی کے ساتھ مسلمانوں کے صحن اور ان کی حکومت کے دائرہ اختلاف میں، جنگ کرنے کے لئے ایک عظیم دست کر تیار کر سکتے ہیں، مورخین کے اندازے کے مطابق صرف خیبر کے یہودی ہی آٹھ ہزار جاننازوں کو اکٹھا کرنے کی طاقت رکھتے تھے اور جب ہم ان کے ساتھ بنو نضیر کے ایک ہزار جنگ باز جوانوں کو شامل کر دیں تو ہم پر واضح ہو جائے گا کہ خیبر ہجرت کے چوتھے سال مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ میں دس ہزار جاننازوں کی زبردست فوج کو، میدان میں لانے کی قدرت رکھتا تھا، جبکہ اس وقت مدینہ میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان جانناز موجود نہ تھے، اس کے ساتھ ہم کسی مورخ کو اس بات کا ذکر کرتے نہیں پاتے کہ ان یہودیوں کے ہاں یہ عزم بھی موجود تھا کہ ان کی فوجیں خیبر سے اٹھ کر مدینہ میں مسلمانوں سے جنگ کریں اور یہ بات ہمارے امکان میں نہیں کہ ہم قطعی طور پر بتائیں کہ باوجود عظیم بشری اور مالی قوتوں کے خیبر کے یہودی، مسلمانوں سے جنگ کرنے سے کیوں رُکے ہے، حالانکہ وہ آسانی کے ساتھ اس قسم کی جنگ کی طاقت رکھتے تھے، باوجود یہ یہودی مسلمانوں کے خاتمہ کی شدید خواہش رکھتے تھے ہیں اب تک تاریخی مصادر سے اس بات کا راز معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ اس جنگ سے کیوں رُکے ہے،

یہودی، مدینہ کے ساتھ  
جنگ کرنے سے کیوں رُکے

ہاں اندازے سے یہ کہنا ممکن ہے  
کہ اس بات کے دو بڑے سبب تھے  
جنہوں نے یہودیوں کو خیبر سے مایوس

کر کے مدینہ میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے سے روک دیا، اول یہ کہ یہود کی فطرت میں بزدلی پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ قلعوں کے پیچھے اور محفوظ بستیوں کے اندر رہ کر ہی لڑ سکتے ہیں، یہود کی اس فطرت کی طرف قرآن شریف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے،

لَا يَلْقَا تَلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قَبْرِكُمْ مُحَضَّةً أَوْ مِنْ وَرَائِ جُدُرٍ

وہ نہ باوجودیکہ یہود کو عرب علاقے میں رہتے ہوئے کئی صدیاں گزر گئی تھیں پھر بھی فوجی اور مالی قوت کے باوجود ان کا یہاں کے اصلی باشندوں کے ساتھ جو خیبر کے علاقے کو گھیرے ہوئے تھے کوئی تعلق نہ تھا، اس کے برعکس ان قبائل میں سے ہجرت کے چوتھے سال تک کسی

ایک آدمی نے بھی سلام قبول نہ کیا تھا، پھر بھی یہودی ان بُت پرست عربی قبائل کی دوستی کو وقتاً فوقتاً شوقوں سے خرید لیا کرتے تھے، معلوم ہوتا ہے خیبر کے یہودیوں کو یہ خوف دہمگیر تھا کہ جب یہود کے جانیازہ میں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے چلے گئے جو خیبر سے اسی میل سے زیادہ فاصلے پر تھا اور اس زمانے کے وسائل کے لحاظ سے بہت دور مسافت پر تھا، تو بُت پرست عرب قبائل خیبر کے سرسبز نخلستان پر حملہ کر کے اس کے اموال کو لوٹ لیں گے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیں گے،

## خیبر..... اور غزوہ احزاب | مدینہ پر حملہ کرنے سے ڈکنے کا یہود کے لئے خواہ کوئی سبب ہو،

مگر مسلمانوں کو کچھنے اور دعوتِ اسلامی کے شعلے کو بجھانے کا خیال ہمیشہ ہی ان کے اذہان میں قائم رہا اور مسلمانوں کو تباہ کرنے اور کسی بھی شکل میں مدینہ میں جا کر مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کا سب سے زیادہ خواہشمند اسلام کا بدترین دشمن جیسی بن اخطب تھا جس نے حضور علیہ السلام سے جب آپ مکہ سے ہجرت کر کے آئے تھے، پہلی ہی ملاقات کے وقت یہ اعلان کیا تھا کہ وہ زندگی بھر آپ سے عداوت رکھے گا، اپنے دشمنانہ منصوبوں کے مطابق جب یہود نے یہ سمجھا کہ ان کا مدینہ پر حملہ کرنا مستعد ہے تو خیبر میں یہودیوں کے لیڈروں نے میٹنگ کر کے مفید ترین منصوبے کے متعلق سوچنا شروع کیا جو از سر نو مسلمانوں کے مکمل خاتمہ کے لئے جنگ کو ان کے علاقہ میں منتقل کر دے تاکہ بنو نضیر کے سیاہ خواب پورے ہو جائیں جو انہیں مسلم شہر پر دوبارہ غلبہ کے متعلق کیا کرتے تھے،

## جنگ کا اہم منصوبہ | خیبر میں ان لیڈروں کی میٹنگوں کے نتیجے میں اس قرارداد کے منصوبے پر اتفاق رائے ہو گیا جسے بنی نضیر

کے شیطان جیسی بن اخطب نے پیش کیا، اس دشمنانہ منصوبے کا خلاصہ یہ تھا کہ خیبر کے لیڈروں کا ایک وفد ان تمام عرب قبائل میں جو ہمیشہ سے بُت پرستی اور اسلام اور مسلمان دشمنی پر قائم ہیں جا کر کوشش کرے اور ان کو مسلمان کے خلاف جنگ کرنے پر اکسائے اور شوقوں کے ذریعہ ان کو پراگندہ کرے اور وہ دے کرے کہ شہر میں مسلمانوں کے ساتھ ہر گز جنگ کرنے اور اسلامی ہستی کو کامل طور پر فنا کرنے کے بعد، مدینہ پر مکمل قبضہ کرنے کے لئے انہیں زبردست فوج سے مدد دیں۔ یہود کے لیڈروں نے خیبر میں اس بات پر بھی اتفاق کیا کہ بُت پرست قبائل کو سب سے

پہلے یہ پیش کش کی جائے کہ جنگ کے منصوبے کی کامیابی کے بعد ایک سال میں خیبر کے نخلستان میں جو فصلیں اور پھل پیدا ہوں گے وہ انہیں دیئے جائیں گے اور خیبر کے یہودی بڑے کھلے دل سے اس عظیم جنگ کے اخراجات برداشت کریں گے تاکہ وہ دوسروں کے کندھوں پر سوار ہو کر نئے مہم سے فاتح بن کر شرب میں واپس جائیں اس کا مطلب یہ ہے کہ خیبر کے یہودیوں نے ایک ہمہ گیر جنگ کے ذریعے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے اپنی تمام مادی طاقتوں کو کام میں لانے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن یہ جنگ یہودی کی زبردست فوجوں کے ساتھ نہیں ہوگی بلکہ بت پرست قریش اور اعراب سے ہوگی جن کو رشتوں کے ذریعے اور لوٹ مار کا لالچ دے کر اکٹھا کرنا آسان ہوتا ہے، ان اعراب کی سوسائٹی میں اقتصاد کا درجہ ملار لوٹ مار پر ہوتا ہے بنی نضیر کے شیطان جیسی بنی اخطب نے اپنے ساتھیوں یہودیوں کو یقین دلایا کہ اعراب اس جنگ کی ریڑھ کی ہڈی ہوں گے جس کی وسیع و عریض اسکیمیں خیبر میں بنائی گئی تھیں اور یہودی خیبر کو یہ یقین تھا کہ وہ روئے زمین سے اسلامی ہستی کو مٹا کر اپنے مقاصد کو پالیں گے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت خیبر کا اعراب کو تباہ کرنا

اس اہم فیصلے کی تنقید کے لئے جس پر خیبر کے یہودی سازشیوں نے اتفاق کیا ان

کے بڑے بڑے لیڈروں کا ایک وفد بنایا گیا، جس کی ڈیوٹی یہ لگائی گئی کہ وہ سب سے پہلے قریشی قبائل کے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ کرے جو ان دنوں اسلام اور مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن تھا پھر نجدی قبائل سے جو بڑی تعداد اور تیاری والے تھے اور سخت جنگجو تھے یعنی غطفان، سلم، فزارہ، اشج اور ان کے حلفاء سے ملاقات کرے جو قریش کے بعد اسلام کے شدید دشمن خیال کئے جاتے تھے..... اور انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگی اتحاد قائم کرے اور فوجی معاہدہ کرنے کی ضرورت پر رضامند کرے پس یہ تمام بت پرست قبائل اس اساس پر اور خیبر کے یہودیوں کی مادی امداد پر اس ہمہ گیر جنگ میں شامل ہو جائیں جس کا مقصد مسلمانوں کی جڑ کاٹنا اور انہیں تباہ کرنا ہے۔

## ممبرانِ وفد

۱۔ جیسی بنی اخطب۔ بنی نضیر میں سے تھا۔

۲۔ سلام بن مشکم۔ بنی نضیر میں سے تھا۔

۳۔ کنانہ بن ابی الحقیق - بنی نضیر میں سے تھا ،

۴۔ ابو عامر (جو فاسق کے لقب سے ملقب تھا) عرب تھا اور اس قبیلے میں سے تھا۔

۵۔ حوزہ بن قیس الوائلی ، عرب تھا اور یہودی ہو چکا تھا ،

اس جگہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس یہودی وفد کے تمام ممبران بنی نضیر کے یہودیوں میں سے تھے ، صرف حوزہ بن قیس الوائلی کے متعلق بظاہر معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس کے نام سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عربی تھا جس نے یہودی مذہب کو اختیار کر لیا تھا اس سے ہماری گذشتہ رولتے مزید پختہ ہو جاتی ہے کہ بنو نضیر کے یہودیوں نے خیبر کے یہودیوں پر مکمل تسلط حاصل کر لیا تھا اور عملاً وہاں کے سردار بن گئے تھے اور وہاں کے لوگوں کو اپنی مرضی کے مطابق چلاتے تھے ، ابو عامر (جیسا کہ اس کے پیرکار اسے یہ نام دیتے ہیں) اور مسلمان اسے فاسق کہتے ہیں ، اس وفد میں یہ واحد عرب بت پرست تھا..... جو قریش کے اس حملہ کی ناکامی کے بعد ، جس کے نتیجے میں اُحد کا تاریخی معرکہ ہوا اور جس میں ابو عامر بھی قریش کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف لڑا تھا حالانکہ وہ اس قبیلے سے تھا اور مدینہ کے عرب باشندوں میں سے تھا ، خیبر کی پناہ میں آ گیا تھا ،

مدینہ سے بنو نضیر کی جلا وطنی کے  
نقطہ چار ماہ بعد ، یہودیوں کا یہ

## اپنی مہم میں ظالم وفد کی کامیابی

وفد اپنے مفوضہ فرائض کی سر انجام دہی کے لئے خیبر سے نکلا ، اور سب سے پہلے مکہ آیا پھر نجد گیا ، حالانکہ عسکری طاقت کے لحاظ سے قریش ، نجدی قبائل کے مقابلہ میں دوسرے درجہ کی قوت تھے ، مگر قریش کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھنے اور اسلام سے کینہ رکھنے میں اولیت کا مقام حاصل تھا اور اس سے قبل وہ اسلام کے خلاف بدر و اُحد کی دو زبردست جنگوں میں بھی حصہ لے چکے تھے ، اس لئے کہ یہ مقام ، خیبر سے ، جو یہود کا ہیڈ کوارٹر اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کی سازشوں اور منصوبوں کا اڈہ تھا ، بہت زیادہ قریب تھا ، خیبر کے وفد نے سب سے پہلے مکہ کے قریشی زعماء سے ملنے کو ترجیح دی تاکہ انہیں یہود کے اس دشمنانہ منصوبے سے آگاہ کریں جو انہوں نے مدینہ میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے تیار کیا تھا ، مشرکین مکہ نے وفد خیبر کا شاندار استقبال کیا اور بڑے جلسے کے خصوصاً جب سادات مکہ کو یہ علم ہوا کہ اس وفد کی کہیں آمد کا باعث ، مسلمانوں کو کچلنا اور ہمیشہ کے لئے دعوتِ اسلامی کے چراغ کو گل کرنا ہے تو انہیں بہت خوشی ہوئی ، خیبری

دفعہ کے لیڈرول نے قریش کے لیڈرول کے سامنے خیبر کے یہودیوں کے نقطہ نظر کی وضاحت کی اور  
 خیبر میں انہوں نے دین سے جنگ کرنے اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کا جو دشمنانہ منصوبہ بنایا تھا اسکی  
 یہودی تفصیل سے قریش کو آگاہ کیا، قریش نے اس یہودی منصوبے کو نہایت خوشدلی سے قبول کیا  
 اور انہوں نے اس کی تائید و موافقت کا اعلان کر دیا اور یہودی وفد کو بتایا کہ وہ اس کی تنقید پر  
 اس وقت تیار ہوں گے جب سب لوگ اس پر متفق ہو جائیں گے، قریش نے یہود کے جنگی منصوبے  
 کو وہ سنہری موقع خیال کیا جس کے متعلق وہ خوابیں دیکھا کرتے تھے کہ دوسرے لوگ ان کے ساتھ  
 اس ہیرگیز جنگ میں شامل ہو جائیں جس کا مقصد مسلمانوں کا خاتمہ کرنا تھا اور قریش چار سال کے  
 عرصہ میں اس مقصد کو پورا نہیں کر سکے تھے، ..... اور جنگ بدر و احد میں اپنی پوری طاقت  
 خرچ کر کے بُری طرح ناکام و نامراد ہو چکے تھے، اور مسلمانوں کے ہاتھوں پہلی دفعہ ان کی عسکری شہر  
 کے پرچے اڑ گئے تھے اور دوسری دفعہ بھی وہ اپنے عظیم مقاصد کو پورا کئے بغیر، ناکام ہو کر مکہ واپس  
 لوٹ آئے تھے حالانکہ اس جنگ میں انہوں نے مقدور بھر اپنی مادی، بشری اور حربی قوتوں کو  
 جمع کر لیا تھا، یہی وجہ ہے کہ قریش نے خوش ہو کر یہود خیبر کے منصوبے کو خوش آمدید کہا اور بلا شرط  
 اس سے اتفاق کا اہتمام کر دیا، قریش اور یہود کے درمیان اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ وہ نجدی قبائل  
 یعنی غطفان، سلیم، اشج، فزیرہ اور اسد کے اتفاق کے بعد ہجرت کے جو تھے سال شوال کے مہینے  
 میں مینے کا محاصرہ کریں گے۔

## یہودی وفد نجد میں جنگی منصوبے کے متعلق، قریش کی موافقت حاصل کرنے کے بعد، یہ یہودی وفد بہت پرست قبائل

کے سرداروں سے ملاقات کرنے کے لئے نجد کے صحراؤں کی طرف گیا تاکہ ان کے سامنے اپنے دشمنانہ  
 منصوبے کو پیش کرے اور اپنے مقاصد کی وضاحت کرے اور قریش مکہ کی طرح اس پر ان کی موافقت  
 بھی حاصل کرے اس وفد کے ممبران، نجد میں بڑے بڑے مقامات پر گھومے اور ان قبائل کو مسلمانوں  
 کے خلاف براہیختہ کرنے اور انہیں جنگ برآباد کرنے کے لئے اپنی تمام مادی طاقتوں کو خرچ  
 کرنے کا اعلان کیا اور یہودی فن پر دیکھنے والوں کے طریق پر انہیں بتایا کہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے  
 میں ان قبائل کی شمولیت سے انہیں بہت فائدہ ہوگا، خصوصاً اس لئے کہ اس جنگ کا مقصد اس  
 خطرے کو ایک حد تک اندر رکھنا ہے جو مسلمانوں کے نفوذ سے بڑھ رہا ہے جو یہودیوں، قریش،



اور نجدی بُت پرستوں کے مشترکہ دشمن ہیں، اور انہوں نے مختلف خون ریز جنگوں میں سب کو پے درپے شکستیں دی ہیں۔

## یہودی وفد کی نجد میں پذیرائی، خیبری وفد جب نجد میں پہنچا تو اس کا شاندار استقبال ہوا جو زمانے مکہ

کے استقبال سے کم نہ تھا کیونکہ مکہ اور نجد، دونوں اسلام سے شدید نفرت اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھنے میں خیبر کے یہودیوں سے اتفاق رکھتے تھے، اس پر مستزاد یہ کہ ان نجدی بُت پرست بدوؤں کو لوٹ مار کا بھی شوق تھا جو قدیم زمانوں سے ان کی اقتصادِ زندگی کا سہارا تھی، اس لئے نجدی قبائل نے اس جنگی منصوبے سے اتفاق کرنے میں کسی قسم کا تردد نہ کیا، جسے جی بی بن اخطب اور دیگر ممبران وفد خیبر سے لے کر آئے تھے، نیز تینوں اس بات کی خواہش میں تھے کہ جنگ کو مدینہ منتقل کر دیا جائے مگر اس کا باعث ان تینوں قریظوں کے نزدیک ایک تھا بلکہ ہر ایک کا الگ مقصد تھا جو دوسروں سے مختلف تھا جب یہیں معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کا کانا نکلانے میں قریش کی دلچسپی کا باعث سیاسی اور عقائدی تھا اور قریش کو یہ شدید قلق تھا کہ جزیرہ عرب پر اسلام کا تسلط ہو جائے گا اور یہ بات جزیرہ عرب کے ان بُت پرست قبائل کے درمیان ان کے روحانی اور ادبی مرکز کو گرانے کا باعث بن جائے گی جو انہیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کی روحانی سیادت کو تسلیم کرتے ہیں اس لئے کہ اختلافات مذہب کے باوجود یہ عرب جن مقامات کو مقدس سمجھتے ہیں وہ قریش کی سیادت و حمایت کے تحت ہیں خیبر کے یہودی جو اس دشمنانہ منصوبے کے تیار کرنے والے ہیں ان کی یہ خواہش کہ مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائے اس کا اول باعث انتقام لینا اور اکیلے ہی اپنی حکومت قائم کرنا اور شریب پرستوں سے مالی ڈکیت شریب مسلط کرنا ہے..... اور اعراب نجد کے نزدیک اس کا باعث اول، مال کا حاصل کرنا ہے کیوں کہ وہ ایسی اقوام ہیں جن کی عمر لوٹ مار میں گذتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ان اعراب نے اس جنگی منصوبے میں جسے وفد خیبر نے ان کے سامنے پیش کیا تھا، مدینہ کے سبزہ زاروں سے لوٹ مار کے طریق پر اموال حاصل کرنے کا موقع پایا جس کے متعلق ان کے نفوس لمبے زمانے سے آرزو رکھتے تھے، کہ جب ان کی قسمت یادی کرے وہ مسلمانوں پر غالب آکر ان کے دار الخلافہ مدینہ پر قریش اور یہود کے اشتراک سے قبضہ کر لیں جیسا کہ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے یہود کے جنگی

## گفتگو کے دوران سودا بازی، یہود کے دشمنانہ منصوبے کے متعلق اعراب

بندگی کی خوشی اور مدینہ سے جنگ، میں

شکرت کی خواہش کے ساتھ ساتھ انہوں نے خیمبر کی وفد کے ساتھ گفتگو کے دوران بعض تحفظات کا بھی اظہار کیا کیونکہ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ یہود اس منصوبے کی تصدیق کے شدید خواہش مند ہیں تاکہ وہ یہودیوں کو مجبور کر کے ان کے ساتھ کچھ سودا بازی کر لیں جس کے تحت وہ ان یہودیوں سے کچھ مال حاصل کر لیں جس کی بہت بڑی مقدار ان کے پاس جمع ہے یہودیوں نے بھی بندگی اعراب کے تحفظات کے پس پردہ ان کے مقاصد کو پایا جن کا اظہار انہوں نے گفتگو کے دوران کیا تھا اس سونے بازی کی ٹیمیل یوں ہوئی کہ خیمبر کے یہودی اس بات کا عہد کریں کہ وہ ان بت پرست بندگی قبائل کو جو یہودی منصوبے کے مطابق جنگ مدینہ میں شامل ہوں گے انہیں خیمبر کی تمام کھجوریں اور دیگر مختلف فصلوں کے ایک سال کا پھل دیں گے، اس معاہدہ کی اساس پر چار بڑے بندگی قبائل نے، یہودی منصوبے کے مطابق مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہونا قبول کیا وہ قبائل یہ تھے ۱۔ اشج۔ ۲۔ اسلم۔ ۳۔ اسد۔ ۴۔ قزیرہ۔ اور یہ سب غطفانی قبیلے ہیں۔ یہودی وفد اور بندگی قبائل کے درمیان اس معاہدہ کا طے پانا یہودی وفد کی کامیاب ماسی کا اہتمام تھا، یہ سب سے بڑا فوجی یہودی بت پرست اتحاد تھا جسے جزیرہ عرب نے مسلمانوں کے خلاف دیکھا، یہود اور بندگی بت پرست قبائل نے، قریش کے ساتھ اتفاق کر کے اس گنہگار اتحاد کے لئے فوج جمع کرنے کے واسطے ایک معیاد مقرر کی تاکہ مدینہ کے گرد اکٹھے ہو کر اس پر حملہ کیا جائے ان قبائل نے حملہ کے لئے جو وقت مقرر کیا وہ ہجرت کے چوتھے سال شوال کا مہینہ تھا، اس عظیم فوجی اتحاد میں تمام فرقوں کی فوج کی تعداد حسب ذیل تھی۔

۱۔ بندگی قبائل — چھ ہزار جانباز، ۲۔ قریش اور ان کے حلیف — چار ہزار جانباز

۳۔ یہود — ایک ہزار یہود مدینہ (بنی قریظہ) کے جانباز۔ بنی نضیر کے سردار جیبی بن اخطب نے بندگی قبائل اور قریش سے یہ وعدہ کیا کہ یہود کا یہ ایک ہزار جانباز، اتحاد کی فوجوں کے ساتھ اس وقت شامل ہو گا جب وہ مدینہ کے اطراف میں پڑاؤ کریں گی، اس طرح یہ ظالم یہودی وفد جو خیمبر سے اپنے مجرمانہ منصوبے کے ساتھ نکلا تھا اس وقت واپس آیا جب اس کے پیچھے مشرکین عرب

کے دس ہزار جانباز، مدینہ کے گرد اپنی پوزیشنیں سمجھانے ہوئے تھے انہوں نے مدینہ کو اس طرح گھیر لیا جس طرح پر جوش سمندر چھوٹے جزیرہ کو گھیر لیتا ہے اور ان زبردست ہمت پرست فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کی فوج صحیح ترین انداز سے کے مطابق ایک ہزار جانباز سے زیادہ نہ تھی۔

## یہود کی مجرمانہ کارروائیوں کی آخری کڑی | اسلام کو ختم کرنے اور مسلمانوں کو تباہ

کھنہ کے سلسلہ میں خیبر کے یہودیوں کی مجرمانہ کارروائیوں کی یہ آخری کڑی تھی کہ بنی نضیر کا شیطان جیسی بنی بنی بنی قرینہ کو (جن کی تعداد ایک ہزار جانباز تھی) اس بات پر رضامند کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ وہ اپنے مسلمان حلیفوں سے غداری کریں اور اس عہد کو توڑیں جو ان کے درمیان طے پا چکا ہے اور احزاب کی جنگ فوجوں کے ساتھ شامل ہو کر پیچھے سے اسلامی فوج پر آخری ٹائم پر ضرب لگائیں، اس طرح یہودیوں کے اس مجرمانہ منصوبہ کو کامیاب بنانے کا پروگرام بنایا گیا جس کا تانا بانا خیبر میں تیار کیا گیا تھا..... اور اس نے مسلمانوں کو اپنی تاریخ کی سب سے سخت مصیبت میں ڈال دیا اور مسلمانوں نے۔۔۔ جن کی قوت ایک ہزار جانبازوں سے زیادہ نہ تھی۔۔۔ اپنے آپ کو خوفناک احزاب کے پنجوں میں پایا جن کی متحدہ فوجی قوت (بنی قرینہ کے یہودیوں کی خیانت کے بعد) گیارہ ہزار جانبازوں تک جا پہنچی تھی، اس پر مستزاد یہ کہ یہ تعداد مسلمانوں پر ہر مادی چیز کی دوسے فوقیت رکھتی تھی، احزاب کی ان فوجوں نے تھوڑے سے مسلمانوں کا اس قدر زبردست اور خوفناک محاصرہ کیا کہ ان کا دم گھٹنے لگا اور شاید یہود کی مجرمانہ ماسعی نے غزوہ احزاب میں مسلمانوں کیلئے جو عظیم خطرہ اور مصیبت پیدا کر دی تھی اس کی صحیح ترین تعریف وہ ہے جسے سورہ احزاب میں بیان کیا گیا ہے۔

اِذْ جَاؤْكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلِ وَاذْ نَزَّافَتْ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتْ

الْقُلُوبُ الْمَنَاجِرَ وَتَخْضَعُونَ بِالْاَيْدِي الْمُنْمِقَاتِ اَلْمُؤْمِنُونَ

وَزَلْزَلُوا اِنَّ زَلْزَلَهُمْ لَشَدِيدٌ اِنَّ

اس خوفناک جنگ میں جس کی زلزلہ انگن آندھیاں یہود کے بُرے کینے نے پیدا کی تھیں، مسلمان زوال کے انتہائی قریب پہنچ گئے تھے اس کی شدت سے مسلمانوں پر اس قدر بے پے مصیبتیں اور ہلاکتیں آئیں، جنہوں نے بغیر کسی وقفہ کے مسلمانوں پر اس قدر دباؤ ڈالا جس سے قریب تھا کہ ہمیشہ کے لئے ان کی سانس بند ہو جائے، مادی نقطہ نظر سے یہ بات محسوس ہو رہی تھی کہ مدینہ کا سقوط، احزاب کے ہاتھوں میں ہے اور اس سے مصر کی کوئی صورت نہیں اور یہ سقوط کا مسئلہ اسی وقت سے تعلق رکھتا ہے..... جو چند ایام تک تمتد ہو سکتا ہے یا چند گھنٹوں میں اپنے انجام کو پہنچ جائے گا کیوں کہ ان آخری سیاہ ایام میں مسلمانوں کے انجام کے ترازو کا کاٹنا صفر کی حدود تک پہنچ چکا تھا اور لرز رہا تھا گویا وہ مسلمانوں کے انجام کے اعلان کی طرف مائل ہے اور اس انجام کے بارے میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ یہودی اور خیبر کے یہودی اور اس جنگ کا مفکر و مدبر، شک نہ کرتے تھے کیوں کہ ہر مادی چیز اسی انجام کو حتمی قرار دے رہی تھی، اگر اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے معجزے کو ظاہر کر کے مسلمانوں کو بچا نہ لیتا تو یہی انجام ظاہر ہوتا اس نے اچانک متحارب فریقوں کی توقع کے خلاف، حالات کو آخری گھنٹوں میں مسلمانوں کے حق میں کر دیا پھر یہ حالات مسلسل نہایت تیزی کے ساتھ، یہود اور احزاب کی فوجوں کے خلاف ہوتے گئے اور ان کے اندر اختلاف پیدا ہو گیا یہاں تک کہ ان کی وحدت پارہ پارہ ہو گئی اور وہ مدینہ سے حصار کو توڑ کر ناکامی اور شکست کو دامن میں لئے، اور غداری و عہد شکنی اور تسلط حاصل کرنے والے عناصر یعنی بنی قریظہ اور خیبر کے یہودیوں کو چھوڑ کر واپس چلے گئے تاکہ وہ اکیلے ہی اس سخت عذاب کا سامنا کریں جو تسلط اور غداری کی جڑ میں مسلمانوں کی طرف سے لازمی طور پر ان پر نازل ہونے والا ہے اور جس کو انہوں نے عملاً بنی قریظہ کے یہودیوں پر نازل کیا اور ان کے آٹھ سو جانبازوں کو تیغ کر کے ان کی تمام مملوک چیزوں پر قبضہ کر لیا، اس خوفناک جنگ میں احزاب نے جو پے پے کا روایاں کیں اور دیگر تمام پہلے واقعات کو ہم نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب غزوة احزاب میں بیان کیا ہے، جو اسلام کے فیصلہ کن معرکوں کے سلسلہ کی تیسری کتاب ہے، اسی طرح ہم نے اس تاویبی حملہ کا بھی تفصیلی ذکر کیا ہے جس میں مسلمانوں نے غدار بنی قریظہ کے تمام جانبازوں کو تباہ کر دیا تھا ہم نے تفصیل کیساتھ اپنی کتاب غزوة بنی قریظہ میں بیان کیا ہے جو اسلام کے فیصلہ کن معرکوں کے سلسلہ کی چوتھی کتاب ہے جو شخص احزاب کے خوفناک حملہ کی دقیق تفصیل اور مسلمانوں کی ان فوجی کارروائیوں کے بارے میں

معلوم کرنا چاہتا ہے جو انہوں نے بنی قریظہ کے عہد شکن اور غداروں کے متعلق کہیں وہ ہمارے  
ان دو کتابوں کی طرف رجوع کرے۔

## خیبر کی فتح کے بعد یہودیوں کا خیبر میں قیام | جب خیبر پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو گیا

جیسا کہ اس کتاب میں مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے اور آخری معاہدہ کے بموجب مدینہ کے یہودیوں  
کے دوسرے نصف حصے نے اطاعت اختیار کر لی جس کی رو سے تمام یہودیوں کو شام کی طرف  
جلا وطن ہونا تھا مگر یہودیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا کہ انہیں خیبر میں  
رہنے دیا جائے تاکہ وہ یہاں کی زراعت اور اراضی کو درست کرتے رہیں کیونکہ وہ ان کے متعلق  
بہت کچھ جانتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے انہیں  
خیبر میں رہنے کی اجازت سے دی تاکہ وہ زراعت کا کام کریں اور اس کے عوض نصف پھل  
حاصل کریں، معاہدہ میں یہ شرط بھی موجود تھی کہ مسلمان جب چاہیں یہودیوں کو خیبر سے نکال  
سکتے ہیں۔

## عہدِ فاروقی میں یہودیوں کی جلا وطنی | حسب معاہدہ یہود، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق

رضی اللہ عنہ کے طویل دور میں خیبر کی زمینوں پر کام کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں خلیفہ ثانی نے  
جلا وطن کر دیا ان کی جلا وطنی کا پہلا سبب یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ  
مزارعت اور زمینوں کی دیکھ بھال کا جو معاہدہ کیا تھا اس میں یہ نص موجود تھی کہ مسلمان جس  
وقت چاہیں انہیں جلا وطن کرنے کا حق رکھتے ہیں، دوسرا سبب یہ تھا کہ جب یہود کو شکست  
کھانے کے بعد خیبر میں کام کرنے کی پوری آزادی دی گئی تو ان کے شرارت پسندوں میں مسلمانوں  
پر تسلط حاصل کرنے اور ان کے خلاف ہمیریں کرنے کی رُوح غالب آگئی اور انہوں نے مسلمانوں  
کے خلاف کچھ ایسے اعمال کا ارتکاب کیا جن سے پتہ چلتا تھا کہ انہیں خواہ خیبر میں نفوذ اور حکومت  
دے دیے مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی حیات تھے کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف اپنی شرارت  
کارروائیوں کا آغاز کر دیا، ان میں سے ایک کارروائی یہ ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن سہلؓ کو نطاۃ کے علاقہ میں قتل کر دیا، باوجودیکہ مقتول کا جثہ ان کے گھروں میں پایا گیا اور قرآن بھی یہی بتاتے تھے کہ یہی لوگ قاتل ہیں پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سزا نہ دی، کیوں کہ اسلامی قانون کے نقطہ نگاہ سے تحقیقات نے یہ ثابت نہ کیا تھا کہ یہ کارروائی ان کی ہے اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مقتول کی دیت مسلمانوں کے بیت المال سے ادا کر دی جائے مگر عبداللہ بن سہلؓ کا قتل، مدینہ کے مسولین کے اذمان میں یہودیوں کے جرم کے قرینہ کے طور پر سمایا رہا۔

مسلمانوں سے کو قتل کرنے کیلئے  
**یہود کا بعض عیسائیوں سے کام لینا**

حضرت فاروق اعظمؓ کے مد میں  
 خیر میں یہود کی جانب سے  
 قتل و تخریب کاری کی سازشوں

کازور ہو گیا، ان سازشوں میں سے ایک سازش یہ تھی کہ منظر بن رافع الحارثی، دسٹ شامی عیسائیوں کے ساتھ جو اس کی زمین میں کام کرتے تھے، خیر آیا اور انہیں وہاں تین دن ٹھہرایا تو ایک یہودی نے ان کے پاس آکر کہا تم عیسائی ہو اور ہم یہودی ہیں اور ان لوگوں نے ہمیں تلوار سے مغلوب کیا ہے اور تم دس آدمیوں کو ان کا ایک آدمی، شرب اور مال والی زمین سے ہانک کر، تنگدستی کی طرف لے آیا ہے اور تم شدید غلامی میں رہتے ہو جب تم ہماری بستی سے باہر نکلو تو رائے قتل کر دو، انہوں نے کہا ہمارے پاس ہتھیار نہیں ہیں۔ یہودیوں نے خفیہ طور پر ان کو رو یا تین، چھریاں پہنچا دیں پس وہ باہر نکل گئے اور یہودیوں نے جس بات کی طرف انہیں اشارہ کیا تھا اس کی تنقید کا عزم کر لیا اور جب وہ منظر بن عبداللہ الحارثی کے ساتھ جاتے ہوئے مدینہ کے راستے میں تیار مقام پر پہنچے تو منظر نے ان میں سے ایک آدمی کو کہا کہ مجھے فلاں فلاں چیز دے دو، تو سب نے اس کے پاس آکر اپنی چھریاں تان لیں، منظر اپنی تلوار کی طرف بھاگا مگر انہوں نے اسے نیام سے تلوار نکالنے سے قبل ہی قتل کر دیا اور خیر کی طرف لوٹ آئے، یہود نے انہیں پناہ دی اور چھپا دیا پھر انہیں خوراک اور خرچہ دیا اور وہ شام چلے گئے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا  
**یہود کو جلا وطن کرنے کا حکم دینا**

جب منظر کے قتل کی خبر حضرت  
 فاروق رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے  
 مدینہ میں ایک تقریر کی اور

ملہ تیار، یا قوت کہتا ہے کہ یہ جگہ خیر سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے جہاں عبداللہ بن سہل نے اسپرین زمام کو قتل کیا تھا۔

فرمایا کہ یہودیوں نے عبداللہ کے ساتھ جو کیا سو کیا، اور مظہر کے ساتھ اپنی دشمنی میں وہ کچھ کیا جو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عبداللہ بن سہل سے کیا تھا، بلاشبہ مظہر بن رافع کا قتل انہی لوگوں کے ہاتھوں ہوا ہے اور ان کے سوا، ہالا کوئی دشمن نہیں، پس جس شخص کا خیبر میں کچھ مال ہو وہ اُسے نکال لے، میں جا کر وہاں کے اموال کو تقسیم کرنے والا ہوں اور اس کی حدود کی حد بندی کرنے والا ہوں اور یہودیوں کو وہاں سے جلا وطن کرنے والا ہوں، کیوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں یہاں ٹھہرائے گا میں بھی تمہیں یہاں ٹھہرائوں گا، اب اللہ تعالیٰ نے ان کے جلا وطن کرنے کا حکم دے دیا ہے، ہاں اگر کوئی آدمی اس بات کا عہد یا ثبوت فراہم کر دے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے یہاں ٹھہرایا تھا تو میں بھی اُسے ٹھہرائوں گا، اس پر حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا، امیر المؤمنین خدا کی قسم آپ نے درست فرمایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا تمہارے جیسی رائے اور کون کون لوگ رکھتے ہیں، حضرت طلحہ نے جواب دیا تمام مہاجرین اور انصار میری رائے کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں تو حضرت عمر نے اس بات سے بہت خوش ہوئے، اس کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ثقہ راویوں سے یہ روایت بھی پہنچی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جزیرہ عرب میں دو دین اکٹھے نہیں ہوں گے آپ نے خیبر اور فدک کے یہودیوں کی طرف پیغام بھیجا کہ میں نے انہیں جلا وطن کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عہد ہو گا وہ جلا وطنی سے مستثنیٰ ہو گا۔

## فدک کے یہودیوں کو جلا وطنی کی وقت معاوضہ

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے

خیبر اور فدک کے تمام یہودیوں کو جلا وطن کر دیا کیوں کہ فدک کو، خیبر کے فواج میں خیال کیا جاتا ہے اس لئے کہ وہ چند میل کے فاصلے پر ہے، حضرت فاروق نے ان یہودیوں کو جلا وطن کر دیا اور ان کو تمام اموال منقولہ ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی اور یہی اجازت خیبر کے یہودیوں کو بھی دی مگر فدک کے یہودیوں کو آپ نے نصف زمین دے دی کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان یہ معاہدہ تھا کہ جس زمین کو وہ کاشت کر رہے ہیں، جلا وطنی کی صورت میں اس کا لے یہودیوں نے حضرت عبداللہ بن عمر کا ہاتھ اتر دیا تھا جبکہ سونے ہوئے تھے مگر حضرت عمر نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔

نصف انہیں ملے گا، مگر وادی القریٰ اور تیار کے یہودیوں کو آپ نے جزیرہ سے جلا وطن نہ کیا، تیار کے یہودی 'اہل ذمہ' تھے جنہوں نے مسلمانوں سے جزیرہ دینے پر صلح کی اور ان سے جنگ نہ کی، اور وادی القریٰ کے یہودیوں کی جلا وطنی کو ختم کر دیا گیا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے بموجب وہ وادی میں رہنے کا حق رکھتے تھے۔ واللہ اعلم ۵۵





# فصل دوم

- جنگ کی تیاری ،
- اصحاب حدیبیہ کے درمیان عام لام بندی ،
- حدیبیہ سے تعلق اختیار کرنے والوں کو ، فوج میں شامل کرنے سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ،
- مدینہ میں مسلمان اور فتنہ کالم ،
- مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے خیبر کی تیاری ،
- یہودیوں کا مسلمانوں کے خلاف غطفانیوں سے مدد طلب کرنا ،
- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غطفانیوں کے غیر جانبداری اختیار کرنے کی صورت میں خیبر کے پھلوں کی پیش کش کرنا اور ان کا انکار کرنا ،
- غطفانیوں کا یہود کو چھوڑ کر اچانک اپنے علاقہ میں واپس آنا ،
- دونوں متحارب قوتوں کے درمیان ہر چیز میں خونناک تقاوت ،
- خیبر کے دفاعی منصوبے میں یہود کے لیڈروں کے درمیان اختلاف ،
- ایک یہودی لیڈر کا مدینہ پر حملہ کرنے کی تجویز پیش کرنا ،

خیبر کی فتح کے متعلق اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں سے وعدہ ہم نے اپنی کتاب "صلح"

حدیبیہ میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ عنقریب خیبر کو فتح کر کے

بہت سے غنائم حاصل کریں گے، مشرکین مکہ کے ساتھ تاریخی صلح کے معاہدہ کے بعد، حدیبیہ سے واپس آتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی۔

وعدکم اللہ مغنم کثیرا تاخذونها فاجلکم هذا  
 کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنائم کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ جلد ہی دے دی یعنی فتح خیبر لے، یہی بات اصحابِ معاذی امیر نے بھی بیان کی ہے۔

یہ وعدہ الہی مسلمانوں کی تسلی اور ان کے عزائم کی مضبوطی کے لئے تھا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی، خیبر کے فتح ہونے اور اس کے وسیع سبزہ زاروں اور باغوں کے مال غنیمت ہونے میں شبہ نہیں ہوا، یہ ان کے اس ثبات و وقوف کا بدلہ ہے جو انہوں نے خوشحالی اور تنگدستی کے زمانے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑے ہو کر دکھایا، نیز اللہ تعالیٰ نے انہیں اس نفسیاتی تکلیف سے تسلی دینے کے لئے فتح خیبر کا وعدہ دیا جو انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شرط کے قبول کرنے کی وجہ سے پہنچی تھی جس کے بموجب انہیں حدیبیہ کے سال مسجد الحرام سے روک دیا گیا تھا،

**خیبر کی جنگ سے مسلمانوں کا خوش ہونا** | رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے صحابہؓ میں

خیبر پر حملہ کرنے کے لئے لام بندی کا اعلان کیا تو مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، کیونکہ وہ جہاد کے بہت آرزو مند تھے اور یہ وہ واحد راستہ ہے جس پر چل کر انسان شہادت پا کر اللہ تعالیٰ کے ہاں اعلیٰ درجات حاصل کر سکتا ہے۔

**تخلف اختیار کرنے والوں کو فوج میں قبول نہ کرنا** | ہماری پانچویں کتاب صلح حدیبیہ

میں بیان ہوا ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ جا کر عمرہ کرنے کا عزم کیا تو آپ نے تمام مسلمانوں سے جو شہرزد اور دیہات میں رہتے تھے مطالبہ کیا کہ وہ اس عمرہ

کے سفر میں آپ کی معاجزت اختیار کریں اور آپ نے منادی کو اس بات کے اعلان کرنے کا حکم بھی دیا، مگر باوجود اس بات کے، کہ اس زمانے میں مسلمانوں کی بہت کثرت تھی پھر بھی اس ندائے نبوی پر آپ کے تھوڑے سے وفادار صحابہ نے بیک کہا اور انہی چندہ لوگوں کے متعلق جبکہ وہ درخت سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کا اعلان فرمایا، فرماتا ہے،

لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة

ان چندہ لوگوں کی تعداد چودہ سو تھی۔ مگر منافقین مدینہ اور کمزور ایمان اعراب کی تعداد بہت تھی، انہی لوگوں کا نام اللہ تعالیٰ نے مختلف (مختلف اختیار کرنے والے) رکھا ہے۔ انہوں نے آپ کی مدد کی اور جس روز آپ نے عمرہ کی ادائیگی کے لئے اعلان کیا انہوں نے اس تاریخی سفر میں آپ کی معاجزت اختیار نہ کرنے کا فیصلہ کیا، کیوں کہ ان کے بیمار ذہنوں میں یہ بات راسخ ہو چکی تھی کہ اس سفر میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو، شدید پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور انہیں قریش کے ساتھ ایک جنگ بھی پیش آئے گی جو اس وقت مسلمانوں کے حالت جنگ میں تھے، جب ان منافقین کے اندر ایمان کی کوئی رمت موجود ہی نہ تھی تو مومنین صادقین کے برعکس، جنہوں نے اپنے نبی کی آواز پر لیک کہا اور متوقع خطرات کے باوجود آپ کے ساتھ جانے کا فیصلہ کیا، ان کے دلوں سے قربانی کرنے اور راہِ خدا میں خطرات پر سوار ہو جانے کا داعیہ ختم ہو گیا، ہم نے اپنی پانچویں کتاب صلح حدیبیہ میں بیان کیا ہے کہ مدینہ اور اعراب کے منافقین (اپنے آپ کو ان خطرات سے بچانے کے لئے جو عمرہ کے اس سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو پیش آنے والے تھے) مختلف جھوٹے حذکر کے سستی کرنے لگے اور ایمانی قافلے سے پیچھے رہ گئے۔۔۔۔۔ ان عذرات میں ایک یہ عذر بھی تھا کہ اہل دہال میں ان کی مشغولیت انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ اس سفر میں آپ کے ساتھ جائیں یہ ایک باطل عذر تھا جسے قرآن نے جھوٹا کہہ کر رد کر دیا ہے۔ فرماتا ہے،

سيقول لك المخلقون من الاعراب شغلنا اموالنا واهلونا

فاستغفر لنا يقولون بالسننهم ماليس في قلوبهم

یہاں ہم کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پیار دلوں کے ظنون کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ  
 بل ظننتم ان لن ينقلب الرسول والمؤمنون الى اهليهم ابدًا  
 ونان ذلك في قلوبكم ووظننتم ظن السوء وكنتم قومًا بولسًا  
 اس عدم نصرت اور بہاد سازی کے باوجود، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، انہیں ان کے حال  
 پر چھوڑ دیا اور ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی بلکہ انہیں مشہور بھی نہ کیا یہاں ہم کہ اللہ تعالیٰ  
 نے قرآن میں ان کے اس بُرے عقیدے کا ذکر کیا ہے،

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ، عمرہ کی ادائیگی کے لئے مدینہ سے چل پڑے  
 اور انہیں بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد سے ان کی تائید کی، اور وہ  
 سب سے بڑی ادبی، سیاسی اور عقائدی کامیابی حاصل کر کے صحیح سالم واپس لوٹے جیسا کہ ہم  
 نے اس سلسلہ کی پانچویں کتاب صلح حدیبیہ میں اس کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، حدیبیہ سے  
 مسلمانوں کی واپسی کے بعد، اور حدیبیہ کی تاریخی صلح پر دستخط کرنے کے بعد، ان کی ہیبت اور  
 ان کی حکومت کی عظمت بڑھ گئی، اور انہوں نے قریش کو اپنی ہیبت کے باعث انہیں تسلیم کرنے  
 اور معاہدہ صلح کرنے پر مجبور کر دیا جس کے بموجب یہاں تک جنگ موقوف ہو گئی جب رسول کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ میں خیبر پر حملہ کرنے کی تیاری کا اعلان کیا تو ان مختلف  
 اختیار کرنے والوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اگر اپنی اس شدید خواہش کا اظہار  
 کیا کہ وہ خیبر پر حملہ کرنے والے لشکر میں شامل ہونا چاہتے ہیں اور جہاد کے شرف میں مسلمانوں کے  
 ساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں لیکن حقیقت میں اس خواہش کے اظہار سے ان کا مقصد، شرف  
 جہاد کو حاصل کرنا تھا، جیسا کہ حضور علیہ السلام کے ان اصحاب کا تھا جنہوں نے عمرہ حدیبیہ  
 میں آپ کی مصاحبت اختیار کی تھی..... ان مختلفین کا مقصد، ان عظیم غنائم کے حصول  
 میں شریک ہونا تھا جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے خیبر میں مومنین سے کیا تھا، اور ان مختلفین کو  
 یہ یقین ہو گیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ اس جنگ میں لا محالہ کامیاب  
 ہوں گے، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو، ان مختلفین کے مقاصد کے متعلق بھی آگاہ کر دیا تھا  
 کہ جنگ خیبر میں انہوں نے شمولیت کے لئے جس رغبت کا اظہار کیا ہے اس کے مقاصد کیا  
 ہیں، ان کے مقاصد صرف مادی اور دنیوی تھے جو جہاد کی نیت اور راہِ خدا میں شہادت حاصل

کرنے سے بہت دُور تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنگ میں ان کی شرکت سے انکار کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی حقیقت کو واضح گمان کر دیا تھا اور اپنے نبی کو حکم دیا تھا کہ وہ انہیں خیبر پر حملہ کرنے والے لشکر میں شمولیت کرنے سے روک دیں۔  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَى مَفَاظِمٍ لتَأْخُذُوا حُرُوبًا تَتَّبِعُونَ  
 مِيرَادُونَ إِنْ يَسْأَلُوكُمُ الْفِتْنَةَ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَلِكَ قَالَ اللَّهُ مِنْ  
 قَبْلُ فَيَقُولُونَ بَلْ تَحَدُّونَا بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

اس حکم الہی کو نافذ کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ خیبر میں یہودیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آپ کے ساتھ اصحابِ شجرہ ہی شریک ہو سکیں گے جو حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے اور ان کی تعداد چودہ سو تھی، اور جو لوگ حدیبیہ سے پیچھے رہ گئے تھے جب وہ جنگِ خیبر میں شرکت کی اجازت حاصل کرنے کے لئے آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں فرمایا اگر تم جہاد کی رغبت کے باعث میرے ساتھ جانا چاہتے ہو تو چلو اور اگر غنیمت حاصل کرنے کی نیت ہے تو ایسا نہیں ہوگا، اور سیرۃ حلبیہ میں ہے کہ آپ نے منادی کا اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جو لوگ حدیبیہ کے سال پیچھے رہ گئے تھے اور وہ خیبر کی طرف خروج کرنے میں آپ کے ساتھ جانے کی خواہش رکھتے ہیں انہیں خیبر کی فنائم سے کچھ نہیں ملے گا، معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس اعلان سے یہ مقصد تھا کہ ان مخالفین کا امتحان لیا جائے اور ان میں سے جھوٹے ادب سے کی پہچان کی جائے، انہوں نے اس تاریخی سفر میں جو عملاً خطرات سے گھرا ہوا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ کر ثابت کر دیا کہ وہ ایمان و یقین کے اس معیار پر نہیں ہیں جو انہیں خوشحالی اور تنگدستی اور خوشدلی اور نا پسندیدگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑا ہونا ضروری قرار دے، یہ بات بغیر کسی شک و شبہ کے واضح ہے کہ حدیبیہ کے سال ان کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہنے کا باعث فقط یہ خوف تھا کہ اس سفر میں مسلمانوں کو قریش کے ساتھ ایک تباہ کن جنگ پیش آئے گی اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو اس طرف لگایا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہیں مگر جب انہیں یقین ہو گیا کہ بغیر کسی تاوان کے

انہیں غنیمت حاصل ہوگی تو وہ اس سفر میں ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گئے یہ صفات ان موقع پرستوں کی ہوتی ہیں جو منافقین کے باطنی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ لوگ ان کے پیشرو تھے یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی بجی خواہش کے بغیر ان کو خیر بر حملہ کرنے والے لشکر میں شامل ہونے سے روک دیا اور اس کی سچائی کی دلیل صرف یہ ہوگی کہ جب وہ خیر کے بیویوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہو گا تو اس کا غنیمت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔۔۔۔۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح طور پر ان مختلفین کو یہ بات پہنچا دی کہ آپ نے ان کو حدیبیہ کے سال مختلف اختیار کرنے پر ملامت کرنے کی وجہ سے خیر جانے والے لشکر میں شامل ہونے سے روکا ہے اور اس شخص کے لئے جس کی اللہ تعالیٰ نے اصلاح کر دی ہو، یہ بات بطور آزمائش کے بھی ہے، ہمارے علم کے مطابق ان مختلفین میں سے کسی ایک آدمی نے بھی اس بات کو قبول نہ کیا کہ غنیمت میں اس کے حصے کو ساقط کر دیا جائے اور وہ مخلصانہ رنگ میں جہاد کی نیت سے جیش نبوی میں شامل ہوا ہو،۔۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ خیر کے معرکوں میں اصحاب شجرہ کے سوا، جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے اور جن کی تعداد چودہ سو تھی اور کوئی آدمی شامل نہیں ہوا،

## جیش میں عورتوں کی شمولیت

ہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے صحابہ کی بیسی عورتوں کو

جانبازوں کی مدد کے لئے زخمیوں کو پانی پلانے اور جنگ کے دوران کھانا وغیرہ پکانے کے لئے فوج کے ساتھ جانے کی اجازت دی ان مستورات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپھی حضرت صفیہ، حضرت ام سلیم، حضرت ام عطیہ انصاریہ اور حضرت ام عمارہ شامل تھیں، ان میں سے ایک عورت کی روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ، کچھ عورتوں نے آپ کے ساتھ خروج کا ارادہ کیا ہے ہم مقدور پھر مسلمانوں کی مدد کریں گی، تو آپ نے فرمایا اللہ کی برکت سے شامل ہو جاؤ یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ یہ سب عورتیں حدیبیہ میں موجود نہ تھیں لیکن انہیں مختلفین میں بھی شمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس سفر میں صاحبیت رسول کا حکم ان کے لئے نہ تھا بلکہ صرف مردوں کے لئے تھا۔۔۔۔۔ ان کو مختلفین میں شمار نہ ممکن ہی نہیں۔۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے غزوہ خیر میں انہیں شمولیت اختیار

کرنے سے نہیں روکا، اس جنگ میں آپ کی بیویوں میں سے آپ کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں،

**صحیح جمہوریت کا نمونہ** | اب مدینہ میں صرف وہی یہودی باقی رہ گئے تھے جو بنی قریظہ کے غداروں کے ساتھ شامل نہ

تھے اور نہ ہی یہ سزا یافتہ تھے کیونکہ غداروں میں ان کا کوئی ہاتھ نہ تھا..... یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جلا وطن کرنے، قتل کرنے اور نہ ہی قید کرنے کی سزا دی اور یہ لوگ مدینہ میں مسلمانوں کے تحفظ میں آزادانہ طور پر زندگی بسر کرتے رہے، مگر مسلمانوں کے اس عادلانہ سلوک کے باوجود بھی ان کی خواہشات یہودی خیبر کے ساتھ ہی تھیں بلکہ لوگ مدینہ کے اندر اعلانیہ طور پر اپنی بیعتیں اور تعصب اختیار کرنے سے بھی نہ ڈھے، واقعہ ہی اپنی کتاب المغازی جلد ۱ ص ۶۳ پر بیان کرتا ہے کہ بنی قریظہ کی تادیب کے بعد مدینہ کے بقیہ یہودی مسلمانوں کے تحفظ میں ہے لیکن جب انہیں یہ پتہ چلا کہ مسلمان خیبر سے جنگ کرنے کے لئے تیار کر رہے ہیں تو ان پر یہ بات شاق گزری، کیونکہ انہیں یقین تھا کہ خیبر پر مسلمانوں کے قابض ہوجانے کا مقصد جزیرہ میں داخل یہودیوں کے وجود کا خاتمہ ہے..... پس یہودی خیبر کے متعلق ہمدی اور خیبر پر حملہ کرنے کے عزم کی وجہ سے مسلمانوں پر بلا لگانے کے اظہار میں انہوں نے کسی چیز کو مانع نہ پایا۔

**یہود کا مسلمانوں کو تنگ کرنا** | یہود بڑے صاحب ثروت لوگ تھے اور مسلمان بالی مکہ مدی کی وجہ سے ان

سے قرض لیتے تھے، مسلمانوں میں سے کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا جو مدینہ کے کسی یہودی کا مقروض نہ ہو، یہودیوں نے، یہودی خیبر کے مفاد کے لئے اس بات سے فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کو جنگ روکنے کے لئے فوراً یہ مطالبہ شروع کر دیا کہ وہ اپنے قرضوں کی تادیب اعلانی کریں، واقعہ ہی المغازی جلد ۱ ص ۶۳ پر بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی جو کپ کے ساتھ جنگ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جب ہم نے خیبر جانے کے لئے تیاری کر لی، تو مدینہ کے تمام یہودیوں نے، جس میں مسلمان سے کچھ لینا تھا اس کا مطالبہ شروع کر دیا۔ ابو ثمام (ایک یہودی تھا) نے عبداللہ بن عدواسلی سے جو کے پانچ درہم لینے تھے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے خریدے تھے، اس نے عبداللہ سے مطالبہ کیا تو اس نے جواب دیا کہ مجھے کچھ بہت دو، مجھے امید ہے کہ میں انشاء اللہ تمہارا قرض لو اور لوں گا،

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے وعدہ کیا ہے کہ وہ خیبر میں انہیں مالِ غنیمت دے گا، عبداللہ بن ابی  
 حدردان لوگوں میں شامل تھا جو حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے، اس نے ابوشم سے کہا ہم حجاز کے  
 سبزہ زار یعنی خیبر کے طعام اور اموال کی طرف جا رہے ہیں، ابوشم نے حسد اور سرکشی اختیار کرتے ہوئے  
 کہا تمہارے خیال میں خیبر کی جنگ اس طرح ہوگی جس طرح تم اعراب کے ساتھ کرتے ہو، وہاں پر  
 دس ہزار جانا بادیوں میں، ابن حدردان نے کہا انہی خدا کے دشمن تو ہیں، ہمارے دشمن سے ڈرانا ہے حالانکہ تو  
 ہماری پٹا اور حفاظت میں ہے خدا کی قسم میں تجھے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا  
 پھر میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے سنا کہ یہ یہودی کیا کہتا ہے،  
 اس کے بعد میں نے آپ کو وہ بات بتائی جو ابوشم نے کہی تھی، آپ بات سن کر خاموش ہو گئے اور  
 اُسے کچھ جواب نہ دیا، مگر میں نے آپ کو لب ہلاتے دیکھا لیکن اور کوئی بات نہ سن سکا، یہودی نے  
 آپ سے کہا اے ابوالقاسم اس شخص نے مجھ پر ظلم کیا اور میرے حق کو روکا اور میرا کھانا لے لیا، آپ  
 نے فرمایا اس کا حق ایسے دے دو، عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے باہر آ کر اپنا ایک کپڑا تین درہم میں فروخت  
 کر لیا اور اس کا بقیہ حق بھی کسی سے رقم لے کر آ کر لیا اور دو سو سے کپڑے کو میں نے پہن لیا، میرے  
 پاس ایک عمامہ تھا جس سے میں گرمی حاصل کرتا تھا، دو سو کپڑا مجھے سلمہ بن اسلم نے دیا تو میں دو کپڑوں  
 میں مسلمانوں کے ساتھ نکلا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مالِ غنیمت دیا، مجھے غنیمت میں ایک ایسی عورت  
 ملی جو ابوشم کی رشتہ دار تھی میں نے اُسے مال کے عوض اس کے پاس فروخت کر دیا۔

**لمحہ فکریہ** | کسی مصنف انسان کے لئے (خواہ وہ کسی بھی دین و مذہب سے تعلق رکھتا ہو) ممکن ہی نہیں کہ وہ اس واقعہ پر غور و فکر کئے بغیر آگے گزر

جاتے تاکہ وہ عدل و حریت اور صحیح جمہوریت کی مزید روشن مثالوں کو دیکھ سکے حتیٰ کہ ان لوگوں کے  
 ساتھ بھی جو دینِ اسلام کے پیروکار نہیں، اور یہ وہ بات ہے کہ جس کی انتہا کو دنیا کا کوئی قانون اس  
 وقت تک نہیں پہنچا، یہ ابوشم یہودی، اسلام کے احکام کے تحت اس کی حکومت کے زیر سایہ رہ رہا  
 تھا جس نے اُسے کامل آزادی دے رکھی تھی کہ وہ دارالاسلام میں رہتے ہوئے اور اس کی حکومت  
 کے تحت، ایسے حالات میں جو مسلمانوں کے لئے ہنگامی اور جنگی حالات تھے۔  
 تعصب کی حد تک خیبر کے یہودیوں کی تائید اور ہمدردی کرے حالانکہ وہ ان مسلمانوں کے ساتھ جنگ

۱۰۰ جنگ میں قیدی بنانے کے متعلق اسلامی نقطہ نظر کی تفصیل ہماری کتاب غزوة بنی قریظہ ص ۲۸۳ زیر عنوان اسلام اور غلامی  
 میں دیکھیے۔



کزیوالے دشمن تھے، جن کی حکومت کے زیر سایہ ابد ماتحتوں میں ابو شخم رہ رہا تھا اور وہ اُسے جزیرا دینا چاہتے، دے سکتے تھے اور اسے کوئی بھی بچا نہ سکتا تھا، لیکن ہوا کیا؟ اس یہودی نے، ان مسلمانوں کی فوج کا مذاق اڑایا جن کی حفاظت اور حکومت کے ماتحت یہ رہ رہا تھا اور خیبر کے یہودیوں کی فوج کو بڑا طاقتور قرار دیا اور مسلمانوں پر ان کے فتح پانے کی تمنا کی، اور ان کی تعداد اور تیاری سے انہیں ڈرایا یہاں تک کہ اس نے ایک مسلمان فوجی کو غصہ دلا دیا اور جب اس سپاہی نے اس کا معاملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا تو آپ نے اس یہودی کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی بلکہ شکایت کرنے والے سپاہی کو حکم دیا کہ اس یہودی کا قصہ ادا کر دو، کیا اس دور کے جمہوریت کے دعویدار (خواہ وہ مشرقی ہوں یا مغربی) اپنے عقیدہ اور مذہب کے مخالف کے ساتھ جوں کی حکومت کے ماتحت رہ رہا ہو اس قبیلے سے سلوک کر سکتے ہیں جیسا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو شخم یہودی کے ساتھ کیا، خصوصاً اس حالت میں جب اس مخالف نے ابو شخم کی طرح کا جرم بھی کیا ہو،

میں خیال بھی نہیں کر سکتا (خصوصاً اشتراکی بلاک کے جمہوریت کے دعوے داروں سے) کہ وہ اپنے مخالف کے ساتھ اس قسم کا شریفانہ سلوک کر سکیں گے جیسا سلوک اسلام کے حکیمانہ نظام نے اس یہودی سے کیا ہے،

## میرٹھ کے یہودی اور مسلمانوں کی جاسوسی

یشرب کے یہودیوں نے صرف یہودی خیبر

کے لئے ہمدردی اور تعصب کا اظہار ہی نہیں کیا، بلکہ انہوں نے خیبر کے یہودیوں کے لئے جاسوسی کی بھی جرأت کی، انہوں نے ایشع قبیلے کے ایک بدو کو کرائے پر حاصل کر کے خیبر کے یہودیوں کی طرف، اسلامی لشکر کی مزید معلومات دے کر بھجوا دیا اور ان سے مسلمانوں کے سامنے ڈٹ جانے کا مطالبہ کیا، یہ جاسوس، اسلامی فوج کی گشتی پارٹی کے ہتھے چڑھ گیا جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔ انشاء اللہ،

جنگِ خیبر میں  
پوشیدگی سے کام لینا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (جیسا کہ اکثر دُرد کی جگہوں میں آپ کا دستور تھا) جنگِ خیبر میں تدبیر سے کام نہیں لیا بلکہ

اعلانہ عام تیاری کی اور لوگوں کو بتایا کہ آپ خیر سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور شاید رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تاریخی حملوں کے بعد، جو آپ نے پڑوسی بیت پرست اعراب پر کر کے ان کی شوکت کا نشانہ نکال دیا، ان کی وجہ سے مسلمان مدینہ میں کسی حملہ سے بے خوف ہو کر زندگی بسر کر رہے تھے..... اور اب مسلمان جو خیر پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوئے تو یہ کوئی راز نہ تھا جسے چھپایا جاتا، کیونکہ خیر کے یہودی (جب انہوں نے احزاب سے ساز باز کر کے ہجرت کے چوتھے سال مدینہ پر ناکام قحطی کا لہرہ کیا تھا) توقع رکھتے تھے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کو خیر میں ان کے گھروں میں منتقل کر دیں گے اس لئے وہ مسلح دستے کھڑے کر کے اور قلعوں کو مضبوط کر کے اور انہیں متوقع حملے کے پیش نظر بھڑو، جنگ کی تیاری کر رہے تھے، نیز صلح حدیبیہ سے مسلمانوں نے قریش کی جانب سے سکون پایا تھا، اور یہ امر مستبعد نہیں کہ یہودیوں نے حبش نبوی کی نقل و حرکت کو دیکھنے کے لئے ان راستوں پر جو مدینہ کی طرف سے خیر کو جاتے ہیں جا سوس بھیجے ہوں اور بالفصل یہ بات ہوتی بھی اس کی تفصیل آئندہ آئے گی انشاء اللہ،

## یہود کا فتنہ کالم - منافقین

خیر کے یہودیوں کو اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ وہ جا سوسوں کو

مدینہ بھیجیں کہ وہ وہاں کے حقیقی موقف کی خبر ان تک پہنچائیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کب اور کیسے اپنی فوج کے ساتھ مارچ کرنے کا عزم رکھتے ہیں، پس باطنی منافقین جو بظاہر مسلمان بنے ہوئے تھے اور مسلمانوں کے درمیان رہتے تھے، وہ مدینہ میں مسلمانوں کی صفوں میں رہتے ہوئے خیر کے یہودیوں کے لئے فتنہ کالم کے طور پر کام کرتے تھے، یہ منافقین (آفتاب اسلام کے طلوع سے لے کر اس کی شعاعیں مدینہ پہنچنے تک) مدینہ میں یہودیوں کے ساتھ مل کر، اسلام اور مسلمان دشمنی میں ایک قومی محاذ بنے ہوئے تھے یہودی، مسلمانوں کے ساتھ کھلی کھلی دشمنی رکھتے تھے اور منافقین ان یہودیوں کے پیچھے ایک خفیہ مددگار طاقت تھے..... جو انہیں مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے براہ کھینچتے کرتے اور ان کے بازو مضبوط کرتے بلکہ اگر ممکن ہوتا تو کھلم کھلا ان کی ادبی اور مالی امداد کے لئے دستِ تعاون بھی دراز کرتے اور اگر کھلم کھلا مدد کرنا ممکن نہ ہوتا تو خفیہ طور پر مدد دیتے، منافقین کے اس فتنہ کالم نے جب تک ان کا وجود مدینہ میں رہا

یہودیوں کے ساتھ موافقت کر کے، مسلمانوں کے لئے بہت سی پریشانیاں اور الجھنیں پیدا کر دیں، تاریخ باقی ہے کہ جب بھی مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان کوئی اختلاف رونما ہوا، کس طرح ان منافقوں نے یہود کی تائید اور ہمدردی کی، اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ منافقین کس طرح بنو قینقاع کے یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف تہرہ و سرکشی اختیار کرنے اور حملہ کرنے کے لئے اکساتے تھے، اور کس طرح انہوں نے بنی نضیر کے یہودیوں کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباہ و جلا وطنی کے متعلق یہ ترفیہ دی کہ وہ اس کو قبول نہ کریں اور جب یہودیوں نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تادیب کے لئے ان کا محاصرہ کر لیا اور تقریباً نصف ماہ کے مسلسل محاصرہ کے بعد، ان یہودیوں نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے..... اور ان منافقین کے فتنہ کامل کی شدید گہراہٹ اس موقع پر مخفی نہ رہ سکی اور بنو قینقاع کے یہودیوں کے انجام پر، جن کا متمرّد اور عہد شکن غداروں کی طرح موت انتظار کر رہی تھی جو بالجبر اطاعت پر مجبور ہوئے تھے، ان کی گہراہٹ اور خوف پر شدیدہ زبرہ سکا، بنو قینقاع کے انجام پر سب سے زیادہ گہراہٹ اور خوف ان منافقین کے سردار، عبداللہ بن ابی بن سلول کو ہوا، جسے خوف نے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور یہ اتہاس کرے کہ آپ ان یہودیوں کے خون کی حفاظت کریں، یہ منافق، خرمج کے سرداروں میں سے تھا اور ان یہودیوں کا حلیف تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کی درخواست پر ان یہودیوں کے خون معاف کر دیئے، اس نے اپنی درخواست میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور تک کرنے کی حد تک سفارش پر زور لگایا، جب اس نے دیکھا کہ آپ اس کی درخواست کو قبول نہیں کر رہے تو اس نے آپ کی زدہ کو پکڑ کر کہا خدا کی قسم جب تک آپ میرے حلیفوں سے خون سلوک نہیں کریں گے میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، اس پر آپ نے اسے فرمایا جو تو کہتا ہے اس کے مطابق ان سے سلوک کیا جائے گا،

بنو نضیر اور فتنہ کامل

ادشاید منافقین کے فتنہ کامل اور ان کے دوست یہودیوں کے درمیان، قربت اور ہمدردی

کاسب سے نمایاں کردہ ہے جن منافقین نے بنی نضیر کے یہودیوں کے فتنہ کے واقعات میں دکھایا، جو عبداللہ بن ابی اور اس کی جاسوس باطنی پارٹی کے دوست خیال کئے جاتے تھے جب

ساکش قتل کے انکشاف کے بعد، جوان یہودیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے کی تھی، آپ نے دینہ میں یہودیوں کا محاصرہ کیا، تو قریب تھا کہ یہ یہودی اس اتباہ جلا وطنی کو قبول کر لیتے جو آپ نے انہیں کہا تھا، مگر ففتہ کالم کے لیڈر عبد اللہ بن ابی بن سلول نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ مسلمانوں کے سامنے ڈٹے جو اور ان کا نشانہ کو قبول نہ کرو نیز اس نے ان سے یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ اداس کی باطنی پارٹی اور ان کے بستہ برست صیغہ مسلمانوں کی لغت میں، ان کے ساتھ ہوں گے جب بنو نضیر کے یہودیوں کی مقلدیت جو اب دے گئی اور انہوں نے مسلمانوں کی عائد کردہ شرط جلا وطنی کو قبول کر لیا اور یہ یہود خیبر میں آکر اپنے بھائیوں کیساتھ رہنے لگے تو بھی دینہ کے منافق دوستوں کے ساتھ ان کے مضبوط تعلقات قائم رہے اور یہ منافقین، مسلمانوں کی صفوں کے اندر، خیبر کے یہودیوں کے لئے ففتہ کالم کی کارروائی کرنے لگے اور مسلمانوں کی جاسوسی کرنے لگے اور مسلمانوں کے ان رازوں کو خیبر میں منتقل کرنے لگے جن کو جاننے کے لئے یہود بے چین تھے،

منافق سردار نے مسلمانوں کے  
جنگ کے متعلق یہود کو خبر دی

اور اس کا سب سے بڑا  
ثبوت یہ ہے کہ جب  
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے خیبر پر حملہ کرنے کا عزم کیا تو عبد اللہ بن ابی نے بسرعت تمام خیبر کے یہودیوں کو اس کے متعلق اطلاع دے دی اور ان سے کہا کہ وہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں اور حفاظتی تدابیر اختیار کر لیں، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ مسلمانوں کی فوج کی کمزوری اور یہودی افواج کی قوت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے لگے، یہ بات اس ارجنٹ خط میں پائی جاتی ہے، جسے عبد اللہ بن ابی نے اپنے ایک مددگار کو دے کر خیبر میں بھیجا، اس خط کا مضمون یہ تھا۔

” محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری طرف آنے والے ہیں اپنے بچاؤ کی تدابیر کر لو اور اپنے اموال کو، اپنے قلعوں میں داخل کر لو، اور آپ سے جنگ کے لئے میدان میں آ جاؤ اور ان سے بالکل خوفزدہ نہ ہو، تمہاری تعداد بہت ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قوم بہت مقوی ہے اور بے ہتھیار ہے ان کے پاس صرف تھوڑے سے ہتھیار ہیں۔“

سیرۃ علیہ السلام

## مقابلہ کیلئے یہودی تیاری

خیر کے یہودی، جب سے غزوة اعراب میں ناکام ہوئے تھے کیونکہ یہ غزوة ہجرت کے چوتھے سال یہود کے اشارے اور تدبیر سے ہی ہوا تھا۔ انہیں توقع تھی کہ مسلمان ایک بھر گیر حفاظتی جنگ کے ذریعہ ان کی گوشمالی کے لئے ضرور کھڑے ہوں گے اس لئے وہ عموماً مقابلہ کے لئے تیاری کرتے رہتے تھے مگر انہیں قطعی طور پر یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جنگ کے لئے کب مارچ کریں گے، ہاں انہیں اپنے منافق کارندوں کے ذریعہ مسلمانوں کی طاقت کے متعلق دقیق تفصیل معلوم ہو چکی تھی اور انہوں نے وسیع پیمانے پر مقابلہ کے لئے تیاری شروع کر دی تھی، انہوں نے اپنی تمام فوجی طاقتوں کو جمع کر لیا اور جنگ کے مقابلہ کے لئے ضروری اقدامات بھی کر لئے، یہود خیر کی مسلسل جنگی تیاریوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ باوجود مسلمانوں پر ہر طرح کی مادی برتری کے ان کا اساسی منصوبہ صرف دفاعی تھا، مزید یہ کہ ان کے مضبوط اور مستحکم قلعوں نے انہیں مزید قوت و طاقت بخش دی تھی، انہوں نے تمام اگلے قلعوں کو غورتوں اور بچوں سے خالی کر دیا، انہیں بچھلے قلعوں میں بھجوا دیا، محاذ آرائی کے منصوبے کے فیصلے کے بموجب جب مسلمان قلعوں کی فرنٹ لائن کو تباہ کر دیں تو بچھلے قلعے دوسری دفاعی لائن ہوں، انہوں نے ان قلعوں میں مسلح دستوں کے سوا کسی کو رہنے کی اجازت نہ دی، قلعوں کے میدان اور برج مسلح جوانوں سے بھرے ہوئے تھے اس طرح انہوں نے دوسری دفاعی لائن میں غذائی مواد کا بڑا ذخیرہ منتقل کر دیا تاکہ متوقع محاصرے کے وقت ان کے کام آئے۔

## بمنصوبہ بندی سے ، قائدین یہود کا اختلاف

یہودی قائدین نے جب محسوس کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ ان کی طرف چل پڑے ہیں تو انہوں نے ایک فوجی میٹنگ بلائی جس میں اسلامی فوج کے مقابلہ کے لئے بہترین منصوبوں پر تبادلہ خیال کیا، اس بحث کے دوران، یہود کے لیڈر میں گروپوں میں تقسیم ہو گئے، ایک گروپ کی رائے یہ تھی کہ یہودی قلعہ بند ہو کر، فصیلوں کے پیچھے سے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں اور اس کی دلیل وہ یہ دیتے تھے کہ اس سے مسلمان بالآخر تنگ آکر،

معاشرہ چھوڑ دیں گے اور قلعوں کی مضبوطی اور ان میں جاننازوں کی موجودگی کی وجہ سے ان میں داخل نہ ہو سکیں گے، دوسرے گروپ کی رائے یہ تھی کہ خیبر کے یہودی قلعوں کے باہر، میدان میں مسلمانوں کا مقابلہ کریں اور قلعہ بند ہونے کی بجائے، مسلمانوں سے فیصلہ کن جنگ کریں، دوسرے گروپ کا لیڈر حارث تھا جس کا لقب ابو زینب تھا اور وہ مشہور شہسوار و حرب کا بھائی تھا اور وہ دونوں قبیلہ عمیر سے تعلق رکھتے تھے، ابو زینب نے اپنے لفظہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ جو لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلہ میں قلعہ بند ہوئے، وہ ان کے مقابلہ میں ٹھہرنے کے اور انہیں ان کا حکم ماننا پڑا، جن میں سے کچھ قید ہوئے اور کچھ باندھ کر قتل کر دیئے گئے پھر ابو زینب نے اپنے لیڈر ساتھیوں کو اپنے جرات مندانہ نظریہ کو قبول کرنے پر راضی کرنے کے لئے قلعوں سے باہر مسلمانوں کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کے فوائد کو مفصل طور پر بیان کیا مگر لیڈروں نے اس کی تجویز کو رد کر دیا اور اس کا کوئی جواب نہ دیا اور قلعہ بند ہو کر فیصلوں کے پیچھے سے مسلمانوں کے مقابلہ کی تجویز کی تائید کی اور کہنے لگے اے ابو زینب! ہمارے قلعے ان قلعوں کی طرح نہیں ہیں، یہ قلعے مضبوط اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہیں پھر انہوں نے ابو زینب کی مخالفت کی۔

تیسرے گروپ کی تجویز حارث ابو زینب سے بھی بڑھ کر جرات مند تھی، اس کی تجویز یہ تھی کہ خیبر کے قلعوں سے باہر مسلمانوں سے ملاقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ میدان میں جا کر ان سے جنگ کی جائے اور خیبر کی طرف مایع کرنے سے قبل ہی ان کو وہیں پر مارا جائے، اس گروپ کا لیڈر سلام بن مشکم نضری تھا جو خیبر میں موجود یہودی فوجوں کا سالار عام تھا اور جسے اس دور میں یہود کا جنگ باز کہا جاتا تھا،

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ سلام بن مشکم نے اپنی ایک میٹنگ میں (جی بی بن اخطب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جس کی وجہ سے یثرب کے یہودیوں اور خصوصاً بنی قریظہ پر معیبت نازل ہوئی) کہا یہ سب کارروائی جی بی بن اخطب کی ہے جس نے ہمیں سب سے پہلے منحوس بنایا اور ہماری رائے کی مخالفت کر کے ہمیں اپنے اموال اور ہمارے شرف سے محروم کیا اور ہمارے

سے ابو زینب، نام کے دروازے کے پاس مبارکت میں قتل ہوا، یہود کے حکیم لیڈروں میں سے یہ پہلا مقتول تھا جسے حضرت علی بن ابوطالب نے قتل کیا تھا اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ اسے حضرت ابو جہاد نے قتل کیا تھا۔

جائیوں کا قتل کیا (یعنی بنی قریظہ کو، جنہیں جیسی بن اخطب نے دھوکہ دیا اور انہوں نے مسلمانوں سے عہد شکنی کی) اور قتل سے بھی سخت تر یہ بات ہے کہ اس نے ہمارے بچوں کو قید کر لیا، حجاز میں یہودی کبھی بھی کھڑے نہ ہو سکیں گے اور نہ ہی یہود کا کوئی ارادہ ادا کرنے ہوگی، انہوں نے کہا اے ابو عمر دتیری کیا رائے ہے؟ (ابو عمر اس کی کنیت تھی) اس نے جواب دیا تمہیں میری رائے سے کیا، تم تو اس کے ایک حرف پر عمل نہیں کرتے؟

## پیشہ جنگ کا نظریہ

کنانہ نے کہا (میرے خیال میں یہ ابن ابی العقیق ہے) یہ ناراضگی کا وقت نہیں، بات جہاں

سبک پہنچ چکی ہے آپ اُسے دیکھ رہے ہیں اس نے جواب دیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یثرب کے یہودیوں سے فارغ ہو چکے ہیں اور اب وہ تمہاری جانب آرہے ہیں اور تمہارے صحن میں اتر کر تم سے وہی کچھ کرنے والے ہیں جو کچھ انہوں نے بنی قریظہ سے کیا ہے، انہوں نے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے، اس نے جواب دیا، ہم خیبر کے یہودیوں کے ساتھ اسس کی طرف چلیں گے ان کی تعداد کافی ہے اور ہم تیمار اور فدک اور وادی القریہ کے یہودیوں کو بھی ساتھ لے لیں گے اور ہم کسی عرب سے مدد نہیں لیں گے، تمہیں معلوم ہی ہے کہ غزوة خندق میں، عربوں نے تمہارے ساتھ کیا کیا تھا حالانکہ تم نے انہیں خیبر کی کھجوروں کے دینے کی شرط کی تھی، انہوں نے عہد شکنی کر کے تمہیں چھوڑ دیا اور واپسی پر انہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اوس اور خزیمہ کی کچھ کھجوریں طلب کیں حالانکہ نعیم بن مسعود وہ شخص ہے جس نے ان کے ساتھ مل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق جیلہ کیا تھا، پھر سلام بن مشکم نے، خیبر کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مارچ کرنے سے قبل، ان کے ساتھ مدینہ میں جا کر جنگ کرنے کی دعوت کو دہراتے ہوئے کہا کہ پھر ہم اس کے (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) صحن میں جا اتریں گے اور پرانے اور نئے کنبے کے ساتھ جنگ کریں گے، یہود کے قائدین کی اکثریت سلام بن مشکم کی رائے کی طرف یہ کہتے ہوئے مائل ہو گئی کہ اصل رائے تو یہی ہے، لیکن یہودیوں کے بادشاہ (کنانہ بن ابی العقیق) نے سلام بن مشکم کے نظریہ کی مخالفت کی اور کہا میں نے عربوں کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف بڑے سخت پایا ہے اور ہمارے قلعے بھی یثرب کے قلعوں کی طرح نہیں، اور معلوم ہوتا ہے کہ محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری طرف کبھی مارچ کر کے نہیں آئیں گے، ابوالحقیق کے معارضہ پر مسلم بن مشکم نے ناراض ہو کر ادرکنانہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، یہ شخص اس وقت تک نہیں لڑے گا جب تک اس کی گردن سے نہ پکڑا جائے گا اور ایسے ہی ہوا، (کنانہ اور تمام یہودی لیڈر جنگ خیبر میں قتل ہوئے)

**خیبر کا نجدی اعراب کا مدد طلب کرنا**

خیبر کے یہودیوں کو، اپنے منافق ایجنٹوں اور یہود مدینہ سے جو

معلومات حاصل ہوئیں ان سے پتہ چلتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے، اس پر خیبر کے یہودیوں نے اپنے قدیم دوستوں اور پڑوسی اعراب نجد سے مدد طلب کرنے میں جلدی کی اور بُت پرست قبائل میں، اپنے لیڈروں کا وفد دورہ کرنے کے لئے بھیجا تاکہ جیش نبوی کے مقابلہ میں ان سے مدد طلب کی جائے کیونکہ دونوں فریق، اُسے اپنا مشترکہ دشمن سمجھتے تھے، یہ وفد چودہ آدمیوں پر مشتمل تھا جس کے لیڈر کنانہ بن ابی الحقیق، خیبر کا نیا بادشاہ اور ہودہ بن قیس الواصلی تھے، ہودہ یہود کے سرکردہ لیڈروں میں تھا، اس وفد نے غطفان کے بُت پرست قبائل کا دورہ کیا اور ان سے مدد طلب کی، غطفان نے مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے اس وفد کو بہت بڑی فوج سے مدد دی، جو خیبر کے یہودیوں سے رابطہ رکھتی تھی،

**یہودیوں کے ساتھ اعراب کا، خیبر میں پڑاؤ ڈالنا**

ان بُت پرست قبائل نے، یہود کے مطالبہ کے قبول کرنے میں ذرا بھی تردد سے کام نہ لیا خصوصاً غطفان

اور بنی اسد نے، انہوں نے عینیہ بن حصن الغزالی کی قیادت میں، اپنے آدمیوں کے کئی دستے، یہود کی مدد کے لئے غطفان کے قبائل میں بھیجے اور طلحہ بن خویلد کو بنی اسد میں بھیجا، اس طرح انہوں نے یہود کی مدد کے لئے چار ہزار جانباڑوں کو تیار کر کے بھیجنے کا وعدہ بھی کیا، ان دستوں کے آدمیوں نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ ان کے قلعوں میں رابطہ کیا، تاکہ جب مسلمان ان پر حملہ کریں وہ ان قلعوں کے دفاع کی ذمہ داری میں ان کے ساتھ شریک ہو سکیں، کسی مورخ نے غطفان اور بنی اسد کے ان آدمیوں کی تعدد بیان نہیں



کی جنہوں نے شروع شروع میں یہود کے ساتھ ان کے قلعوں میں رابطہ کیا، لیکن اس بات کا قوی احتمال ہے کہ ان کی تعداد ایک ہزار جانبازوں سے کم نہ تھی، اس طرح ان کی فوجوں کی تعداد جو مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے قلعہ بند تھیں گیارہ ہزار سے کم نہیں ہو سکتی اور مسلمان جانبازوں کی تعداد صرف چودہ سو تھی، مسلمانوں کے لئے ان فوجوں کا مقابلہ کرنا میدان میں پڑے ہوئے، اس قلعہ بند خوفناک کثیر تعداد پر جو مضبوط فصیلوں کے پیچھے تھی غالب آجانا صحیح معنوں میں ایک معجزہ تھا،

**بنو مزہ کا**  
**یہودیوں کی امداد سے انکار کرنا**

عطفان اور بنی اسد کے قبائل نے، خیبر کے یہودیوں کی پکار کے جواب میں، اپنے دو بڑے سرداروں

عینیہ بن حصن الغزلی اور طلحہ بن عطلید کی قیادت میں اپنی فوجوں کو، ان کی مدد کے لئے بھیجا، مگر بنو مزہ بخدی نے، یہود کی بات کو ملتے سے انکار کر لیا اور ان کی طرف ایک آدمی کو بھی نہ بھیجا،..... انہوں نے یہ اقدام اپنے سردار، حارث بن عوف ثمری کے مشورہ کے مطابق کیا، اس نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ خیبر میں یہود کی مدد کر کے انہیں میں نہ پڑیں، جیسا کہ وہ احتساب کے اس ناکام حملے میں انہیں میں پڑ گئے تھے جو انہوں نے یہود اور بت پرستوں کے معاہدہ کے مطابق مسلمانوں پر کیا تھا، بنو مزہ کے اس سردار نے اپنی دانشمندی سے (اجبار یہود کی معلومات کی روشنی میں) یہ بات معلوم کر لی کہ یہود پر جب بھی مسلمان حملہ کرتے ہیں۔ یہود کو اس جنگ میں ناکامی ہوتی ہے اس لئے کہ اس نے سمجھا کہ بنی مرہ کی گردنوں کو موت کے لئے پیش کرنا ایک عبث فعل ہے جس کا انجام یہود کی شکست اور مسلمانوں کی فتح ہے، اسی بات کی وجہ سے اس نے بنی مرہ کو، یہود کی مدد کرنے سے روک لیا۔

**حارث بن عوف کا**  
**عینیہ بن حصن کو مشورہ دینا**

بنی مزہ کے سردار نے، اپنی قوم کو صرف اسی بات پر رضامند کرنے پر اکتفا نہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے

کے خلاف، یہود کی مدد کر کے انہیں میں نہ پڑے بلکہ خزارہ کے سردار، عینیہ بن حصن کے

پاس جا کر اُسے مشورہ دیا کہ وہ بھی یہود کی پکار کا جواب نہ دے اور اُسے مزاحمت کے ساتھ  
کہا کہ اگر اس نے یہ کام کیا تو وہ ایک جبت کام کرے گا اور غلطی کا مرتکب ہوگا، عمارت  
نے عینہ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا،

اُسے عینہ تو ایک جبت کام کر رہا ہے، خلا کی قسم، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ بھی ہے اس پر ضرور غالب اگر رہیں گے

..... یہ بات خود یہود، ہیں بتاتے ہیں، میں شہادت دیتا ہوں

کہ میں نے ابورافع سلام بن ابی الحقیق کو کہتے سنا کہ محمد (صلی اللہ

علیہ وسلم) کی نبوت پر اس لئے حسد کرتے ہیں کہ وہ بنی ہارون سے نکل گئی ہے

اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی کھریں ہیں..... اور یہودی میری بات

نہیں مانتے..... ہماری ان سے دو جنگیں ہوں گی..... ایک شہر

میں (اور وہ ہو چکی ہے) اور ایک خیبر میں..... میں نے کہا

اے سلام، کیا وہ زمین پر غالب آجائے گا؟ اس نے جواب دیا ہاں

قسم، توڑات کی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی لیکن میں یہ

بات پسند نہیں کرتا کہ اس کے بسے میں یہود کو میرے اس قول کا

پتہ چلے۔

جب یہود، مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے

تیاری کر رہے تھے اور اپنی مدد کے لئے

اپنے نجدی بٹ پرست حلیوں سے رابطہ

جیشے نبوی کے

خیبر کی طرف مارچ کرنا،

قائم کر رہے تھے، اس وقت مسلمان بھی اس فیصلہ کن معرکے کے لئے اپنے آپ کو اور

اپنی فوج کو تیار کر رہے تھے جس کا فیصلہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، تاکہ

تمام جزیرہ عرب میں ان کے ذخیل وجود کا خاتمہ کر دیا جائے، جب آپ نے مدینہ میں

اپنی فوج کی تیاری مکمل کر لی تو آپ فوج کے ساتھ خیبر کی طرف چل پڑے، یہ

اداکل ماہ محرم سنہ ۶ ہجری کا واقعہ ہے،

مَدِينَةُ مَنْوَرَةٍ مَدِينَةِ  
**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب**

قبل اس کے آن حضرت  
 صلے اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے  
 ساتھ مدینہ سے چلیں (جیسا کہ

اس قسم کے حالات میں آپ کا دستور تھا) آپ نے ایک نبوی سرکلر جاری کیا جس کے  
 بموجب آپ نے سباع بن عرفطہ الغفاری کو امیر مقرر فرمایا، کہ وہ آپ کی نیابت میں  
 خیبر سے واپسی تک انتظامی امور کو چلائیں گے،

مسلمانوں کی فوجی طاقت

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مسلمانوں  
 کی فوج کی تعداد، ان چودہ سو جانبازوں

پر مشتمل تھی جو مدینہ میں حاضر تھے اس فوج میں دو سو سوار بھی شامل تھے جو مسلمانوں کی  
 آج تک کی جنگی تاریخ کی سب سے بڑی تعداد تھی، باقی ہے دوسرے وسائل نقل و حمل یعنی  
 اونٹ وغیرہ، قرمیرے علم کے مطابق کسی مورخ نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ جنگجو لشکر  
 میں ان کی کتنی تعداد تھی،

ایسی جنس کے دستے

میں سے ماہج کرنے سے قبل، رسول کریم صلے  
 اللہ علیہ وسلم نے ایسی جنس کا ایک دستہ

بنایا جس کے تمام جوان سوار تھے اور ان کی قیادت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حفاظتی  
 دستے کے ایک سالار عباد بن بشر انصاری کے سپرد تھی اس دستے کا کام یہ تھا کہ حبش نبوی  
 کے آگے آگے راستوں کی دیکھ بھال کرے اور حملہ آور فوج کو بتائے کہ اس کا راستہ، دشمن  
 کی کین گاہوں اور جاسوسوں سے نکالی ہے اور ان کے حالات کو بھی معلوم کرتا جائے،

جیش کے ممبر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ادناپ کے اصحاب غیر  
 پہنچانے والے ان راستوں سے آشنا تھے

اور نہ ہی ان علاقوں کے حالات سے واقف تھے جن سے جیش نبوی نے گزرا تھا پس آپ  
 نے اس علاقے اور اس کے راستوں کے دو اہل رہبروں کے مدد حاصل کی تاکہ غیر پہنچنے  
 تک وہ جیش کی رہبری کریں، یہ دو رہبر حسیل بن خرمہ اور عبداللہ بن نعیم تھے اور دونوں  
 نجد کے ایسے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے جس کے آدمی جاہلیت کے زمانہ میں بھی ہمیشہ غیر

کے علاقے میں آتے جاتے رہتے تھے،

خیبر جانے کے لئے  
حیش کارائشہ

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، خیبر، مدینہ سے  
شمال مشرق میں واقع ہے، جس راستے  
سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر

تشریف لے گئے، مورخین نے اس کا تذکرہ کیا ہے آپ اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ سے  
نکلے تو ثنیۃ الوداع میں چلے پھر آپ زقابہ کے راستے چل پڑے، پھر نعمی پھر مستان  
اور پھر مصر کے راستے پر چلے یہاں تک کہ الصہباء پہنچ گئے، واقعہ کا بیان ہے کہ آپ نے  
عصر کی نماز الصہباء میں پڑھی، پھر آپ نے کھانا لانے کو کہا تو صرف ستوا اور کھجوریں لائی  
گئیں آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے بھی انہیں کھایا، پھر آپ نے بغیر وضو کے لوگوں  
کو مغرب کی نماز پڑھائی اور پھر عشاء کی نماز پڑھائی، الصہباء میں آپ نے فیصلہ کیا کہ ہمارا  
خیبر پر حملہ اس کی شمالی جانب سے ہوتا کہ آپ یہود کے درمیان، شام کی طرف بھاگنے میں  
حائل ہو جائیں آپ نے رہبروں کو بتلایا تو حسیل بن خارجا شمی اور عبداللہ بن نعیم شمی  
آپ کے پاس آئے آپ نے دونوں کو بتایا کہ ہماری ایکم یہ ہے کہ ہم خیبر پر شمال کی طرف سے  
حملہ کریں آپ نے فرمایا، ہمارے آگے آگے چلو، یہاں تک کہ ہم وادیوں کے سامنے پہنچ جائیں  
اور ہم خیبر اور شام کے درمیان ادران کے غطفانی حلیفوں کے درمیان حائل ہو جائیں، حسیل  
نے کہا، میں آپ کو وادیوں کا، رہبر (حسیل) آپ کو ایک ایسی جگہ لے گیا جہاں سے متعدد  
راستے نکلتے تھے جو سب کے سب خیبر لے جاتے تھے اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ تمام راستے  
خیبر لے جاتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسیل سے کہا کہ ان راستوں کے نام بتاؤ اس  
نے ان سب کے نام بتائے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس راستے پر حلیا پند کیا  
جس کا نام "مرعب" تھا آپ اس پر چلتے چلتے خیبر کی شمالی جانب پہنچ گئے، آپ حیاض  
اور سیردادی میں چلے اور وادیوں کے سامنے پہنچ کر آپ خیبر کے قلعہ مدخرہ تک پہنچ  
ئے پھر آپ اٹھ کر "الشق" اور "المنظاة" کے درمیان چل پڑے۔

۱۔ مدینہ کے شمال میں بڑی شاہراہ ہے۔

۲۔ معروف اور غابہ کے درمیان، مدینہ سے شمال کی جانب چھ میل کے فاصلے پر ہے۔

## ایک جاسوس کی گرفتاری | عباد بن بشر اور اس کی گشتی انٹیلی جنس پارٹی نے جو ہمیش نبوی کے آگے آگے

حالات معلوم کرتی جا رہی تھی، اشع کے ایک آدمی کو یہودیوں کا جاسوس سمجھ کر پکڑ لیا، شروع شروع میں تو اس نے جاسوس ہونے سے انکار کیا مگر جب گشتی پارٹی کے سالار نے اس سے سختی کے ساتھ تحقیق کی تو اس نے اعتراف کیا کہ میں یہود کا جاسوس ہوں، عباد بن بشر نے اس سے دریافت کیا، تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میرے اڈنٹ گم ہو گئے ہیں میں انہیں تلاش کر رہا ہوں، عباد نے پوچھا کیا تمہیں خیبر کے متعلق کچھ معلوم ہے، اس نے جواب دیا میں وہاں نیا نیا آیا ہوں آپ مجھ سے کس کے متعلق پوچھتے ہیں، عباد نے کہا، یہودیوں کے متعلق، اس نے جواب دیا بہت اچھا، کنانہ بن ابی الحقیق اور حوزہ بن قیس اپنے غطفانی حلیفوں کے پاس گئے تھے اور انہوں نے انہیں جنگ کے لئے تیار کر لیا ہے، اور ایک سال کی خیبری کھجوریں دینے کا وعدہ کیا ہے اور وہ گھوڑوں اور اسلحہ کی مدد لے کر آئے ہیں ان کی قیادت عقبہ بن بدر کر رہا ہے اور وہ ان کے ساتھ ان کے قلعوں میں داخل ہو گئے ہیں، جہاں پر دس ہزار جانناز موجود ہیں اور اہل قلعہ کی طرف کوئی شخص منہ نہیں کر سکتا، وہاں پر بہت فلاح اسلحہ موجود ہے اگر کئی سال تک ان کا محاصرہ ہو تو وہ فلاح ان کو کفایت کرے گا اور ہمیشہ رہنے والا پانی بھی ہے جسے وہ اپنے قلعوں میں پیتے ہیں، میں کسی قوم میں ان کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں پاتا، اس مقام پر انٹیلی جنس کی گشتی پارٹی کے لیڈر کو پتہ چل گیا کہ یہ بدو، یہود کا جاسوس ہے اور ان سے اجرت لیتا ہے، اس نے اُسے چند کوڑے مارنے کے بعد کہا، تو یہودیوں کا جاسوس ہے پھلاس پر سختی کرتے ہوئے کہا مجھے سچ بتا دو، ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا، انٹیلی نے کہا اگر میں آپ کو سچ بتا دوں تو آپ مجھے امان دیں گے، عباد نے کہا، ہاں! بدو کہنے لگا جو کچھ تم لوگوں نے یثرب کے یہودیوں سے کیا ہے اس کی وجہ سے خیبر کے یہودی مرعوب اور خوف زدہ ہیں، یثرب کے

کنانہ بن ابی الحقیق، خیبر کے یہودیوں کا ایک بادشاہ تھا اور ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف، قریش اور اعراب سے احزاب کاٹ کر تیار کیا تھا۔  
 حوزہ بن قیس، قبیلہ دائل میں سے تھا یہ عرب تھا جس نے یہودیت اختیار کر لیا تھا اور یہ خیبر کے اس دور میں بھی شامل تھا جس نے ہجرت کے چھتے سال مسلمانوں کے خلاف احزاب کاٹ کر تیار کرنے میں حصہ لیا تھا۔

یہودیوں نے میرے ایک عم زاد کو جو میرے ہی رہتا ہے، کنانہ بن ابی الحقیق کی طرف بھیجا ہے وہ بچنے کا سامان لے کر آیا ہے وہ ابن ابی الحقیق کو تمہاری قلت اور تمہارے گھوڑوں اور اسلحہ کی قلت کے متعلق اطلاع دے گا، ایشرب کے یہودیوں نے اُسے کہا ہے کہ انہیں خوب مزہ لگاؤ پھر تمہاری طرف منہ نہیں کریں گے، انہیں ابھی تک اچھی طرح جنگ کرنے والے لوگوں سے پالا نہیں بڑا، قریش اور عرب، اس بات سے خوش ہیں کہ تم ان کی طرف حملہ کے لئے جا رہے ہو، کیونکہ ابھی تک تمہیں ان کے قلعے، قلعوں کی مضبوطی جو انوں اور ہتھیاروں اور غذائی مواد کی کثرت کے متعلق پتہ ہی نہیں چل سکا، قریش اور دوسرے لوگ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دلچسپی رکھتے ہیں وہ مسلسل باتیں کر رہے ہیں قریش کہتے ہیں کہ خیر غالب آئے گا اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غالب آئیں گے، اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غالب آگئے تو اس سے عمر بھر کی رسوائی ہوگی..... بددینے عبادین بشر سے کہا، میں نے ان سب باتوں کو سنا ہے، مجھے کنانہ بن ابی الحقیق نے کہا ہے کہ تم رستے کی پوٹیاں میں چلے جاؤ، مسلمان تجھ سے ناواقف نہیں ہیں اور وہاں سے لے کر ان کی حقیقت معلوم کر دو کہ وہ کتنے ہیں اور کیسے ہیں اور ایک سائل کی طرح ان کے قریب ہو جاؤ، پھر انہیں ہماری کثرت، تعداد اور قوت کے متعلق بتاؤ، وہ تمہارے سوال کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے اور ان کے حالات معلوم کر کے جلد ہمارے پاس آ جاؤ، جب گشتی پارٹی کے لیڈر نے جاسوس سے تحقیق مکمل کر لی تو اُسے حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں لے گیا اور آپ کو تحقیق کے نتائج اور جاسوس کے اعترافات سے آگاہ کیا، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے کہا، مجھے اسے قتل کرنے دو، عبادین بشر نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا، میں نے اسے امان دی ہے، رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عبادین بشر سے کہا، اسے اپنے ساتھ رکھیے، عباد نے اُسے مضبوطی سے باندھ دیا، جب رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) خیر میں داخل ہوئے تو آپ نے جاسوس کو حاضر کرنے کا حکم دیا، آپ نے اُسے دعوتِ اسلام دی تو وہ مسلمان ہو گیا اور موت سے بچ گیا۔

شہید فوجی نظم و ضبط کا نمونہ | ہمیشہ نبوی نے جب خیر کی طرف مارچ کیا تو اس کے دوران ایک ایسا واقعہ

ہوا جس سے پتہ چلتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے درمیان فوجی نظم و ضبط کی کس قدر پابندی کرتے تھے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو، خواہ وہ کوئی بھی ہو، سزا دیتے تھے، جیسا نبوی کے ایک سپاہی نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چاندنی رات میں خیبر کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں آپ نے ایک آدمی کو اپنے آگے آگے چلتے دیکھا، اس پر کوئی ایسی چیز تھی جو چاندنی میں چمکتی تھی گویا وہ سورج کی روشنی میں بڑی ہوئی کوئی چیز ہے وہ آدمی خود پہنے ہوئے تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برا مناتے ہوئے فرمایا یہ کون شخص ہے؟ جواب دیا گیا کہ یہ ابو عبس بن جبوہ ہے، آپ نے فرمایا اسے پکڑو، ابو جبوہ بیان کرتا ہے کہ سپاہیوں نے مجھے پکڑ کر قید کر لیا اس خیال سے کہ اس کا بقیہ فوج سے الگ رہنا، جنگی حالات میں فوجی نظم و ضبط کی خلاف ورزی تھی ابو جبوہ کہتا ہے کہ مجھے پہلے اور پھیلے گناہوں نے، کیا، اور میں خیال کرنے لگا کہ میرے پاس میں آسمان سے کوئی حکم نازل ہوا ہے، میں اپنے کئے کو یاد کرنے لگا یہاں تک کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور آپ نے میرے فعل پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا، تجھے کیا تکلیف ہے کہ تو لوگوں کے آگے آگے چلتا ہے اور ان کے ساتھ نہیں چلتا؟ میں نے جواب دیا، یا رسول اللہ، میری ناقہ بڑی تیز رفتار ہے، تو آپ نے مجھے اس قید سے زیادہ کوئی سزا دی جو گشتی پارٹی کے جانوروں کے ہاتھوں مجھے ملی تھی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
**وایسی کار خیر**

باوجودیکہ ظہور اسلام پر بیس سال گذر چکے تھے اور باوجود اس بات کے کہ یثرب کے علاقہ میں، وجود اسلام پر سات سال کا عرصہ بیت چکا تھا اور باوجود اس امر کے کہ علاقہ میں اسلام کا اثر و سوز اور اس کے انصار کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا، پھر بھی مدینہ کے شمال اور مشرق میں رہنے والے تمام قبائل اسلام سے عداوت رکھتے تھے خصوصاً وہ طاقتور نجدی قبائل، جو یہودیوں کے خلیفہ اور خیبر کے پڑوس میں رہتے تھے، اس بنا پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر حملہ کرنے کے متعلق غور و فکر کیا تو آپ کو معلوم تھا کہ فوج کے ساتھ آپ کا گذر ان علاقوں سے بھی ہو گا جو اعداء اسلام کے ماتحت ہیں..... اور یہ صورت حال بلاشبہ خطرہ

والی تھی جس کا نبی اعظم اور ملہم قائد کے دل سے منفی رہنا ممکن ہی نہ تھا، اس میں کچھ شبہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہ دار فوجی لیڈر تھے آپ نے اس خطرہ کو اپنے ذہن میں رکھا اور ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کیں جو آپ سے اور آپ کی فوج سے اس خطرے کو، دور کرنے والی تھیں، جو آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے پھیلے ہوئے بت پرست قبائل میں پوشیدہ تھا، خیبر کے راستے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو پوزیشن تھی اس صورت میں جنگی لیڈر کو جو سب سے بڑا خطرہ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ دشمن اس کی واپسی کا راستہ روک دیں گے، ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ خیبر کی طرف جاتے ہوئے آپ کے پیچھے کی طرف وہ قبائل تھے جو بت پرست اور اسلام کے کئی توڑ دشمن تھے،

ہیں یہ پتہ نہیں چل سکا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی کے راستے کی حفاظت، اور اپنی فوج کو پیچھے سے بت پرست اعراب کے حملہ سے بچانے کے لئے، جبکہ آپ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا  
غطفان سے یہود کی مدد  
نہ کرنے کا مطالبہ کرنا

میں سے دور اور خیبر کے قریب ہوں گے، کس قدر اقدامات کئے، ہمیں جو کچھ معلوم ہو سکا ہے وہ یہ ہے کہ یہود اور غطفان کے رسد پانے والے لوگوں کا متفقہ منصوبہ یہ تھا کہ غطفان کے قبائل، مسلمانوں کے خلاف، فوجی لحاظ سے مندرجہ ذیل اسکیم کے تحت یہود کی مدد کریں گے،

۱۔ غطفانی قبائل، اپنے مسلح جوانوں کا ایک دستہ، یہودیوں کے ساتھ ان کے قلعوں میں رہنے کے لئے بھیجیں، اور ان قبائل نے عینیہ بن حصن اور طلحہ بن خویلد اور حذیفہ بن بدر الغزالی کی قیادت میں کئی دستے بھیجے،

۲۔ چار ہزار غطفانی جانباڑ، مسلمانوں پر اس وقت حملہ کریں جب وہ خیبر کے قریب پہنچ جائیں،

خیبر کے لیڈروں نے غطفانیوں سے یہ عہد کیا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف اس فوجی امداد کے مقابل، انہیں خیبر کے پھلوں کا نصف حصہ دیں گے۔ معاہدہ کی پہلی شرط پر غطفانیوں نے اس وقت عمل کیا جب بھی مسلمانوں کی فوج



نے مدینہ سے مارچ نہیں کیا تھا، طلحہ بن خولید، عینیہ بن حصیح، اور حذیفہ بن بدر الغزالی کی قیادت میں غطفان اور بنی اسد کی فوجوں کے کئی دستے خیبر پہنچ گئے اور ان دستوں نے قلعوں کے اندر جا کر، یہود سے رابطہ قائم کیا اور معاہدہ کی دوسری شرط کی تنقید بہت پرستوں نے کی، ابھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ خیبر نہیں پہنچے تھے کہ غطفان کے چار ہزار جانبازوں نے پیچھے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ارادہ سے مارچ کیا، تاکہ ان کا راستہ روک دیں اور انہیں دو آگروں کے درمیان ڈال دیں اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اس بات نے مسلمانوں کو بڑی الجھن میں ڈال دیا، خصوصاً جب ہم اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ مسلمانوں کی جنگی فوج چودہ سو جانبازوں سے زیادہ نہ تھی جبکہ ان کے مقابلہ میں گیارہ ہزار جانباز خیبر کے قلعوں میں ان کی آمد کا انتظار کر رہے تھے اور چار ہزار جانبازوں نے پیچھے سے ان کا راستہ روکنے کے لئے مارچ کا آغاز کر دیا تھا..... بلکہ انہوں نے یہود پر حملہ کرنے سے پیشتر ہی ان پر حملہ کر دیا، ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب یہود کو پتہ چلا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی طرف مارچ کر دیا ہے تو وہ یہود کی مدد کے لئے نکلے، اور ان کی فوجوں نے پیچھے سے فوج بنوئی پر حملہ کرنے کے لئے مارچ کیا اور مسلسل ایک دن اور رات مارچ کرتے رہے، اور جب کوئی جنگ کا ماہر چودہ سو جانبازوں کے متعلق، جنہیں پندرہ ہزار جانباز ہر طرف گھیرے ہوئے ہوں سوچتا ہے تو وہ اس خطرہ کی اہمیت کا اندازہ لگا لیتا ہے جو اس وقت مسلمانوں کی قلیل تعداد فوج کو درپیش تھا جو گھیراؤ کی حالت کے بہت مشابہ تھی،

خیبر پر حملہ کرنے سے قبل اسلام کی جنگی فوجوں کو جس خطرناک صورت حال سے دوچار ہونا پڑا، اس پر نظر کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ

آنحضرت صلو اللہ علیہ وسلم کا  
غطفان سے اکر ات کرنا کہ انکے  
او یہود کے درمیان بہت جہاں

وسلم نے ایک ذمہ دار فوجی لیڈر کی طرح — قبائل غطفان سے رابطہ کیا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ اس جنگ سے غیر جانبدار رہیں جو منقریب ان کے اور خیبر کے درمیان ہونے والی ہے، نیز آپ نے انہیں یقین دلاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لامحالہ انہیں خیبر پر فتح دے گا

کیونکہ اس نے وعدہ کیا ہے اور اس کا وعدہ ٹل نہیں سکتا، اس کے علاوہ آپ نے غطفان  
 اور بنی اسد کی طرف ایک خط بھیجا جس میں لکھا کہ میرے اور یہود کے درمیان سے ہٹ جاؤ  
 خدا تعالیٰ مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ خیبر پر مجھے فتح دے گا، مورخین بیان کرتے ہیں کہ رسول  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غطفان اور اسد کے قبائل کی مدد کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے  
 خطرات سے اپنی فوج کو بچانے کے لئے، ان قبائل کے سرداروں کو یہ پیغام پہنچایا کہ  
 اگر وہ اسلام قبول کر لیں اور ان کے اور یہود کے درمیان سے ہٹ جائیں تو آپ انہیں  
 خیبر دینے کے لئے تیار ہیں اور بعض مورخین کہتے ہیں کہ آپ نے ان کے ساتھ قبولیت اسلام  
 کی شرط نہیں لگائی تھی بلکہ ان سے غیر جانبدار رہنے کا مطالبہ کیا تھا کہ وہ ان کے خلاف یہود  
 کی مدد نہ کریں تو آپ انہیں فتح خیبر کے بعد، اس کے پھلوں کا نصف حصہ دیں گے اور یہ  
 کوئی مستبعد امر نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، ان زبردست بُت پرست قبائل  
 کے شر سے اپنی فوج کو بچانے کے لئے، ان کے لیڈروں کے سامنے یکے بعد دیگرے یہ دونوں  
 پیش کشیں کی ہوں، مگر حبیان قبائل کے سرداروں نے اپنی اور اپنے حلیف یہودیوں  
 کی زبردست فوجوں کو دیکھا..... کہ پندرہ ہزار جاناہاز، ان چودہ سو مسلمانوں کا  
 گھیراؤ کرنے ہی والے ہیں جو اپنے دارالمنفصل سے دُور ہیں تو انہیں غرور نے آیا اور انہوں  
 نے خیال کیا کہ لامحالہ غلبہ ان کو ہی کو حاصل ہوگا اور یہ مسلمانوں کے خلاف، احزاب کی ایک  
 کامیاب جنگ ہوگی اور احزاب کی پہلی جنگ کی طرح نہیں ہوگی جس میں ہجرت کے  
 چوتھے سال، مدینہ کی فصیلوں کے ارد گرد قریش اور بنو قریظہ نے شرکت کی تھی اور جس کا  
 نتیجہ ناکامی کی صورت میں رونما ہوا تھا، ان قبائل کے سرداروں نے تمام نبوی پیش کشوں کو  
 ٹھکرا دیا اور غیر جانبداری اختیار کرنے سے انکار کر دیا، انہوں نے آپ کو پیغام  
 پہنچایا کہ وہ اپنے یہودی حلیفوں سے الگ نہیں ہوں گے اور ان کی جانب سے ہو کر لڑیں گے۔  
 واقدی نے اپنی کتاب، المغازی جلد ۱، ص ۶۵ پر ڈاکٹر مارٹن جونس کی تحقیق کا  
 ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے (اس تحقیق کو اسفورڈ یونیورسٹی نے شائع کیا ہے) کہ جب  
 حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ غطفان نے آپ کے خلاف یہود کی مدد کی  
 ہے اور مسلمانوں کے خلاف انہیں مسلح فوجی دستوں سے مدد دی ہے تو آپ نے خزرج

کے سردار حضرت سعد بن عبادہ کو، غطفان کے سالار عینیہ بن حصن کی طرف بھیجا (وہ اس وقت مرحب کے قلعے میں تھا اور جیسا کہ معلوم ہوتا ہے وہ یہودیوں کے ساتھ تعلق رکھتا تھا) عینیہ کو جب معلوم ہوا کہ سعد، اس کی طرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے رہا ہے تو اس نے حضرت سعد کو قلعے میں داخل کرنے کا ارادہ کیا، تو اس پر یہودی لیڈر مرحب نے اعتراض کرتے ہوئے کہا، اسے داخل نہ کرو، یہ ہمارے قلعے کو اندر سے دیکھ لے گا اور ان اطراف کو بھی پہچان لے گا جن سے اندر آیا جاتا ہے بلکہ تو خود اس کی طرف جا، تو عینیہ نے کہا، میں چاہتا ہوں کہ وہ اندر داخل ہو کر قلعے کی مضبوطی اور کثیر تعداد فوج کو دیکھے مگر مرحب نے یہ بات نہ مانی، پس عینیہ باہر نکل کر، قلعے کے دروازے پر حضرت سعد سے ملا، حضرت سعد نے اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خیبر پر فتح کا وعدہ دیا ہے پس تم واپس چلے جاؤ اور جنگ کرنے سے باز آ جاؤ، اگر ہم نے خیبر کو فتح کر لیا تو تمہیں خیبر کے ایک سال کی کھجوریں دیں گے، عینیہ نے جواب دیا، خدا کی قسم ہم اپنے حلیعوں کو کسی چیز کی خاطر نہیں چھوڑیں گے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تمہارے ساتھیوں کی طاقت کیا ہے یہ یہودی مضبوط قلعوں والے ہیں اور ان کے جانوروں کی تعداد بھی بہت ہے اور ان کے پاس اسلحہ بھی بہت ہے، اگر تو نے ان کا مقابلہ کیا تو، تم اور تمہارے ساتھی ہلاک ہو جائیں گے اور اگر تو نے جنگ کا ارادہ کیا تو یہ جانوروں اور اسلحہ سے بچھ پر جلد حملہ کر دیں گے اور خدا کی قسم یہ قریش کی طرح کے لوگ نہیں جو تمہاری طرف گئے تھے اگرچہ دھوکے سے انہوں نے تم سے نقصان اٹھایا اور یہی ان کا ارادہ تھا ورنہ وہ لوٹ جاتے، مگر یہ حیلہ بازی سے تم سے جنگ کریں گے اور لمبا عرصہ تک کریں گے یہاں تک کہ تم آگتا جاؤ گے،

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جس پیغام کا ابھی ذکر کیا گیا ہے اس کے جواب میں عینیہ بن حصن نے حضرت سعد بن عبادہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کا جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیں، مگر حضرت سعد نے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آنے سے قبل عینیہ بن حصن سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ضرور تیرے پاس اس

قلعہ میں آئیں گے اور جو ہم نے تجھے پیش کش کی ہے اس کا تو ہم سے مطالبہ کرے گا مگر ہم تجھے تلوار کے سوا، اور کوئی چیز نہیں دیں گے اور اے عینیہ میں نے دیکھا ہے کہ ہم شرب کے یہودیوں کے صحن میں اترے تھے اور وہ بڑی طرح تباہ ہو گئے تھے، اس کے بعد حضرت سعدؓ نے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آکر آپ کو، عینیہ کی باتوں سے آگاہ کیا، ..... اور سعد نے کہا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے وہ اسے پورا کرے گا اور اپنے دین کو غالب کرنے کا، اس بدو (عینیہ) کو ایک کھجور بھی نہ دیکھے، یا رسول اللہ، اگر تلواروں نے اُسے الیا تو وہ انہیں چھوڑ کر اپنے علاقے کی طرف اسی طرح بھاگ جائے گا جیسے اس نے اس سے قبل، خندق کے روز کیا تھا، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیش کش کی قبولیت سے جو آپ نے غطفان کو ایک سال کی خیبر کی کھجوریں دینے کے متعلق کی تھی، مایوس ہو گئے تو آپ نے اپنی فوج کو اس قلعے پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا جس میں غطفان کی فوجیں یہودیوں کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھیں اور اس قلعے کا نام ناعم تھا، مسلمانوں نے سب سے پہلے مرحب کے قلعے کو فتح کیا، آپ کے حملہ سے قبل ہی غطفانی وہاں سے بھاگ گئے تھے اس کی تفصیل ابھی بیان ہوگی انشاء اللہ،

غطفان نے یہود کے ساتھ مل کر، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے فیصلہ کی تنقید کے لئے، بنی اسد اور غطفان کے دستوں کی طرف حکم بھیجا (جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ سے مایوس کرنے سے قبل ہی یہود کے قلعوں میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے) کہ وہ یہودیوں کے ساتھ اپنی اپنی جگہوں پر بٹھریں رہیں ..... ان قبیلے پرست قبائل کی بڑی فوج چار ہزار جاننازوں پر مشتمل تھی، اس نے مسلمانوں پر ضرب لگانے کے لئے، پیچھے سے مایوس کرنا شروع کر دیا،

جب غطفان اور اسد نے  
**مسلمانوں کی نازک صور حال**  
 یہود کے ساتھ مل کر مسلمانوں

سے جنگ کرنے پر اصرار کیا تو ان کی حالت نہایت نازک ہو گئی مگر ان کے عزم و قوت میں کوئی کمی نہ آئی اور وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر یقین رکھتے ہوئے، مسلسل خیبر کی طرف پانچ

کرتے گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے فتح کا وعدہ کیا ہوا تھا اور وہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا..... یہی وجہ ہے کہ مسلمان اس فیصلہ کن معرکے کی طرف بڑے اعتماد اور اطمینان سے چلتے گئے، ان کے جنگی اوصاف پر دشمن کی زبردست فوجوں کا کوئی اثر نہ تھا کیونکہ وہ الہی وعدہ کے بعد، مادی پیمانوں سے یعنی تعداد اور تیاری کی رُو سے، امور کا وزن نہیں کرتے تھے اگر وہ ایسا کرتے تو ان کے دل میں یہ بات پڑ جاتی کہ وہ ہلاک ہونے والے ہیں..... کیونکہ (محض فوجی اندازوں کے مطابق) چودہ سو آدمیوں کی طاقت پندرہ ہزار آدمیوں کے مقابل میں ایسی ہی ہے جیسے تلوار کے مقابل پر لائھی، لیکن اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور اس کے وعدے پر اطمینان اور صاف سحرے عقیدے کی مضبوطی، انہیں آگے کی طرف دھکیلتی تھی..... اسی اصول پر وہ چلتے تھے اور اسی کی روشنی میں امور کا وزن کرتے تھے، مختصر یہ کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ سو اصحاب کے ساتھ، پندرہ ہزار جانبازوں کے مقابلہ کے لئے مسلسل خیبر کی طرف بڑھتے گئے تو انہوں نے زمینی پیمانوں کے مطابق امور کا وزن نہیں کیا تھا بلکہ آسمانی پیمانوں کے مطابق کیا تھا اور اب آسمان و زمین کے رب کے تعلق پر اعتماد کرتے ہوئے کیا تھا اور دین سے ان کا مارچ کرنا صرف رضائے الہی اور اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے تھا، یہی وجہ ہے کہ ہر فرد ہیبت ناک روحانی طاقتوں سے لبریز تھا جنہوں نے اس کے دل میں یہ یقین پیدا ہو کر دیا تھا کہ وہ اکیسلا ہی ایک سو آدمی کا مقابلہ کر کے ان پر غالب آسکتا ہے، یہی وہ وہ راز ہے جس کی وجہ سے وہ اعراب اور یہود کی زبردست فوجوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے امدان کی کثرت کی کچھ پرواہ نہ کی حالانکہ وہ اپنے حلقے سے بہت دُور تھے،

بادجو یکہ مادی اندازوں کے مطابق، ہر چیز مسلمانوں کے خلاف تھی اور اس جنگ میں

## عرب سے غلبہ حاصل کرنا

جس کے لڑنے کا فیصلہ، کینے یہودیوں کے وجود کو ختم کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، ہر چیز یہودیوں اور ان کے حلیفوں کے حق میں تھی، مسلمان اپنے منصوبے اور تیاری کے مطابق جنگ میں حصہ لینے کے لئے، خیبر کی طرف بڑھتے گئے اور انہوں نے اعراب اور یہود کی زبردست فوجوں کی کچھ پرواہ نہ کی،

قبل اس کے، کہ مسلمانوں اور ان کے دشمنوں میں کوئی مسلح جھڑپ ہو، اُن پر مسلمانوں کی فتح کی بشارات چمکنے لگیں،

## گتہ گتہ ہونے سے قبل فتح کی بشارات

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چندہ صحابہؓ، الہی وعدہ فتح کو، مختلف صورتوں میں نمایاں ہوتے دیکھنے لگے، قریب تھا کہ وہ وعدہ مجسم ہو جائے اور ان کے دل مضبوط ہو جائیں (جو اصل میں مضبوط تھے) اور ان کے عزم میں اضافہ ہو جائے اور انہیں پختہ یقین ہو جائے کہ دشمن کی وہ فوجیں جو ہر طرف سے ان کا گھیراؤ کئے ہوئے ہیں اور وہ پندرہ ہزار جانبازوں سے کم نہیں وہ ان کے سامنے ہلک نہ سکیں اور اللہ تعالیٰ انہیں شکست دے دے اور ان کے دلوں میں رعب پیدا کر دے اور جنگ کے وقت وہ ان کے سامنے ایسے منتشر ہو جائیں جیسے فصل خریف میں خشک پتہ تیز ہوا کے آگے اڑتا پھرتا ہے،

## جنگ چھڑنے سے قبل عطفان کا اپنے علاقے کی طرف فرار ہونا

حدیث صحیح میں بیان ہوا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ نصرت بالرب، مجھے رعب سے مدد دی گئی ہے، یہ واقعہ عملاً عطفان کی فوجوں کے لئے رونما ہوا، یہ فوجیں چار ہزار جانبازوں پر مشتمل تھیں اور جب مسلمان خیبر کی طرف جارہے تھے یہ اپنے علاقے سے نکل کر ان کا تعاقب کر رہی تھیں تاکہ ان کی واپسی کا راستہ روک دیں اور پیچھے سے ان پر حملہ کر کے انہیں پھندے میں پھنسا دیں اور انہیں یہود اور ان کے حلیفوں کے درمیان ایک بڑا نشانہ بنا دیں، مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب یہ زبردست بخندی بُت پرست فوجیں، مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کرنے کے لئے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے پیچھے پیچھے مارچ کر رہی تھیں تو ان کی فوجوں کے سالاروں نے اپنے پیچھے سے ایک زوردار آواز سُنی، ایک انتباہ کرنے والا انہیں آواز دے کر کہہ رہا تھا کہ مسلمانوں کے فوجی دستوں نے ان کے پیچھے سے ان کے گھروں اور خیموں پر غارت گری کر دی ہے اور وہ ان کے اموال کو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر کے لانے ہی والے ہیں، ابن اسحاق بیان کرتا ہے

کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب غطفان نے سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل خبیر ہے تو وہ اکٹھے ہو کر پھر آپ کے خلاف یہود کی مدد کے لئے نکلے، جب وہ ایک دن کی مسافت طے کر چکے تو انہوں نے سنا کہ پیچھے سے مسلمانوں نے ان کے اموال پر حملہ کر دیا ہے تو وہ ایٹریوں کے بل لوٹے اور اپنے اہل و اموال میں رہنے لگے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خبیر کے درمیان کا علاقہ خالی کر دیا، اسی طرح جو لوگ یہودیوں کے ساتھ ان کے قلعوں میں رہ رہے تھے انہوں نے ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا تو وہ بھی واپس چلے گئے اور یہود کو اکیلے چھوڑ دیا،

واقعی نے اس واقعہ کی لمبی تفصیلات دی ہیں وہ بیان کرتا ہے کہ جب غطفانیوں نے ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا تو انہیں پتہ نہ چلا کہ یہ آواز آسمان سے آ رہی ہے یا زمین سے، وہ آواز یہ تھی اے گروہ غطفان اپنے اہل کی خبر لو، حیفاد کی مدد کرو، مدد کرو، یہ آواز تین دفعہ آئی۔ نہ قبرستان نہ مال، غطفانی بڑی مشکل اور ذلت کے ساتھ وہاں سے نکلے، یہ بات اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے واسطے کی تھی، جب صبح ہوئی تو کنانہ بن ابی الحقیق کو، اکتیبر کے علاقہ میں غطفانیوں کے واپس چلے جانے کی اطلاع دی گئی تو وہ بہت پشیمان ہوا، اور اپنے موت کا یقین ہو گیا اس نے کہا، ہم ان اعراب کے بارے میں فطری خوردہ تھے، ہم ان کے پاس گئے انہوں نے ہم سے مدد کا وعدہ کیا اور ہمیں دھوکہ دیا، میری زندگی کی قسم، اگر یہ ہمیں اپنی مدد کا وعدہ نہ دیتے تو ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کی نہ ٹھانتے، ہم سلام بن ابی الحقیق کی بات کو محفوظ نہیں رکھ سکے، اس نے کہا ان اعراب (یعنی غطفان) سے کبھی مدد طلب نہ کرو، ہم نے ان کو آزمایا ہے ہم نے ان کو بنی قریظہ کی مدد کے لئے اکٹھا کیا تو انہوں نے انہیں دھوکہ دیا، ہم نے ان کو اپنا و نادر نہیں پایا، جی بن اخطب ان میں گیا اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مصالحت کرنے لگے پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بنی قریظہ کی طرف گئے تو پتہ چلا کہ غطفانی اپنے گھروں کو پلٹ گئے ہیں پھر واقعہ غطفانیوں کے مرعوب ہو کر بھاگنے کے واقعہ کو بیان کرتا۔ ہوا کہتا ہے کہ جب غطفانی حیفاد میں اپنے گھروں میں پہنچے تو انہوں نے اپنے اہل و عیال کو میریت کے ساتھ پایا اور پوچھا کیا تمہیں

کسی چیز نے ڈرایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا، خدا کی قسم کسی چیز نے نہیں ڈرایا، نیز ان کے اہل نے کہا ہم نے خیال کیا کہ تم نے غنیمت حاصل کی ہے، ہم تمہارے پاس غنیمت اور مال کو نہیں پاتے تو عینہ بن حصن نے اپنے ساتھیوں سے کہا خدا کی قسم یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے اصحاب کی چال ہے خدا کی قسم ہم دھوکے میں آگئے تو حارث بن عوف مڑی نے اُسے کہا، کس چیز کے دھوکے میں، تو عینہ کہنے لگا میں رات کا پہلا حصہ گزرنے کے بعد قلعہ نطاہ میں تھا کہ ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا ہم نہیں جانتے کہ وہ آواز، آسمان سے آرہی تھی یا زمین سے، کہ حیفاہ میں اپنے اہل کی خبر لو، یہ آواز تین دفعہ آئی ————— نہ قبرستان نہ مال ————— حارث بن عوف کہنے لگا اے عینہ اگر تو نے اس آواز سے فائدہ اٹھایا تو باقی رہے گا، خدا کی قسم جو آواز تو نے سنی ہے وہ آسمان سے تھی، خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دشمنوں پر ضرور غالب آ کر رہیں گے حتیٰ کہ اگر پہاڑوں نے بھی اس سے دشمنی کی تو وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہیں گے، عینہ نے چند روز اپنے اہل میں قیام کیا پھر اپنے ساتھیوں کو یہود کی مدد کے لئے، خروج کرنے کو کہا تو حارث بن عوف نے اُسے آ کر کہا اے عینہ میری بات کو مان جا اور اپنے گھر میں رہ اور یہود کی مدد کرنا چھوڑ دے، اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ تیرے خیبر لوٹنے سے قبل، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فتح کر لیا ہوگا اور میں تیرے پاسے میں مطمئن بھی نہیں ہوں مگر عینہ نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہا میں اپنے حلیوں کو، کسی چیز کی خاطر نہیں چھوڑ سکتا پھر عینہ نے اپنے اطاعت گزار غطفانیوں کے ساتھ، مسلمانوں کے خلاف، یہود کی امداد کے امداد سے مارچ کیا، مگر وہ ابھی خیبر نہیں پہنچا تھا کہ اُسے معلوم ہو گیا اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام خیبر پر قبضہ ہو گیا ہے اس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی

النشأۃ





# فصل سوم

- یہود کو دعوتِ اسلام ،
- یہود کا دعوتِ اسلام کے قبول کرنے سے انکار ،
- خیبر پر حملہ ،
- جنگ کی شدت اور شوق ،
- مقابلہ میں یہود کی سختی ،
- یہود کے لیڈروں کا مبارزت میں اپنے قلعوں کے آگے قتل ہونا ،
- یہودی شہسوار مرحب کے قاتل کی تحقیق ،
- جنگ کے دوران ، یہود کے تیروں سے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زخمی ہونا ،
- پانچ قلعوں کا مسلمانوں کے ہاتھ آنا ،
- خیبر کے یہود کی پہلی قسم کی مفادمت کا خاتمہ ،
- خیبر کے اہم اور نصف اول پر مسلمانوں کا قبضہ ،
- خیبر کے بقیہ یہودی جانبازدوں کا نصف ثانی میں سمٹنا ،
- یہودی سردار کی بیٹی کا قیدی ہونے کے بعد اسر کے
- آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے کی تحقیق .

## مسلمانوں کا خیبر پہنچنا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل خیبر کی طرف چلتے رہے، اسی دوران میں جبکہ

آپ اپنی فوج کے ساتھ چل رہے تھے، آپ نے اپنے ایک صحابی عامر بن اکوعؓ سے فرمایا کہ حدی پڑھو، حدی یہ ہوتی ہے کہ حدی خوان ترخم کے ساتھ آواز بلند کرتا ہے جس سے اونٹ اپنی چال کو تیز کر لیتے ہیں۔ عامر بن اکوعؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق، ان اشعار سے فوج کے لئے حدی پڑھنے لگا،

واللہ لولا اللہ ما ہتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا  
فانزلن سکینة علینا وثبت الاقدام ان لا قینا  
ترجمہ: خدا کی قسم اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ دیتے  
نہ نماز پڑھتے، پس ہم پر سکینت نازل فرما اور اگر ہم جنگ کریں تو ہمیں  
ثابت قدمی عطا فرما،

مورخین نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اکوعؓ کی حدی سے متعجب ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی کو فرماتے کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو وہ شہید ہو کر مرتا، یہی وجہ ہے کہ حضرت بن الخطابؓ نے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے شہادت کو واجب کر دیا ہے کیا آپ میں بھی اس سے متمتع فرمائیں گے اور عملاً عامر بن اکوعؓ کو معرکہ خیبر میں اللہ تعالیٰ نے ایک یہودی سے مبارزت میں شہادت سے ہکنا فرمایا، مبارزت کے دوران اکوعؓ نے یہودی کی پٹلی پر تلوار مارنی چاہی (آپ چھوٹے قد کے تھے) تو تلوار لوٹ کر ان کے گھسنے کے اگلے حصے پر لگی اور وہ اپنی تلوار کے زخم سے متاثر ہو کر فوت ہو گئے اور بعض کہتے ہیں کہ اکوعؓ نے چونکہ خود کشتی کی ہے اس لئے اس کے اعمال رائیگاں گئے ہیں، اس بات کو سن کر عامر کے بھائی سلمہ بن اکوعؓ کو بہت دکھ ہوا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ حالت دیکھی تو اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر فرمایا تجھے کیا تکلیف ہے؟ اس نے جواب دیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں لوگوں کا خیال ہے کہ عامر کے اعمال رائیگاں گئے ہیں تو آپ نے فرمایا، جن

نے یہ بات کہی ہے اس نے جھوٹ بولا ہے، پھر آپ نے دوا انگلیوں کو اکٹھا کر کے فرمایا اس کے لئے دوا جریں وہ گوشش کرنے والا مجاہد ہے، کوئی عرب کم ہی اس طرح اذیتوں کو چلا سکتا ہے،

**اہستگی اختیار کرو** غزوة خیبر میں — جب فوج خیبر کے طرف جانے والے راستے پر ہی تھی کہ بعض

فوجیوں نے دُعا اذ تکبیر کے ساتھ اپنی آوازیں بلند کر کے ایک شور برپا کر دیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اہستگی اختیار کرو تم کسی بہرے اور غائب وجود کو نہیں پکار رہے، اس حدیث میں اصلاح اور تربیت کے بارے میں ایک بڑی بات پائی جاتی ہے اور اسلامی تربیت کے اصولوں میں سے ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سکون اور نظام کو پسند فرماتے تھے اور شور و غل اور بلند آواز کو (خواہ ذکرِ الہی ہی میں ہو) جنگ کے حالات میں جو سکون و سکنت کے متعاضی ہوتے ہیں، ناپسند فرماتے تھے،

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا** جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پہنچ کر خیبر پر نگاہ کی تو فوج

کو مٹھرنے کا حکم دیا پھر یہ دُعا فرمائی: —

اللهم رب السموات وما اخللن ورب الارضين وما  
اقلن ورب الشياطين وما اخللن ورب الريح وما  
اذرين نسألك خير هذه القرية وخير اهلها ونعوذ  
بك من شرها وشر ما فيها،

ترجمہ: اے اللہ جو آسمانوں کا اور جو وہ سایہ کئے ہوئے ہیں ان کا رب ہے اور زمینوں کا اور جو وہ اٹھائے ہوئے ہیں ان کا بھی رب ہے، اور شیاطین کا اور جن چیزوں سے وہ گمراہ کرتے ہیں ان کا بھی رب ہے اور ہواؤں کا اور جو وہ اڑاتی ہیں ان کا بھی رب ہے ہم تجھ سے اس بستی اور اس کے اہل کی خیر کی دُعا کرتے ہیں اور اس کے شر اور جو کچھ اس میں ہے

اس کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں؛

پھر آپ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آگے بڑھو،

یہود پر چاٹنا جا پڑنا

باوجودیکہ منافقین اور شرب کے یہودیوں کے فتنہ کالم نے، یہود کو مسلمانوں کے

ماہر کرنے کی اطلاع دے دی تھی پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں اندھا کر دیا اور انہیں اس وقت پتہ چلا جب مسلمان خیبر میں صبح کے وقت داخل ہو رہے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ رات کو خیبر پہنچ گئے تھے، رات کے وقت دشمن کے ساتھ جنگ چھیڑنا آپ کی حربی سیاست نہ تھی، سوائے اس کے کہ آپ مجبور ہو جائیں جیسا کہ جنگ خندق میں ہوا، معلوم ہوتا ہے کہ سیاست کو اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان دشمنوں کے ساتھ ایسے علاقے میں نبرد آزما تھے جس سے وہ واقف نہ تھے اور نہ اس کے حالات سے آگاہ تھے اس میں انہیں اپنے انجام کے متعلق بہت خطرہ تھا اس بات نے (والشہداء) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر کے قریب اپنی فوج کے ساتھ رات بسر کرنے اور صبح کے وقت حملہ کرنے پر آمادہ کیا اور یہودی (اس دن تک جس میں آپ اطراف خیبر میں پہنچے) فجر سے پہلے اپنی نیند سے بیدار ہو کر اپنے ہتھیار پہن رہے تھے کیونکہ انہیں توقع تھی کہ مسلمان کسی وقت بھی ان پر حملہ کر سکتے ہیں اور وہ ہر روز یہودی جاننازوں کا مقابلہ کے لئے اور ان کی تقویت کے لئے جائزہ لیتے تھے مگر جس شب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ خیبر پہنچے اللہ تعالیٰ نے انہیں سلا دیا اور وہ فجر سے قبل اپنی عادت کے مطابق ہتھیار بھی نہ پہن سکے، بلکہ سوئے رہے اور حرکت بھی نہ کی، اور طلوع آفتاب تک فرغ نہ بھی انہیں نہ جگایا، انہوں نے صبح کی توان کے دل کانپ رہے تھے اور اسلامی فوج ان لئے قلعوں کے آگے کھڑی تھی اور انہیں اس بات کا پتہ ہی نہ تھا، انہوں نے اس روز صبح کے وقت قلعوں کے دروازوں کو کھولا اور اپنے پیادوں کے آلات اور ٹوکریں وغیرہ لے کر اپنی زمینوں میں جا کر اپنے کاموں میں جُت گئے، مگر جب انہوں نے مسلمانوں کو دیکھا تو گھبرا کر چلتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی فوج کے ساتھ آگئے ہیں پھر منہ پھیر کر اپنے قلعوں کی طرف بھاگ گئے، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں

دیکھا تو فتح کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

انا اذ انزلنا بساحة قوم فساء صباح المنزورين،  
اللہ بہت بلند شان ہے، خیبر اُجڑ گیا ہم جب کسی قوم کے صحن  
میں اترتے ہیں تو باخبر کی گئی قوم کی صبح بہت بُری ہوتی ہے،

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی  
فوج کو جنگ کے متعلق جو آداب و رہنمائی

## دشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو

فرمائیں وہ یہ تھیں کہ آپ نے حملہ کے وقت اپنے صحابہؓ سے فرمایا (گو یا آپ نے جنگ  
کے لئے ان پر افسوس کے آثار ملاحظہ فرمائے تھے) دشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو، اور  
اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دُعا مانگو، تمہیں معلوم نہیں کہ تم کس چیز میں مبتلا ہونے والے ہو  
جب دشمن سے ملو تو کہو:

اللهم انت ربنا وربهم ونواضيا ونواصيهم بيدك وانها  
تقتلهم انت،

ترجمہ: اے اللہ تو ہمارا اور ان کا رب ہے، ہماری اور ان کی پشیمانیاں  
تیرے ہاتھ میں ہیں، صرف تو ہی انہیں قتل کرتا ہے،

پھر آپ نے بڑھیر کے وقت انہیں جنگ کے بعض طریقے سکھائے اور فرمایا پھر  
بیٹھ کر زمین کے ساتھ لگ جاؤ، پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو کھڑے ہو جاؤ اور  
تیکبیر کہو،

خیبر (فتح کے روز) دو حصوں میں تقسیم ہو  
گیا، ہر حصے میں کئی جنگی قلعے تھے، مگر

## جنگ کا آغاز کیسے ہوا

اٹھ قلعے جو بڑے اہم تھے ان میں سے پانچ خیبر کے نصف اول میں واقع تھے، جہاں پر  
مسلمانوں اور یہود کے درمیان سخت ترین معرکے ہوئے.....

① ناعم کا قلعہ، سب سے پہلے مسلمانوں نے اس پر حملہ کیا اور اسی کے سامنے مرحب  
قتل ہوا جو اپنے بھائیوں کے ساتھ اس کے دفاع کا ذمہ دار تھا،

② صعب بن معاذ کا قلعہ، یہ سب سے بڑا قلعہ تھا جسے مسلمانوں نے فتح کیا، اس

میں مسلمانوں کو بہت سا غلہ اور حربی سامان ملا، جس سے انہیں بے حد قوت ملی،  
 ③ زبیر کا قلعہ۔ ④ ابی کا قلعہ۔ ⑤ نزار کا قلعہ اور بعض اسے بڑا  
 کا قلعہ بھی کہتے ہیں،

پہلے میں قلعے "النظاۃ" کے علاقے میں اور آخری دو قلعے "الشن" کے علاقے  
 میں واقع ہیں، مورخین شہر کے نصف اول کو دو قسموں (الشن اور النظاۃ) میں تقسیم  
 کرتے ہیں، الشن اور النظاۃ کے قلعے تمام شہر کی پہلی دفاعی لائن کے نمائندہ تھے، مسلمانوں  
 نے ان تمام قلعوں کو بزور قوت بڑے زوردار اور سخت ترین معرکوں کے بعد فتح کر لیا،  
 خیبر کے دوسرے نصف حصے میں بھی کئی جنگی قلعے تھے مگر ان میں سے صرف تین  
 قلعے بہت اہم تھے،

۱۔ قموں کا خاص قلعہ (جو ابی الحقیق کے بیڑوں کا تھا جو بنو نضیر کے یہودیوں  
 میں سے تھا۔)

۲۔ الوطیح کا قلعہ ۳۔ سلام کا قلعہ،

یہ تینوں قلعے اپنی قوت اور مضبوطی اور جاننازوں کی کثرت تعداد کے باوجود،  
 مسلمانوں کے سپرد کر دیئے گئے اس کے ارد گرد، النظاۃ اور الشن کے قلعوں کی طرح جنگ  
 نہیں ہوئی، مسلمانوں کے زبردست محاصرہ کے بعد اہل قلعہ نے خود ہی انہیں مسلمانوں کے  
 سپرد کر دیا، اور مذاکرات کا مطالبہ کیا اور صلح اور بلادِ وطنی کی اساس پر ان قلعوں کو  
 مسلمانوں کے حوالے کیا گیا، اس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی انشاء اللہ،

معرکہ کے بیانات میں  
 مورخین کی عدم ترتیب

باوجودیکہ خیبر کا معرکہ ان فیصلہ کن  
 معرکوں میں سب سے بڑا اور طویل  
 معرکہ ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے حصہ لیا مگر تاریخ کی بنیادی کتابوں میں اس کی جنگی کارروائیوں کی تفصیل غیر  
 معمولی طور پر بیان ہوئی ہے، اس میں کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں نے تمام قلعوں کو ہتھیاروں  
 کی قوت سے فتح کیا، اس فتح کی تفصیل کے واقعات کو جاننے کے لئے قارئین بہت مشتاق  
 ہوں گے مگر افسوس کہ اکثر مورخین نے تفصیل کا ذکر کئے بغیر بعض وقت صرف قلعہ کی

فتح کی طرف سرسری اشارہ کر دیا ہے اور تاریخ کی تمام بنیادی کتب میں معرکے کا بیان بکھر پڑا ہے، بعض اوقات جہاں اختصار چاہیے وہاں پر مؤرخین بات کو طول دے دیتے ہیں اور جہاں تفصیل چاہیے وہاں اختصار کر دیتے ہیں اور جو بات سمجھنے سے بیان کرنی چاہیے اسے پہلے اور جو پہلے بیان کرنی چاہیے اسے سمجھنے سے بیان کر دیتے ہیں، نئے مؤرخ کے لئے جو بات کو قارئین کے سامنے مرتب اور سہل طریق سے بیان کرنا چاہتا ہے، یہ سب باتیں ایک سخت الجھن پیدا کر دیتی ہیں اور یہی بات عملاً ہمیں پیش ہے اسلام کے فیصلہ کن معرکوں کے سلسلہ میں ہم نے جو کتب تالیف کی ہیں ان کے واقعات کے ربط اور ترتیب میں ہمیں وہ مشکل پیش نہیں آئی جو اس کتاب کی تالیف میں ہمیں پیش آئی ہے ہم نے مقدر و مبر کو خوش کی ہے اور امید ہے کہ ہم قارئین کرام کو خوش کر دیں گے،

سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، یہود کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تاکہ ان کے اسلامی سوسائٹی کا ایک حصہ بن جانے

## یہود کو دعوتِ اسلام..... اور بیشز کا عدم ذکر،

کے بعد، آپ واپس چلے جائیں، مسلمانوں اور اہل کتاب کے درمیان جو پہلی جنگ ہوئی اس وقت سے اسلام میں یہ طریق رائج چلا آتا ہے، امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب پہلے سالار تھے جنہوں نے جنگ سے قبل، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یہودیوں کے سامنے یہ پیش کش کی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، خیبر میں داخل ہونے کی شب، حضرت علیؑ کو بلا کر انہیں جھنڈا عطا فرمایا تو حضرت علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ..... میں ان سے اپنے جیسا ہو جانے تک جنگ کروں؟ فرمایا چلتے جاؤ یہاں تک کہ تم ان کے صحن میں اتر جاؤ پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور اسلام میں اللہ کے جن حقوق کی ادائیگی ان پر فرض ہے انہیں ان کے متعلق باخبر کرو، خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے ایک آدمی کو ہدایت دے تو وہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے، یہودیوں نے اسلام میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تو مسلمانوں نے ان کے قلعوں پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ مسلمانوں کو ان پر مکمل فتح حاصل ہو گئی۔

## جزیرہ کا مطالبہ کیوں کیا، اس جگہ قارئین کے سامنے یہ سوال پیش کرنا ہے کہ اہل کتاب کے ساتھ مسلمانوں

کا یہ طریق ہے کہ جب کبھی وہ ان کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہوتے ہیں تو ان کے خلاف اس وقت تک جنگ شروع نہیں کرتے جب تک انہیں تین باتوں میں سے ایک بات کے اختیار کرنے کا موقع نہ دے دیں، یا تو وہ اسلام میں داخل ہو کر اسلامی سوسائٹی کا ایک جز بن جائیں یا اپنی حفاظت کے عوض میں جزیرہ دیں ورنہ جنگ کریں، مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں یہودیوں سے جنگ کے لئے تیار ہوئے تو آپ نے جزیرہ کے ادا کرنے کی پیش کش نہیں کی بلکہ ان پر اسلام کو پیش کیا اور جب انہوں نے اسلام میں داخل ہونے سے انکار کیا تو ان سے جنگ کی، ..... آپ نے انکی حفاظت اور اپنے علاقے میں رہنے اور ان کے مال و جان کی صیانت کے مقابل، ان کے سامنے جزیرہ کی ادائیگی کی پیش کش کیوں نہیں کی حالانکہ آپ ہمیشہ دیکھا اہل کتاب سے یہی بات کرتے تھے اور جیسے کہ آپ نے تیار کے یہودیوں، نجران کے عیسائیوں اور ہجر کے مجوسیوں کے ساتھ کیا،

بعض مؤرخین نے اس سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ جنگ کی اس وقت تک قرآن کریم میں جزیرہ کے قبول کرنے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، یہ جواب اس لحاظ سے صحیح ہو سکتا ہے کہ جزیرہ کا حکم فتح خیبر کے بعد نازل ہوا تھا مگر ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ یہ محض اجتہاد ہے، اگر قبول جزیرہ کا حکم، جنگ خیبر سے قبل نازل ہوا ہوتا تو پھر بھی ممکن نہیں تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے یہودیوں کو ان لوگوں میں سمجھ لیتے جن کے ساتھ جزیرہ دینے کا معاہدہ کر کے آپ کو اطمینان ہوتا کہ وہ مسلمانوں کی حفاظت میں کامل آزادی کے ساتھ رہیں گے، بلکہ جنگ کے ذریعہ ان کی حکومت اور ہستی کا خاتمہ کرنا ضروری تھا یا وہ بغیر کسی قید اور شرط کے غداروں اور ڈکٹیٹروں کی طرح ہتھیار ڈال دیں جب تک آپ مسلمانوں اور اسلام کی خلاف ان کے مظالم کے مطابق ان کے مقامات پر قبضہ کر کے ان کا خاتمہ نہ کر دیتے وہ مسلمانوں کے امن اور سلامتی کو برباد کرتے رہتے اور سات سالہ تجربات نے جن میں حضور الصلوٰۃ والسلام



نے ان یہودیوں سے انتہائی رواداری برتی، ثابت کر دیا ہے کہ یہ یہودی جسم میں سرطان کی گھٹا  
 کی طرح ہیں جس کا علاج اس کے استعمال کے سوا اور کوئی نہیں، یہودیوں نے اسلامی رواداری  
 کے سایہ میں، وہ چیز حاصل کر لی تھی، جو ان سے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جزیر  
 قبول کرنے سے زیادہ قدر والی تھی اور وہ یہ بات تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 بطیب خاطر اور صاف نیت سے یہ قبول کر لیا تھا کہ یہ یہودی مسلمانوں کے حلیف و دان  
 سے متفق رہیں گے اور اپنی جانوں اور عزتوں کے بارے میں مطمئن ہوں گے اور اپنے دین کے  
 بارے میں آزاد ہوں گے اور اس کے بالمقابل مسلمان باوجود یثرب میں بادشاہ ہونے کے ان سے  
 ایک درہم بھی نہیں لیں گے، اور وہ معاہدہ یثرب کے بموجب مسلمانوں کے ساتھ نفع و نقصان  
 میں شامل ہوں گے، اس لحاظ سے کہنا چاہیے کہ وہ اس معاہدہ کے بموجب ایک مستقل امت  
 ہوں گے جو ملت اسلامیہ کے ساتھ تمام حقوق میں بغیر کسی امتیاز کے مساوی ہوں گے، لیکن  
 یہودیوں نے اس رواداری اور حسن سلوک کا کس وجہ سے مقابلہ کیا جس نے انہیں روادار  
 اسلامی عربی اکثریت کے درمیان غیر ملکی یہودی اقلیت ہونے کے (ایسا بنا دیا ہے) کہا ہوں  
 نے اپنی دینی، اجتماعی اور اقتصادی زندگی میں جو یثرب میں اسلام کے تسلط سے قبل انہیں  
 حاصل تھی، کئی تبدیلی کا شہدہ کیا؟، یہود نے نازک ترین اوقات میں اس رواداری،  
 اور حسن سلوک کا مقابلہ، غداری، خیانت، ڈکیت، شہ پ، ظلم اور عہد شکنی سے کیا،.....  
 یہ اسرائیلی قبیح اخلاق ہیں جو اس وقت سے ان کے لازم حال ہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت  
 داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی ہے، رسول  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے یثرب میں یہودیوں کے ان اخلاق سے  
 بڑی پریشانیاں اٹھائیں اور سخت خطرناک مشکلات اور کئی سازشوں کا سامنا کیا، مگر  
 اس کے باوجود آپ نے ان یہودیوں کے ساتھ رواداری اور درگزر کا سلوک کیا نیز آپ  
 نے ان کی عہد شکنی اور ڈکیت، شہ پ کے بالمقابل باوجود طاقت رکھنے کے ان کی خون ریزی سے  
 اجتناب کیا، آپ نے ان یہودیوں کے ساتھ عفو و درگزر کا جو آخری اقدام کیا وہ مدینہ  
 میں نبی نصیر کے یہودیوں کے ساتھ آپ کا سلوک تھا آپ نے ان کے خون کی حفاظت کی اور  
 ان کی عورتوں، بچوں کو قید ہونے سے بچایا اور انہیں پرامن طریق سے مقدر پھر سلطان

اٹھا کر جہاں وہ چاہیں، جانے کی اجازت دے دی، مگر ان یہودیوں نے خیبر میں ابھی ٹھکانہ بھی نہ پکڑا تھا کہ انہوں نے اُسے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جارحیت کا خطرناک ادوہ بنا دیا، اس ادوے کی موجودگی سے مسلمانوں کو شدید پریشانیوں اور خطرناک احوال سے دوچار ہونا پڑا، قریب تھا کہ وہ ان کی ہستی کو ملامت کر دیتے جیسا کہ ہم نے اپنی دو کتابوں غزوہ احزاب اور بنی قریظہ میں اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے، پس ان یہودیوں نے یہ بات ثابت کر دی کہ خواہ ان سے کس قدر درگزر اور حسن سلوک کیا جائے اور خواہ ان کو کس قدر پختہ عہد دیئے جائیں، جب تک زندہ ہیں اسلام کے وجود کو ختم کئے بغیر اور مسلمانوں کی جڑ کاٹنے بغیر ہرگز راضی نہ ہوں گے، اس لئے یہ ایک بدیہی اور مزہدی امر ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جارحیت کو ختم کرنے اور ان کے شر سے بچنے کے لئے یہود کے وجود کے خاتمہ کے بغیر اور کوئی راستہ اختیار نہ کریں، اگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کو ان کے گھروں میں منتقل نہ کر دیتے اور ان کی جارحیت کے ادوے پر قبضہ نہ کرتے تو ان کی جارحیت کا خاتمہ نہ ہوتا، اس طرح آپؐ، یہود کی جارحیت اور ہمشکنی کے شر سے مسلمانوں کی امن و سلامتی کے ضامن بن گئے، اس جگہ (واللہ اعلم) وہ سبب معلوم ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے (اہل کتاب سے جزیرہ کی قبولیت کے قانون کے بعد) خیبر کے یہودیوں کے ساتھ وہ معاملہ کیوں نہیں کیا جو وہ دوسرے اہل کتاب کے ساتھ کرتے تھے یعنی ان سے جزیرہ لینے پر ہی اکتفا کرتے، کیونکہ ان یہودیوں کا حکم، ان عہد شکن غداروں کا ہو گیا تھا جن سے بار بار عہد شکنی، غداری، تہر و اور ڈکٹیٹر شپ کا ارتکاب ہوتا تھا اور بار بار کے تجربات نے بھی ثابت کر دیا تھا کہ ان کا کسی عہد کا پورا کرنا ممکن ہی نہیں اور خیبر کے یہودیوں سے مسلمانوں کا جزیرہ قبول کرنا ایک عہد تھا اور سالہا سال کے تجربات نے یہ بات ثابت کر دی تھی کہ ان یہودیوں کے ساتھ اس قسم کے معاہدے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ انہیں مسلمانوں کو کچلنے کے لئے ایک نیا موقع فراہم کرنا ہے جیسا کہ بنو نضیر نے احزاب کو تیار کر کے کیا اور بنو نضیر نے اس وقت کیا جب انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ نہایت نازک وقت میں عہد شکنی اور غداری کی اسی لئے (واللہ اعلم) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے صرف دو باتوں میں سے ایک بات کو قبول کیا، یا تو وہ اسلام میں داخل ہو کر، اسلامی سوسائٹی کا جزو بن جائیں۔

اور یا صلح تہادیم کے لئے تیار ہو جائیں تاکہ جو کام ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ کر دے!..... ہم نے تحلیل و تجزیہ اور استنتاج کر کے جس بات کو اختیار کیا ہے اس کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیہ کی ادائیگی کی پیش کش کے بغیر، یہودی خیر کے ساتھ جنگ کرنے پر اس لئے اصرار کیا تاکہ ان کا وجود اور اموال محفوظ رہیں حالانکہ اسی وقت آپ نے تہاد کے یہودیوں سے جزیہ قبول کیا اور ان کے تمام اموال کو ان کے لئے چھوڑ دیا اور ان سے جنگی لوگوں کی طرح سلوک نہیں کیا اور انہیں آزاد چھوڑ دیا گیا اور ان میں سے کسی مرد، عورت یا بچے کو قیدی نہیں بنایا، اسی طرح کاسلوک آپ نے فدک کے یہودیوں کے ساتھ معاملت کے وقت کیا اور ان سے نصف زمین لینا قبول کر لیا اور انہیں ان کے علاقے میں آزاد چھوڑ دیا، حالانکہ فدک کو، خیبر کے مضافات میں شمار کیا جاتا ہے، بلاشبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک اور تہاد کے یہودیوں اور خیبر کے یہودیوں کے درمیان امتیازی سلوک روا رکھا اس لئے کہ خیبر کے یہودیوں نے اپنی متواتر جارحیت اور سازشوں سے مسلمانوں کی سلامتی اور امن کے لئے خطرہ پیدا کر دیا تھا جو پہلے دو مقامات کے یہودیوں نے نہیں کیا، یہودی خیبر کی سازشیں اس وقت ختم ہوئیں، جب مسلمانوں نے خیبر پر غالب آکر ان کے داخل اور کینے وجود کا خاتمہ کر دیا..... نیز تہاد، شمال اور فدک کے یہودیوں کا ان خوفناک اور جارحانہ سازشوں میں کوئی ہاتھ نہ تھا جن کی تیاری خیبر میں ہوئی تھی اور ہجرت کے چوتھے سال جنگ خندق میں، سادات خیبر نے خود احترام کی قیادت کی تھی،

**جنگ کا آغاز** حضرت علی بن ابی طالب نے ناسدہ نبوی کے طور پر، خیبر کے یہودیوں کو، اسلام میں داخل ہو کر اپنے خون کا تحفظ کرنے اور تمام حقوق میں مسلمان عربوں کے ساتھ برابر ہونے اور کفر کی ظلمت سے نکل کر نورِ توحید کی طرف آنے کی جو دعوت دی اس کے قبول کرنے سے انہوں نے انکار کر دیا، خیبر کے یہودیوں نے (انہیں اپنی کثرت تعداد، تیاری اور سامان جنگ پر بڑا ناز تھا) اس دعوت کا جواب قطعی انکار میں دیا بلکہ یہود نے جواب میں جنگ کا آغاز کر دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلے دن خیبر پہنچے تو انہوں نے مسلمانوں پر سخت حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں کئی صحابہ شہید ہو گئے اور بچاؤ زخمی ہو گئے جس میں بعد میں

مسلمانوں کے پڑاؤ کے امدادی سنٹر میں لایا گیا،

## قیادتوں و جھنڈوں کی تنظیم و تقسیم

یہودیوں نے جب دعوت  
امن کے رد کرنے پر اصرار

کیا اور جنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوج کو تیار کرنے اور  
قیادتوں کو تقسیم کرنے میں لگ گئے،

## علم نبوی

جنگ خیبر کے روز، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم سفید  
تھا، جسے عقاب کہتے تھے، اس میں سیاہی کے ساتھ لالہ

آلا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا آپ نے پہلے دن جب حضرت علیؑ کو، یہودیوں کو  
امن اور اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دینے کا حکم دیا تو آپ نے یہ جھنڈا انہیں عطا فرمایا،

## انصار و مہاجرین کے چار جھنڈے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حملہ سے  
قبل چار قیادتوں میں چار جھنڈے تقسیم کئے  
دو جھنڈے مہاجرین کے تھے جنہیں آپ

نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو عطا فرمایا اور دو جھنڈے انصار کے تھے  
جنہیں آپ نے حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت جباب بن المنذرؓ کو عطا فرمایا، ابن سعد  
اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ جھنڈے صرف جنگ خیبر کے روز ہی تھے اس دن سے قبل چھوٹے  
جھنڈے ہوتے تھے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس دور میں الرایۃ اور اللواء (بڑا  
اور چھوٹا جھنڈا) میں فرق کیا جاتا تھا،

## پہرے

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرے کے لئے ایک  
فوجی دستہ تیار کیا جو رات کے وقت دشمن کے قلعوں کے

ارد گرد گشت کرتا تھا اور ان کی حرکات کا بھی جائزہ لیتا تھا، جن لوگوں نے اسلامی پرچوں کی  
پہرے داری کرنے اور رات کو گشت کرنے کی ذمہ داری لی، ان میں حضرت عمر فاروق بن الخطاب  
بھی شامل تھے، اور پڑاؤ کی قیادت اور الرزیع میں انتظامیہ کے تمام امور، حضرت عثمان بن  
عقمان کو سونپے گئے،

## یہود کے کھیتوں کی بربادی اور کچھ کھجوروں کا جلانا

مورخین کی باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہود کو انتباہ کرنے کے بعد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی حربی کارروائی یہ کی کہ ان کی کھیتوں اور کھجوروں پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں نے دشمن کو خوف زدہ کرنے کے

لئے ان کی کھجوروں کو کاٹنا شروع کر دیا، مجموعی طور پر مسلمانوں نے چار سو کھجور کے درختوں کو کاٹا، پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کٹنے سے منع فرمایا تو وہ رُک گئے، جن کھیتوں پر مسلمانوں نے قبضہ کیا اور جن کھجوروں کو کاٹا وہ پہلے حصے یعنی علاقہ نطاۃ میں تھیں اور خیبر کا پہلا حصہ وہ ہے جس نے شدید ترین معرکوں کو دیکھا ہے،

حصول مقصد کیلئے مشکل مہم،  
خیبر کے جنگی مراحل کے قتب کرنے والے پر  
یہ بات واضح ہو جائے گی کہ خیبر میں یہودیوں

کے وجود کے خاتمہ کے لئے مسلمانوں کو عظیم پریشانیوں اور بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، اس پر مستزاد یہ کہ قلعے نہایت مضبوط تھے اور یہودی جانباڑوں سے پڑتے جو مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھے، پھر آپ دہوا کی خرابی کی وجہ سے حملہ سے قبل ہی بہت سے مسلمانوں کو بخار نے آیا، کیونکہ خیبر قدیم زمانہ سے تالابوں کی کثرت کی وجہ سے بخار کا گھر ہے اس بخار نے مسلمانوں کی جسمانی قوتوں کو متاثر کیا لیکن ان کے عزم میں رکاوٹ نہ بن سکا، انہوں نے بڑے صبر اور بہادری کے ساتھ جنگ کو جاری رکھا یہاں تک کہ انہیں فتح حاصل ہو گئی،

مورخین کا اس بارے میں اختلاف ہے  
کہ خیبر کے قلعوں میں سے کون سا قلعہ سب

سے پہلے مسلمانوں کے حملے کا نشانہ بنا، تحقیق و تَحْقِص اور روایات کے موازنہ کے بعد ہمارے نزدیک مرجح بات یہ ہے کہ جمہور مورخین کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے سب سے پہلے النطاۃ، اور الشق کے قلعوں پر حملہ کیا (یہ خیبر کے نصف اول میں واقع ہے) اور یہ پانچ قلعے ہیں۔ النطاۃ کے قلعوں میں سب سے پہلے ناعم کا قلعہ ہے جس پر مسلمانوں نے حملہ کیا، خیبر کے قلعوں میں حصول مقصد کے لئے داخل ہونا ایک بڑا مشکل کام تھا، وہ بڑے مضبوط قلعے

تھے ان کے فتح کرنے کے لئے منجینق اور آگ اگلنے والے تباہ کن آلات کی ضرورت تھی جن کو بہت سی قوتیں استعمال کرتی تھیں جن میں خود میہودِ خیر بھی شامل تھے، لیکن جس وقت مسلمان خیر کی جانب آئے اس وقت ان کے پاس ان تباہ کن آلات میں سے کوئی چیز بھی نہ تھی، اس لئے قلعہ بند میہودیوں نے، سخت مقاومت کی جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت صعوبت برداشت کرنی پڑی۔

## مسلمانوں کا پہلا پڑاؤ

جیسا کہ ہم اس کتاب میں پہلے بیان کر آئے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے خیر کی شمالی جانب سے جو النظاۃ کے بالائی حصے میں ہے حملہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ آپ میہود اور شام کے درمیان حائل ہو جائیں اور فطقان کو بھی جانبازوں کی مددینے سے روک دیں اور عملاً آپ نے، النظاۃ کے بالائی حصے میں ایک کھلی جگہ پر اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا جو قلعہ ناظم کے قریب تھا اور یہ خیر کا پہلا قلعہ ہے جس پر مسلمانوں نے حملہ کیا اور میہود کے مشہور شہسوار مرحب کا قلعہ ہے جسے حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے پہلے روز، قلعہ ناظم پر پُر زور حملہ کیا اور اس قلعہ پر حملہ کرنے میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے، آپ ظُرب نامی گھوڑے پر سوار تھے اور دو زربیں اور خود پہنے ہوئے تھے خود کے اوپر ایک اور خود تھا اور آپ کے ہاتھ میں نیزہ اور ڈھال تھی، قلعہ ناظم کے سامنے مسلمانوں اور میہودیوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی، مسلمانوں نے اس قلعے پر سخت حملہ کیا اور پورا دن اس پر حملہ آور رہے، لیکن میہود کی جانب سے (مرحب اور اس کے بھائی یا سر اور حارث کی قیادت میں) انہیں سخت مقاومت کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ اس قلعے پر مسلمانوں کے پہلے دن کے حملے ناکام ثابت ہوئے بلکہ قلعہ ناظم کے دفاع میں میہودیوں کی جانبازی یہاں تک پہنچ گئی کہ انہوں نے قلعے کے دروازے کھول کر ان مسلمانوں پر سخت حملہ کر دیا، اور حارث (ابن زینب مرحب کے بھائی) کی قیادت میں قلعے سے باہر نکل کر ان کے دستے مسلمانوں پر چل پڑے اور انصار کے دستوں سے ان کی مدد بھیڑ ہو گئی..... قلعے کے باہر زبردست جنگ کے بعد، انصار نے میہودی سالار حارث کو بھگا دیا اور میہودیوں کو ہنکا کر قلعے کے اندر داخل کر دیا اور انہوں نے اپنے دروازے

بند کر لئے، مگر یہودیوں نے نئے سرے سے دوبارہ حملہ کیا اور قلعے کے دروازوں کو کھول دیا اور  
 اُسینر کی قیادت میں (مرحوب کے خاندان کا ایک آدمی) سخت حملے کئے مگر مسلمانوں نے  
 ان حملوں کو روک لیا، لیکن یہود نے ان پر سخت دباؤ ڈالا یہاں تک کہ انہیں بکھیر دیا اور  
 اپنے حملے کی جگہ پر آگئے حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے تو یہ بات آپ پر  
 بہت گراں گذری،

## پچاس زخمی اور ایک شہید

جنگ کے پہلے روز، (قلعہ نامم.....  
 مرحوب کے سامنے) مسلمانوں کو بہت

نقصان برداشت کرنا پڑا، قلعہ کے بروجوں سے یہودیوں کی تیر اندازی سے پچاس آدمی زخمی ہو  
 گئے، ان سب زخمیوں کو دوسرے دن الرزجیع میں علاج کے لئے لایا گیا جو وہاں کا امدادی سنٹر  
 تھا، اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب بن منذر کے مشورہ سے اپنا ہیڈ کوارٹر  
 اس جگہ منتقل کر لیا، جس کی تفصیل آئندہ بیان ہونگی، انشاء اللہ،

معرکہ خیبر کے پہلے روز سب سے پہلے شہید  
 ہونے والا جوان محمود بن مسلمہ تھا جو محمد بن  
 مسلمہ انصاری کا بھائی تھا، محمود بن مسلمہ

## خیبر کا پہلا شہید محمود بن مسلمہ رضی

جنگ میں قتل نہیں ہوا اسے اس وقت دھوکے سے قتل کر دیا گیا جب وہ قلعہ نامم کے کسی  
 ذیلی مکان میں سایہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اسے اس بات کا گمان بھی نہ تھا کہ وہاں کوئی یہودی  
 سپاہی موجود ہوگا، محمود (بہادروں کی طرح جنگ کرنے کے بعد، یہ دن شدید گرمی  
 کا تھا) تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے اس سامنے میں آگیا تو اس پر مرحوب یہودی نے چکی کا  
 ایک پاٹ گرا دیا جو اس کے سر پر لگا جس سے اس کا خود ٹوٹ گیا یہاں تک کہ اس کی  
 پیشانی کی کھال اس کے منہ پر گر پڑی، اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لایا گیا تو  
 کھال دوبارہ پہلے کی طرح پیشانی پر لگادی گئی پھر اس کے سر پر پٹی باندھ دی گئی، اس کے  
 بعد اسے امدادی سنٹر میں منتقل کر دیا گیا، وادی الرزجیع میں تین دن کے علاج کے بعد اس  
 کی روح نفسِ حق تعالیٰ سے پرواز کر گئی،

جنگ کے پہلے روز، جس میں مسلمانوں کو شدید پریشانی اور نقصان اٹھانے پڑے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
ہیڈ کوارٹر کی تبدیلی

ایک بڑے سالار نے جو انصار صحابہ میں سے تھے (حباب بن منذر) دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہے وہ جنگی حکمت عملی کے نقطہ نظر سے مناسب نہیں، اس نے آپ کو بتایا کہ آپ اپنے اس ہیڈ کوارٹر کو چھوڑ کر کسی اچھی جگہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنائیں، حباب نے دیکھا کہ جس جگہ کو آپ نے ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا ہے اس سے النظاۃ کے وہ قلعے جن پر حملہ کرنا مقصود ہے بہت اونچائی میں واقع ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ ان قلعوں کے سامنے مسلمانوں کا تمام پڑاؤ کھلا نظر آتا ہے (جن میں ناعم کا قلعہ بھی تھا) اور یہ بھی دیکھا کہ یہودی قلعوں سے جو تیر مارتے ہیں وہ پڑاؤ کے اندر اگر مسلمانوں کو لگتے ہیں، جس کی وجہ سے پچاس مسلمانوں کو مختلف قسم کے زخم لگ چکے ہیں، پھر اس نے یہ بھی دیکھا کہ مسلمانوں کا پڑاؤ ایک وبارزہ علاقہ میں ہے جہاں کھجوریں افرشتے ہیں مورخین نے بیان کیا ہے کہ حباب بن منذر جنگ کے پہلے روز، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (اس وقت وہ قلعہ ناعم پر حملہ کر رہا تھا) اور کہنے لگا یا رسول اللہ، آپ نے جس جگہ پر قیام فرمایا ہے اگر یہ حکم الہی کے مطابق ہے تو ہم اس باسے میں بات نہیں کرتے اور اگر اپنی رائے سے ہے تو ہم بات کرتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس جگہ پر رائے سے قیام کیا گیا ہے تو حباب نے عرض کیا یا رسول اللہ، آپ قلعوں کے قریب ہو گئے ہیں اور کھجوروں اور پشموں کے درمیان اتر پڑے ہیں، مجھے اہل نظاۃ کے باسے میں علم ہے کوئی قوم ان سے زیادہ صحیح تیر مارنے میں ماہر نہیں اور وہ ہم سے بلندی پر ہیں، اور وہ نیچے آنے میں اپنے تیروں سے بھی زیادہ تیز ہیں، اور میں ان کے شیخون مارنے سے بھی بے خوف نہیں ہوں وہ کھجوروں کی ادٹ میں داخل ہو جائیں گے، یا رسول اللہ کسی اور جگہ چلے جائیے جہاں چٹے اور دبانہ ہو، ہم اپنے اور ان کے درمیان پتھروں کو ادٹ بنالیں گے تاکہ ان کے تیر ہمیں گزند نہ پہنچائیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حباب کی رائے کو درست سمجھتے ہوئے فرمایا آپ نے رائے دے دی ہے شام کے وقت ہم



یہاں سے چلے جائیں گے،

## شام تک مسلسل جنگ | مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ

ناعم قلعہ کے رہنے والوں سے رات کے چھا جانے تک مسلسل جنگ کی جائے تاکہ آپ رات کو اپنے ہیڈ کوارٹر کو تبدیل کر سکیں آپ نے جناب بن منذر سے فرمایا، ہم آج دن بھر ان سے جنگ کریں گے نیز عملاً آپ نے جناب بن منذر کے مشورہ سے مشہور صحابی محمد بن مسلمہ انصاری کو بلا یا جو آپ کے حفاظتی دستہ کے سالار تھے اور فرمایا کہ جس جگہ ہم نے پڑاؤ کیا ہو اس سے کوئی اچھی جگہ تلاش کرو تاکہ ہم وہاں منتقل ہو جائیں آپ نے فرمایا ہمارے لئے کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جو ان کے قلعوں سے دور ہو اور وباد سے بھی پاک ہو اور اس میں ہم ان کے شبخون مارنے سے بھی بے خوف ہوں، محمد بن مسلمہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں آپ کے بیان کردہ اوصاف کے مطابق، جگہ تلاش کرنے کے لئے نکل پڑے تاکہ وہ فوج کے لئے جدید پڑاؤ کا کام دے، محمد بن مسلمہ نے بڑی جستجو کے بعد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق فوج کے پڑاؤ کے لئے ایک مناسب جگہ تلاش کر لی، اور وہ وادی الرجیع تھی، اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں، جبکہ آپ قلعہ ناعم کے سامنے جنگ کر رہے تھے، اگر عرض کیا یا رسول اللہ، میں نے آپ کے لئے جگہ تلاش کر لی ہے پھر آپ کے سامنے اس نے وادی الرجیع کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ برکت دے..... مگر اس روز آپ رات تک اہل نطاۃ سے (جس میں ناعم قلعہ تھا) مصروف پیکار رہے آپ قلعہ کے نشیب سے جنگ کرتے تھے، اور یہودی بھی اس دن اکٹھے ہوئے تھے، جناب بن منذر نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ نے جگہ بدل لی ہوتی آپ نے فرمایا جب شام ہوگی ہم انشائاً اللہ جگہ بدل لیں گے، یہودیوں کی تیر اندازی سخت ہو گئی یہاں تک کہ ان کے تیر مسلمانوں کے پڑاؤ میں آکر پڑنے لگے، بلکہ اس سے آگے بھی

والد الرجیع، خیبر کے قریب ایک وادی ہے اور یہ اس الرجیع سے مختلف جگہ ہے جس میں مشرکوں نے سات اصحاب انبیاء سے دھوکہ کیا تھا یہ جگہ پانی والی ہے اور مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے، اس کے اور مدینہ کے درمیان بیس راتوں کا فاصلہ ہے۔

گزرنے لگے اور مسلمان ان تیروں کو اٹھا کر پھر ان کی طرف انہیں مارتے۔

جنگ کے پہلے روز کی شام کو، رسول کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ وادی  
الرزیع میں منتقل ہو گئے جسے محمد بن مسلمہ انصاری

## مسلمانوں کا وادی الرزیع میں جانا

نے آپ کے لئے پسند کیا تھا، آپ نے وادی الرزیع کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا، نیز نطاۃ کے  
قلعوں میں، موجود یہود کے خلاف اسے حربی کارروائیوں کے انتظام کے لئے جگی اڈہ بنا دیا۔  
(خصوصاً قلعہ ناعم کے خلاف) آپ مسلمانوں کو اپنے جھنڈوں تلے، اپنے پڑاؤ سے  
جنگ کے لئے لے جاتے اور جب شام ہو جاتی تو اپنی فوج کے ساتھ الرزیع میں واپس آ  
جاتے، آپ نے اپنے پڑاؤ کے اندر جنگ میں زخمی ہونے والوں کے علاج کے لئے ایک  
امدادی سنٹر بھی بنایا ہوا تھا، زخمیوں کو، زخمی ہوتے ہی میدان سے اٹھا کر امدادی سنٹر میں  
منتقل کر دیا جاتا تھا، پہلے روز قلعہ ناعم کے سامنے جو پچاس آدمی زخمی ہوئے ان کا علاج  
وادی الرزیع میں ہی پایہ تکمیل کو پہنچا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فوجی پڑاؤ کی قیادت حضرت عثمان بن  
عفانؓ کو سونپی، وادی الرزیع، نطاۃ کے

## پڑاؤ کا سالار حضرت عثمان بن عفانؓ

بالائی حصہ میں ہے جہاں یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان سخت ترین معرکے ہوئے اس کا  
مفہوم یہ ہے کہ پہلے روز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نطاۃ کی لڑائی سے یہودیوں کے  
ساتھ جنگ کی پھر الرزیع جانے کے بعد نطاۃ کے بالائی حصے سے جنگ کی یہاں تک کہ  
اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیر پر فتح دے دی،

مسلمانوں نے جب قلعہ ناعم کے محاصرہ کا  
آغاز کیا تو ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس کے  
بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب

## مسلمانوں کا شدید فوجی نظم و ضبط

کو، فوجی نظم و ضبط کے متعلق ایک سبق دیا اور فوج کے سالار عام کے احکام کی پابندی  
نہ کرنے کی اہمیت بتائی، کہ فوجی، جب تک اپنے سالار سے اجازت نہ حاصل کر لیں اس

وقت تک کسی کارروائی کا اقدام نہ کرے، مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (آپ اس وقت النظاۃ میں قلعہ ناعم پر حملہ کے لئے تیار تھے) فوج کو اس وقت تک جنگ کرنے سے منع فرمایا۔ جب تک اُسے آپ سے اجازت نہ مل جائے لیکن سلاوی فوج کے ایک جوان نے (جو نجد کے اشیع قبیلہ سے تھا) ایک یہودی کو دیکھ کر اُسے قتل کرنے کے ارادہ سے اس پر حملہ کر دیا، مگر خیبر کے مشہور شہسوار مرحب نے حائل ہو کر اشیعی جوان کو قتل کر دیا تو لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ، فلان آدمی شہید ہو گیا ہے تو آپ نے فرمایا، کیا وہ میرے جنگ سے منع کرنے کے بعد مارا گیا ہے، لوگوں نے کہا ہاں! تو آپ نے منادی کو حکم دیا کہ یہ اعلان کرے کہ کسی نافرمان کے لئے جنت میں جانا جائز نہیں، آپ نے یہ بات اشیعی مسلمان کی طرف جس نے فوجی نظم و ضبط کی مخالفت کی تھی، اشارہ کرتے ہوئے فرمائی کیونکہ اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے قبل ہی یہودیوں سے جنگ شروع کر دی تھی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان فوجی معاملات میں اور خصوصاً جنگ کے حالات میں دیگر تمام اقوام سے اشدت اور سختی میں بڑھے ہوئے تھے یہ ایک مسلمان جوان تھا جسے ایک یہودی نے میدان جنگ میں قتل کر دیا لیکن اس کے باوجود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اشیعی مسلمان کی یہ کارروائی ایک آنکھ نہ بھائی اور آپ نے اُسے نافرمان تصور کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے،

## اسلام کی وسعت و آسائش

قلعہ ناعم کے محاصرہ کے دوران، یہودیوں کے ایک غلام نے اسلام

قبول کر لیا اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑا اور مارا گیا اور خدا تعالیٰ کو ایک سجدہ کئے بغیر جنت میں داخل ہو گیا، کیونکہ وہ جس روز مسلمان ہوا، اسی روز، نماز کا وقت آنے سے پہلے ہی شہید ہو گیا، تاریخ میں بیان ہوا ہے کہ اسلم نامی حبشی جو خیبر کے پانچ سرداروں میں سے کسی ایک کا غلام تھا (عامر کا غلام تھا جو مرحب کے ساتھ مارا گیا تھا) جو عامر یہودی کی بکریاں چرایا کرتا تھا اس نے جب اہل خیبر کو قلعہ بند ہوتے اور جنگ کے لئے تیاری کرتے دیکھا تو اس نے ان سے اس باسے میں پوچھا، انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس شخص سے جنگ کر رہے ہیں جو اپنے آپ کو نبی خیال کرتا ہے یہ بات اس کے دل میں گھم کر گئی وہ اپنی بکریاں کو،

ہانکھا ہوا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا پھر اس نے آپ سے ملاقات کرنا چاہی تو آپ نے اسے ملاقات کی اجازت عطا فرمادی جب وہ آپ کے پاس آیا تو اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کیا کہتے ہیں اور کس بات کی دعوت دیتے ہیں، آپ نے بڑی کثافت سے فرمایا میں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور یہ کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کر، غلام نے عرض کیا، اگر میں یہ شہادت دے دوں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤں تو مجھے کیا ملے گا، آپ نے فرمایا اگر تو اس شہادت اور ایمان پر مہرے تو تجھے جنت ملے گی پس اسلام نے اس کے دل میں گھر کر لیا اور وہ مسلمان ہو گیا،

**امانت کے متعلق سبق** پھر اس حدیث نے کہا یا رسول اللہ، یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں، اب میں ان کے

باغے میں کیا کروں، آپ نے فرمایا انہیں فوج سے باہر نکالو پھر انہیں ہانک دو، اور کنکریاں مارو، اللہ تعالیٰ تیری طرف سے یہ امانت ادا کرے گا، حدیث نے کھڑے ہو کر کت بھر کنکریاں لیں اور اپنے سامنے پھینک کر کہا اپنے مالک کی طرف واپس چلی جاؤ، خدا کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا وہ بکریاں اکٹھی ہو کر چل پڑیں ایک ہانکنے والا انہیں ہانکتا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ قلعہ مرحب میں داخل ہو گئیں پس یہودی کو پتہ چل گیا کہ اس کا غلام، مسلمان ہو گیا ہے،

مورخین بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب قلعہ ناعم کے یہودیوں سے لڑنے کے لئے جھنڈا اٹھا کر نکلے اور ان کے پیچھے پیچھے یہ حدیث بھی یہودیوں سے لڑنے کے لئے لایا اور قتل ہو گیا اسے اٹھا کر امدادی سنٹر میں لایا گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس غلام کو عزت دی ہے اور اسے خیر کی طرف لایا ہے، میں نے اس کے سر کے پاس دو موٹی آنکھوں والی حویریں دیکھی ہیں حالانکہ اس نے خدا تعالیٰ کو کبھی سجدہ بھی نہیں کیا، اور دو سرخ روایت میں ہے کہ ایک سیاہ نام آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگا، میں ایک سیاہ نام، قبیح چہرہ اور بدبو دار آدمی ہوں اور میرے پاس کوئی مال نہیں، اگر میں ان لوگوں کے ساتھ لڑتا ہوں تو

جاؤں تو کیا میں جنت میں داخل ہوں گا؟ فرمایا ہاں! تو وہ آگے بڑھ کر لڑا، یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقتول کے پاس آکر فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے چہرے کو خوبصورت بنا دیا ہے اور تیری بو کو پاکیزہ بنا دیا ہے اور تیرے مال کو بڑھا دیا ہے، پھر فرمایا میں نے اس کی دو بیویوں کو دیکھا ہے جو موٹی آنکھوں والی خوروں میں سے ہیں جو اس کا جبہ اناڑہی ہیں اور اس کی جلد اور جوتے کے درمیان داخل ہو رہی ہیں۔

النحاة کے قلعوں میں سے  
مضبوط ترین قلعہ نام تھا

قلعہ ناعم پر قبضہ کرنے کے لئے، اس کے سامنے مسلمانوں نے جو سخت جنگیں کیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خیر کا مضبوط

ترین قلعہ تھا اور اس کی مدافعت کرنے والے یہودی، خیبر کے شجاع ترین اور سخت جنگ باز یہودی تھے، اس کی دلیل کے لئے یہی بات کافی ہے کہ خیبر کا شہسوار مرحب اس مضبوط قلعے کے دفاع کی قیادت کر رہا تھا اور اس کی مدد دوائیے شہسوار کر رہے تھے جو حیرت و شجاعت میں اس سے کم نہ تھے اور وہ اس کے دونوں بھائی یا سرا اور عارث تھے یہ تینوں سالہ، مبارزت میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے ان جانناز شہسواروں کے مرنے کے بعد ہی، مسلمانوں نے قلعہ ناعم کو فتح کیا، جس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی۔

قلعہ ناعم کے  
محاصرہ میں شدت

اس قلعے کے دفاع میں اگرچہ آل مرحب اور اس کی فوج نے بہادری کے کئی کارنامے

دکھائے، اور یہودی کی سخت مقاومت سے مسلمانوں کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی اور باوجود اس بات کے کہ اس علاقے کی آب و ہوا کی ناموافقیت کی وجہ سے حبش نبوی کے بہت سے جوانوں کو بخار نے آیا، پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس مضبوط قلعے کے یہودیوں پر محاصرہ کو سخت کر دیا جائے جسے خیبر کی پہلی دفاعی لائن سمجھا جاتا تھا۔

مرحب کا قتل ہونا اور قلعے کا کھلنا

یہود نے اپنی شدید مقاومت کو جاری رکھا اور حضور علیہ

الصلوة والسلام نے بھی اس قلعے کو فتح کرنے کے ارادے سے اس پر حملہ کرنے میں امر کیا  
 آپ نے مہاجرین و انصار کا ایک دستہ، دوسرے دستے کے پیچھے قلعہ نام پر حملہ کرنے  
 کے لئے بھیجا لیکن یہ سب دستے قلعے میں داخل ہونے اور اس کی مضبوطی کی وجہ سے اسے فتح کرنے  
 اور یہودی شدید مقاومت کی وجہ سے عاجز آگئے، امتاع الاسماع کا مؤلف اس قلعے کے  
 سامنے جنگ کی صعوبت کا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ نے، اپنا جھنڈا ایک مہاجر  
 کو دیا مگر اس سے کچھ نہ بنا، پھر آپ نے ایک اور مہاجر کو جھنڈا دیا مگر اس سے بھی کچھ نہ  
 بنا اور واپس لوٹ آیا پھر آپ نے انصار کا جھنڈا ایک انصاری کو دیا مگر وہ بھی بغیر کچھ نہ  
 واپس آگیا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور یہودی کے  
 دستے (جن کے آگے آگے حارث ابو زینب، مرحب کا بھائی تھا) بھی سمند کی طرح ٹھاٹھیں  
 مارتے آگئے، حارث لوگوں کی صفیں توڑتا ہوا بڑھتا آ رہا تھا، ان سب کو انصار کا علمبردار  
 قلعے تک لے گیا اور یہودی کے ایک سالار، اسیرنے باہر نکل کر، انصار کو بکھیر دیا اور رسول  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات بہت گراں گزری  
 اور آپ نے غم و اندوہ کی حالت میں شام کی، مرحب کے قتل کے بعد مدافعیین کے دفاع میں  
 کمزوری پیدا ہوئی۔

عاصر بن اروع کا قتل، ابن کثیر نے الہدایۃ والنہایۃ جلد ۱، ص ۱۸۷  
 پر بیان کیا ہے کہ مرحب یہودی اپنے قلعے کے

محاصرہ کے دوران، اپنی تلوار کے ساتھ ناز و ادا سے چلتا ہوا اور مبارزت طلب کرتا ہوا نکلا  
 اور یہ اشعار پڑھ رہا تھا،

قد علمت خیبرانی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب

إذا الحروب اقبلت قلب

ترجمہ: جب جنگ بھڑک اٹھتی ہے تو خیبر کو معلوم ہو جاتا ہے کہ میں ہتھیار بند  
 اور آزمودہ بہادر مرحب ہوں۔

تو اس کے مقابلہ میں سنان بن اروع نے نکل کر یہ شعر پڑھا،

قد علمت خیبرانی عامر شاکی السلاح بطل مجرب

ترجمہ: خیر جانا ہے کہ میں ہتھیار بند اور آزمودہ بہادر عامر ہوں۔

دونوں نے ایک دوسرے پر داسکے تو مرحب کی تلوار، عامر کی ڈھال پر لگی وہ نیچے جھکا تو اس کی اپنی تلوار سے اس کی رگ کٹ گئی جس سے اس کی جان نکل گئی، اس واقعہ کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے جہاں عامر نے راستہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حدیٰ پر مٹی تھی۔

مؤرخین اور اصحاب الحدیث کے درمیان  
**مرحب کو کس نے قتل کیا**  
 یہودی شہسوار مرحب کے قاتل کے

بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے..... ایک فریق کے نزدیک اُسے محمد بن مسلمہ انصاری نے قتل کیا تھا اس فریق کے لیڈر محمد بن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ ہیں اور واقعہ یہ کہ محمد بن مسلمہ نے، مرحب کا مقابلہ کیا اور اس کی دونوں ٹانگیں کاٹ دیں اور اُسے مجروح کر کے چھوڑ دیا اس کی جان نکل رہی تھی، کہ حضرت علی بن ابی طالب اس کے پاس سے گزرے اور جھٹ پٹ مار کر اس کا سر کاٹ لیا، تیسرے فریق کے نزدیک مرحب کے قاتل حضرت علی بن ابی طالب ہیں..... تمام فریقوں کے اقوال پر غور کرنے سے محقق منصف پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس نے مرحب کو قتل کیا وہ حضرت علی بن ابی طالب ہیں کیوں کہ قلعہ اٹھی کے ہاتھوں فتح ہوا تھا، ہم اس جگہ تینوں فریقوں کی روایات کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں، سب سے پہلے ہم ابن اسحاق کی رائے کو درج کرتے ہیں،

” ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب مرحب نے قلعے کے سامنے آکر مبارزت طلب کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مقابلہ کون کرے گا؟ تو محمد بن مسلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کا مقابلہ کروں گا، خدا کی قسم مجھ میں کینیہ جوش مار رہا ہے اس نے کل میرے بھائی کو قتل کیا تھا، تو آپ نے فرمایا اس کے مقابلہ میں جاؤ، پھر حانزلی لے لے اللہ اس کے خلاف اس کی مدد فرما، ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو ان کے درمیان ایک درخت حائل ہو گیا اور دونوں ایک دوسرے سے بچنے کے لئے اس کی پناہ لینے لگے، جب کوئی ان میں سے اس کی پناہ لیتا تو دوسرا اپنی تلوار سے رکاوٹ بننے والی ٹہنیوں کو کاٹ دیتا یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے ہو گئے اور درخت ان کے درمیان کھڑے آدمی کی طرح رہ گیا اور اس میں کوئی شاخ باقی نہ رہی

اس موقع پر مرحب نے ابن مسلمہ پر حملہ کیا، پس وہ اپنی تلوار سے اس پر چل پڑا تو اس نے اپنی ڈھال کے پیچھے پناہ لی جو موٹی چلہ کی بنی ہوئی تھی، مرحب کی تلوار اس پر لگ کر کھٹ گئی اس وقت محمد بن مسلمہ نے تلوار مار کر اسے قتل کر دیا۔

اسی قسم کی بات موسیٰ بن عقبہ نے ذہری سے بیان کی ہے۔

مگر واقعہ کا بیان ہے کہ جب محمد بن مسلمہ نے مرحب کو دعوت مبارزت دی تو اس کی ٹانگیں کاٹ دیں اور جب اس نے مرحب کو زمین پر پھینک دیا تو مرحب نے اسے کہا، میرا کام تمام کرے تو اس نے جواب دیا جس طرح میرے بھائی محمد بن مسلمہ نے موت کا مزا چکھا ہے اسی طرح تو بھی موت کا مزا چکھ، حضرت علی ابن ابی طالب کا وہاں سے گذر ہوا تو آپ نے اس کا سر کاٹ دیا اور دونوں اس کے سامان کے متعلق جھگڑا کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے محمد بن مسلمہ کو، اس کی تلوار، نیزہ اور خود دے دیا، اس کی تلوار پر عبرانی زبان میں لکھا ہوا تھا،

هذا سيف مرحب من يرقه يعطب

یہ مرحب کی تلوار ہے جو اسے چکھے گا، ہلاک ہو جائے گا،

یہ ایک عبرانی شعر ہے جس کا ایک یہودی نے عربی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

بہت سی وغیرہ کی روایت، حضرت علی کے مرحب کے قتل کرنے کے واقعہ کو بہت سے مؤرخین اور

اصحاب الحدیث نے بیان کیا ہے اس جگہ ہم بہت سی روایت کی روایت کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں اور اس کے بیان کرنے سے قبل، مجمل طور پر مقررہ می کے اس بیان کو درج کرتے ہیں کہ حضرت علی نے مرحب کے قتل کرنے سے پہلے اس کے بھائی عارث کو بھی قتل کیا تھا۔

امناع الاساع میں ہے کہ جب قلعہ ناعم پر حملہ کرنے والے سالار کامیاب نہ ہو سکے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اس شخص کو جہنم دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محبت کرتے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اسے فتح دے گا پھر آپ نے حضرت علی بن ابی طالب کو بلا کر جہنم عطا فرمایا اور ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی، سب سے پہلے آپ کے مقابلہ میں مرحب کا بھائی، عارث آیا، تو مسلمان ادھر ادھر ہو گئے اور حضرت علی اس کے مقابلہ



میں ڈٹ گئے اور دونوں نے ایک دوسرے پر وار کئے اور حضرت علیؑ نے حارث کو قتل کر دیا اور یہودی شکست کھا کر اپنے قلعے میں چلے گئے۔

اور بیہقی کی روایت میں ہے (جیسا کہ البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ ص ۱۸۶ میں ہے) کہ کبھی کبھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو درد شقیقہ ہو جاتا تھا پس آپ ایک یا دو دن ٹھہرے رہے اور باہر نہ نکلے، جب آپ خیبر میں اتنے تو آپ کو درد شقیقہ نے آیا اور آپ لوگوں کے پاس نہ آئے، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا پکڑا اور شدید جنگ کی پھر آپ واپس آگئے پھر اس جھنڈے کو، حضرت عمرؓ نے لیا اور پہلی جنگ سے بھی بڑھ کر شدید جنگ کی، پھر واپس آکر، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کے متعلق اطلاع دی تو آپ نے فرمایا میں کل اس شخص کو یہ جھنڈا دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہو گا اور خدا تعالیٰ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت رکھتے ہوں گے وہ بزور قوت قلعے کو لے گا اس وقت حضرت علیؑ وہاں موجود نہیں تھے، قریش کے ہر شخص نے یہ خواہش کی کہ وہ جھنڈا حاصل کرے، صبح ہوئی تو حضرت علیؑ اپنے ادنیٰ پر آئے اور اُسے قریب ہی بٹھا دیا آپ کو آشوبِ چشم کا عارضہ تھا اور آپ نے اپنی آنکھ کو، قطری چادر کے ایک ٹکڑے سے بانڈھا ہوا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، آپ کو کیا تکلیف ہے؟ عرض کیا، آپ کے بعد مجھے آشوبِ چشم کا عارضہ ہو گیا ہے، فرمایا میرے قریب ہو جاؤ، آپ نے حضرت علیؑ کی دونوں آنکھوں میں ٹھوکا قرآن کی تکلیف جاتی رہی، اور آپ نے اپنی راہ لی، پھر آپ نے حضرت علیؑ کو جھنڈا عطا فرمایا تو آپ اسے لے کر خیبر میں آئے اور قلعے کا مالک مرحب یامانی خود پہنے باہر نکلا اور اس کے سر پر خود کی طرح ایک سوراخ دار پتھر بھی تھا اور وہ یہ اجزیہ اشعار پڑھ رہا تھا،

قد علمت خیبر ائی مرحب      مشاکی السلاح بطل مجرب

إذا اللیوث اقبلت تلہب      وأحجمت عن مولد المقلب

ترجمہ: خیبر کو معلوم ہے کہ میں ہتھیار بند اور ایک آزمودہ بہادر ہوں جب شیر سخی پا ہو کر آتے ہیں تو غالب کرنے والے کے حملے سے رُک جاتے ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا:

انا اللہی سمنی اُمی حیدرۃ کاللیث غابات شدیدہ القسورۃ

اکیکم بالصاع کیل السندق

ترجمہ: میری ماں نے میرا نام شیر رکھا ہے جو بن کے شیر کی طرح شدید حملہ کرنے والا ہے میں تم میں وسیع پیمانے پر خونریزی کو پھیلا دوں گا،

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ دونوں نے ایک دوسرے پر وار کئے، حضرت علیؑ نے پتھر خود اور اس کے سر کو چیر دیا اور تلوار اس کی ڈاڑھوں تک چلی گئی اور شہر پر آپ نے قبضہ کر لیا، حافظ بزار نے، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ کے بھیجنے اور فتح نہ کرنے پر تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس حدیث کے سباق میں غرابت اور نکارت پائی جاتی ہے اور اس کی اسناد میں وہ شخص بھی ہے جس پر تشیع کی تہمت ہے، یہ خلاصہ ہے ان اقوال کا، جو مرحب کے قتل کے واقعہ میں بیان ہوئے ہیں مگر جب ہم مختلف روایات کا تعحص کرتے ہیں تو ہم اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جس میں یہ ذکر ہے کہ قلعہ ناعم میں یہودی فوجوں کے سالار مرحب کو حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا، اس ترجیح کو یہ روایت مؤکد کرتی ہے کہ امام مسلم (اگرچہ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے فتح نہ کرنے کے واقعہ کو بیان نہیں کیا) نے بیان کیا ہے کہ مرحب کے قاتل، حضرت علی بن ابی طالب تھے اسی طرح حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے جو مسلم کی روایت کو مضبوط کرتی ہے (باوجودیکہ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے فتح نہ کرنے کے واقعہ کو بیان نہیں کیا) اور نہ ہی یہ ذکر کیا ہے کہ مرحب کو حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا، ہاں انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، حضرت علیؑ کو جھنڈا عطا کرنے کے بعد فرمایا، میں کل اس شخص کو یہ جھنڈا دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محبت کرتے ہوں گے۔ اور آپ کے ہاتھ پر قلعہ کے فتح کی تکمیل ہو گئی،

حضرت زبیرؓ کا  
مرحب کے بھائی باہر کو قتل کرنا

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مؤرخین کے سباق کلام سے پتہ چلتا ہے کہ خیبر میں شدید ترین جنگ قلعہ ناعم

کے ارد گرد ہوئی (جو آل مرحب کا قلعہ تھا اور ابن اسحاق کی روایت کے مطابق وہ حمیر قبیلہ

سے تھا) اور ہم معلوم کر چکے ہیں، کہ اس قلعہ میں پڑاؤ کرنے والے یہودیوں کی تیاری کیسی تھی انہوں نے کئی بار قلعہ سے باہر آکر مسلمانوں پر حملہ کیا اور انہیں بھگا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیڈ کو اڑھیک جانے پر مجبور کر دیا اس بات سے غمگین ہو کر آپ نے حضرت علی کو بلایا اور اس مضبوط قلعے کی فتح کا اہم کام آپ کے سپرد کیا، جس کی فتح نے مسلمانوں کو در ماندہ کر دیا تھا، باوجودیکہ حضرت علی نے اس قلعے کی مدافعت کرنے والوں کے بڑے سالار حرب کو قتل کر دیا تھا پھر بھی قلعہ مسلمانوں کی ماتحتی میں نہ آیا تھا بلکہ یہود اس میں پناہ لے کر، شوق سے اس کی مدافعت کر رہے تھے..... اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یاسر، جو اپنے دونوں بھائیوں (مرب اور حارث) کی قیادت میں (جانشین بنا، بڑے اشتیاق سے قلعے کی مدافعت کر رہا تھا بلکہ (اپنے دونوں بھائیوں کے قتل کے بعد) اس کی جرأت اور شجاعت یہاں تک بڑھی کہ اس نے یہودیوں کی عظیم فوج کے پیرے کے باوجود قلعے کے باہر نکل کر اور اس کے سامنے اپنا نیزہ گاڑ کر مسلمانوں کو چیلنج کیا اور گھوڑے پر جولانی کر کے مبارزت طلبی کرتے ہوئے یہ شعر پڑھنے لگا:

قد علمت خیبرانی یاسر      شاکی السلاح بطل مفاخر  
اذا اللیوث اقبلت تبادز      وأحجمت من صولتی المظاہر

ان حمای فیہ موت حاضر

ترجمہ: خیبر جانتا ہے کہ میں حملہ کرنے والا اور ہتھیار بند بہادر ہوں جب شیر حملہ کرنے آتے ہیں تو میرے حملے سے جاننازہ چکچپاتے ہیں، میری چراگاہ میں موت حاضر ہے، یاسر یہودی، ان کے شجاع ترین اور سخت جنگجو سرداروں میں سے تھا، حضرت زبیر بن العوام اس کے مقابلہ میں نکلے تو ان کی والدہ حضرت صفیہ (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی) نے ان کے متعلق ڈرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ، وہ میرے بیٹے کو قتل کر دے گا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ تیرا بیٹا اسے قتل کرے گا انشا اللہ..... حضرت زبیر نے یاسر کے جواب میں یہ شعر پڑھے،

قد علمت خیبر اخی زبار      قرم بقرم غیر نکس فرار  
واہن حماة المجدواہن الاخیار      یاسر لا یفرک جمع الکفار

## فجمعهم مثل السراب الجرار

ترجمہ: زرخیز جانتا ہے کہ میں ایک بہادر آدمی ہوں، ایک سردار کا دوسرے سردار سے مقابلہ ہو گا جو کمزور اور فرار اختیار کرنے والا نہیں، میں بزرگی کی حفاظت کرنے والوں اور نیک لوگوں کا بیٹا ہوں، یا سر تجھے کفار کی جمعیت دھوکہ میں نہ ڈالے ان کی جمعیت تو چلتے ہوئے سراب کی طرح ہے،

اس کے بعد دونوں نے تھوڑی دیر جولانی کی اور حضرت زبیرؓ نے اپنے مد مقابل یا سر کو قتل کر دیا، اس کے قتل سے قلعہ ناعم کی مدافعت کرنے والوں نے اپنے تین بڑے سالاروں کو کھو دیا جس کا ان کی مغربیات (ادھان) پر بڑا اثر پڑا اور حضرت علی بن ابی طالبؓ کی قیادت میں مسلمانوں کا قلعہ میں داخل ہونا اور فتح کرنا آسان ہو گیا، جب حضرت زبیرؓ نے یہودیوں کے سالار یا سر کو قتل کر دیا تو اس کے بعد، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ سے فرمایا، تم پر حجاج اور ماموں قربان ہوں، ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے، ..... ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت زبیرؓ کو کہا جاتا کہ اس دن آپ کی تلوار کاٹنے والی تھی تو وہ کہتے، وہ کاٹنے والی نہ تھی، لیکن میں نے اسے کاٹنے پر مجبور کر دیا تھا،

## چوتھے یہودی سالار کا قتل، امتناع الاسماع ۳۱۶ پر ہے کہ چوتھا

یہودی سالار بھی حضرت علیؓ سے مبارزت

کرتے ہوئے ان کے ہاتھ سے مارا گیا اس سالار کا نام عامر تھا، اسی طرح پانچواں یہودی سالار بھی قلعہ ناعم کے سامنے محمد بن مسلمہ انصاری کے ہاتھوں مارا گیا۔

## قلعہ ناعم پر مسلمانوں کا قبضہ، ان پانچ یہودی سالاروں (مرحوب، حارث،

یا سر، عامر اور اسیر) کے قتل کے بعد اس قلعے سے دفاع کرنے والے یہودیوں کی مفاد

ختم ہو گئی جس پر مسلمانوں نے شدید حملہ کیا تھا یہاں تک کہ وہ اس میں داخل ہو گئے اور اسے فتح کر لیا، یہ قلعہ، خیبر کے قلعوں میں سے پہلا اور اہم قلعہ تھا جس پر مسلمانوں نے قبضہ کیا،

قلعہ ناعم کے فتح کے متعلق  
**واقعی کی تفصیلات**

بادجو دیکھ قلعہ ناعم کے سامنے جو معرکے  
 ہوتے وہ علی الاطلاق خیبر کے سخت  
 ترین معرکوں میں سے ہیں، مگر پھر

بھی عام مؤرخین نے تاریخ کی بنیادی کتابوں میں اس قلعہ کے پاس ہونے والے معرکوں  
 کو مفصل اور مرتب طور پر بیان نہیں کیا بلکہ ان کا بیان غیر مربوط ہے اور شاید کتب تاریخ  
 میں سب سے اچھا اور مرتب بیان وہ ہے جو مغازی الواقعی میں آیا ہے جسے آکسفورڈ  
 یونیورسٹی نے ڈاکٹر مارٹن جونز کی تحقیق سے شائع کیا ہے اس بیان کی اہمیت کے  
 پیش نظر ہم اسے یہاں درج کرتے ہیں بادجو دیکھ ہم نے اس کا کچھ حصہ ذکر کر دیا ہے  
 جسے ہم نے بڑی مشکل سے تاریخ کی بنیادی کتب سے اکٹھا کیا ہے،

واقعی (قلعہ ناعم کے معرکہ کا ذکر کرتے ہوئے) بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم، مسلمانوں کے ساتھ قلعہ ناعم تک پہنچے — ناعم کے کئی قلعے ہیں — تو  
 یہودیوں نے تیر اندازی شروع کر دی، اصحاب رسول، آپ کی ڈھال بن گئے، اس وقت  
 آپ دوزر ہیں اور خود پہنے ہوئے تھے اور ظرف نامی گھوڑے پر سوار تھے اور آپ کے ہاتھ  
 میں نیزہ اور ڈھال تھی آپ کے اصحاب آپ کو گھیرے ہوئے تھے، آپ نے اپنا جھنڈا ایک  
 مہاجر صحابی کو دیا وہ بغیر کچھ کئے واپس آگیا پھر آپ نے ایک اور آدمی کو جھنڈا دیا وہ بھی  
 بغیر کچھ کئے واپس آگیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کا جھنڈا ایک نصاریٰ کو دیا وہ  
 گیا مگر اس سے بھی کچھ نہ بنا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ابھارا تو یہودی  
 دستے جن کے آگے آگے ابوزینب تھا، مسلمانوں پر پل پڑے وہ زمین کو دھلتا آ رہا تھا، انصار کی  
 علمبردار آگے بڑھا اور انہیں دباتا ہوا قلعہ تک لے گیا اور وہ اس میں داخل ہو گئے پھر میر یہودی  
 نکلا جس کے آگے پایا فوج تھی، اس نے انصار پر بریگیڈ کو منتشر کر دیا اور رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی قیام گاہ تک پہنچ گیا اس بات سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا غم ہوا اور آپ  
 نے ان کے سامنے وعدہ الہی کا بھی ذکر کیا پس آپ نے غم کی حالت میں شام کی،

**حضرت سعد بن عبادہ کا زخمی ہونا**  
 حضرت سعد بن عبادہ زخمی ہو  
 کر واپس آئے اور اپنے ساتھیوں کو

سُت پھرنے لگے اور مہاجرین کا علمبردار اپنے ساتھیوں کو سُست پھرتے ہوئے کہنے لگا تم  
 ہی سُستی کرنے والے ہو، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان نے یہود کے پاس  
 کر کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اموال کی وجہ سے تم سے جنگ کرتے ہیں انہیں کہو کہ وہ کہیں  
 لا الہ الا اللہ، پھر تم اپنے اموال، اور خون کو محفوظ کر لو گے اور تمہارا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے  
 ہو گا انہیں پکار کر یہ بات کہہ دو (اس وقت جنگ بڑھی شدت سے ہو رہی تھی) یہود نے  
 جواب میں پکار کر کہا ہم ایسا نہیں کریں گے اور نہ ہی عہدِ موسیٰ اور تورات کو چھوڑیں گے،  
 تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں کل اس شخص کو جھنڈا دوں گا جس سے  
 اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولِ محبت کرتے ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا، وہ  
 فرار کرنے والا نہیں ہے اے محمد بن مسلمہ کل خوش ہو جا، تیرے بھائی کا قاتل، قتل ہو گا  
 انشاء اللہ (اس کے بھائی کا قاتل مرحب تھا) اور یہود کی پیادہ فوج پیٹھ پھیر جائے گی،  
 جب صبح ہوئی تو آپ نے حضرت علیؑ کی طرف آدمی بھیجا اس وقت وہ آشوبِ چشم کے  
 عارضہ میں مبتلا تھے وہ کہنے لگے میں نہ زمین کو دیکھ سکتا ہوں نہ پہاڑ کو، واقعہ بیان کرتا ہے  
 کہ آپ حضرت علیؑ کے پاس گئے اور فرمایا اپنی آنکھیں کھولو تو انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں  
 تو آپ نے ان میں تھوکا، حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ اس وقت سے نے کہ آج تک مجھے آشوبِ  
 چشم کا عارضہ نہیں ہوا، پھر آپ نے انہیں جھنڈا دیا اور آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے  
 لئے فتح کی دعا کی، سب سے پہلے ان کے مقابلہ میں مرحب کا بھائی حارث اپنی پیادہ فوج  
 کے ساتھ آیا، مسلمان ادھر ادھر بکھر گئے مگر حضرت علیؑ مقابلہ میں ڈٹ گئے، دونوں نے ایک  
 دوسرے پر وار کئے اور حضرت علیؑ نے اسے قتل کر دیا اور پہریار کے ساتھی واپس آکر قلعے میں  
 میں داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر دیا، اور مسلمان بھی اپنی اپنی جگہوں پر واپس آ گئے اور مرحب  
 یہ شعر پڑھتا ہوا باہر آیا،

قد علمت خیبر افرح حرب شاکي السلاح لطلح حرب

أضرب أحياناً وحيناً أضرب

خیبر جانتا ہے کہ میں ہتھیار بند، آزمودہ بہادر مرحب ہوں میں کبھی مارتا ہوں اور

کبھی مار کھاتا ہوں،

پس حضرت علیؑ نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے دروازے پر پکچھاڑ دیا اور دروازہ کھول دیا اور قلعے کے دو دروازے تھے ،

اور ایک دوسرے طریق سے واقفی بیان کرتا ہے کہ جس نے پہرے دار ( ابو زینب مرحب کے بھائی ) کو قتل کیا وہ حضرت ابو جہانہ تھے ، نہ کہ حضرت علیؑ ، واقفی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے ابن ابی سبرہ نے خالد بن رباح سے ، اس نے شیورخ بنی ساعدہ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حارث ابو زینب کو ، حضرت ابو جہانہ نے قتل کیا تھا ، ان دنوں ان کا نشان سُرخ عام تھا اور حارث ، کا نشان اپنے خود کے اور پر عام باندھنا تھا اور یاسر ، امیر اور عامر ( تمام یہودی سالار ) نشان بند تھے ،

ابن ابی سبرہ نے عمر بن ابی عمر سے میرے پاس بیان کیا ، وہ کہتا ہے کہ میں سلیمان بن عبد الملک کے زمانے میں اُریجا اترا ، کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں یہود کا ایک قبیلہ ہے اور ایک آدمی بڑھاپے سے لڑ رہا ہے اس نے پوچھا تم کس جگہ کے ہو ، ہم نے جواب دیا ہم حجاز کے علاقہ کے ہیں تو یہودی نے کہا مجھے حجاز جانے کا کس قدر شوق ہے ، میں خیبر کے شہسوار حارث کا بیٹا ہوں جسے جنگ خیبر کے روز اصحاب محمد ( صلی اللہ علیہ وسلم ) سے ابو جہانہ نامی ایک آدمی نے قتل کر دیا تھا ، ہم ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں حضرت عمر بن الخطابؓ نے شام کی طرف جلا وطن کر دیا تھا ، میں نے کہا کیا تو اسلام قبول کرے گا ، اس نے جواب دیا اگر میرے لئے بہتر ہوا تو اسلام قبول کروں گا ، لیکن مجھے یہودی عار دلائیں گے وہ کہیں گے تیسرا باپ یہودیوں کے سردار کا بیٹا تھا اس نے یہودیت کو نہیں چھوڑا ، تیسرا باپ یہودیت پر مرا اور تو اس کی مخالفت کرتا ہے ،

ابو رافع بیان کرتا ہے کہ ہم اس وقت حضرت علیؑ کے ساتھ تھے جب انہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا دے کر بھیجا تھا ، قلعے کے دروازے پر حضرت علیؑ کا ایک آدمی سے مقابلہ سے ہو گیا ، اس نے حضرت علیؑ کو تلوار ماری اور وہ حضرت علیؑ کی ڈھال میں پناہ لے کر بچ گیا حضرت علیؑ نے دروازے کو پکڑ لیا جو قلعے کے پاس پڑا تھا اور اسے اپنی ڈھال بنا لیا ، وہ دروازہ بطور ڈھال ، قلعے کے فتح ہونے تک آپ کے ہاتھ میں رہا ۔

واقفی بیان کرتا ہے کہ مرحب ایک حملہ آور سانڈ کی طرح نکلا اور وہ یہ جس

پڑھ رہا تھا ،

قد علمت خیبرانی مرحب شاکي السلاح بطل مجرب

أضرب أحياناً وحيناً أضرب

اس نے دعوت مبارزت دی تو محمد بن مسلمہ نے عرض کیا ، یا رسول اللہ خدا کی قسم مجھ میں کینہ جو شش مار رہا ہے اس نے کل میرے بھائی کو قتل کیا تھا مجھے مرحب سے لڑنے کی اجازت دیجئے وہ میرے بھائی کا قاتل ہے ، آپ نے اسے مقابلہ کی اجازت دے دی اور اُس کے لئے دعائیں بھی کیں اور اُسے اپنی تلوار بھی عنایت فرمائی ، محمد بن مسلمہ نے لٹکار کر کہا ، مرحب ، کیا تجھے مبارزت میں دلچسپی ہے اس نے جواب دیا ہاں ! پس مرحب یہ رجز پڑھتا ہوا محمد بن مسلمہ کے مقابلہ میں آیا کہ ،

قد علمت خیبرانی مرحب ،

اور محمد بن مسلمہ یہ شعر پڑھتا ہوا نکلا ۔

قد علمت خیبرانی ماض حدواذ اشنت وسم قاض

ترجمہ : رخیبر جانتا ہے کہ میں ایک شمشیر برتا ہوں ، جب تو چاہے عُدی پڑھ ، میں زندگی ختم کرنے والا زہر ہوں ،

واقعی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد دونوں ایک دوسرے کے مقابل آگئے اور ان کے درمیان کچھ درخت حائل ہو گئے جو نہ کھجوروں کی طرح ہوتے ہیں اور ان کی ٹہنیاں جھکی ہوئی ہوتی ہیں ان دونوں میں سے جب کوئی اپنے مد مقابل پر تلوار سے حملہ کرتا تو وہ اس درخت کی ٹہنیوں میں چھپ جاتا یہاں تک کہ سب کے تنے کٹ گئے اور ان کی جڑیں قائم رہیں گویا کوئی آدمی کھڑا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے سامنے آگئے ، مرحب نے محمد بن مسلمہ پر حملہ کیا اور اُسے مارنے کے لئے تلوار اٹھائی ، محمد بن مسلمہ نے ڈھال کے ذریعہ اپنا بچاؤ کیا اور اس کی تلوار کھٹب گئی ، مرحب کے اوپر ایک ایسی زہر تھی جس سے پنڈلیاں ڈھکی ہوئی نہ تھیں محمد بن مسلمہ نے مرحب کی پنڈلیوں پر وار کر کے انہیں کاٹ دیا ، کہتے ہیں کہ جب محمد بن مسلمہ نے ڈھال سے بچاؤ کیا تو مرحب نے ہاتھ بلند کر کے تلوار سے وار کیا تو اس کی پنڈلیوں سے زہر بہنے لگا تو محمد بن مسلمہ نے نیچے ہو کر ، مرحب کی پنڈلیوں پر تلوار ماری اور اس کی ٹانگیں کاٹیں ،



مرحبا نیچے گر گیا تو اس نے کہا اے محمد، میرا کام تمام کر دے، تو محمد بن مسلمہ نے جواب دیا، جس طرح میرے بھائی محمود نے موت کا مزا چکھا ہے اسی طرح تو بھی موت کا مزا چکھ، حضرت علیؑ کا اس طرف سے گذر ہوا تو آپ نے اُسے قتل کر دیا اور اس کا سامان لے لیا، پھر دونوں جھگڑتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو محمد بن مسلمہ نے کہا یا رسول اللہ، میں نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اس نے چھوڑ دیا تھا کہ وہ میرے بھائی کی طرح موت کا مزا چکھے وہ تین دن موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا رہا، مجھے اس کا کام تمام کرنے میں کوئی مانع نہ تھا میں اس کی ٹانگیں کاٹنے کے بعد اس کا کام تمام کرنے پر قادر تھا، حضرت علیؑ نے کہا، اس نے درست کہا ہے جب اس نے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں تو میں نے اس کے بعد اُسے قتل کیا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو اس کی تلوار، زہ اور خود دے دیا، محمد بن مسلمہ کی آل کے پاس، اس کی تلوار تھی جس پر کچھ لکھا ہوا تھا، معلوم نہیں وہ کیا لکھا تھا یہاں تک کہ اُسے تیار کے ایک یہودی نے پڑھا وہ تحریر یہ تھی،

هذا سيف مرحب - من يقاته يعطب

ترجمہ: یہ مرحب کی تلوار ہے جو اسے چکھے گا ہلاک ہو جائے گا۔

مجھ سے محمد بن الفضل نے اپنے باپ سے اس نے جابر سے بیان کیا اور مجھ سے زکریا بن زید نے ابی سفیان سے اس نے اپنے باپ سے اس نے سلمہ بن سلامہ اور مجمع بن یعقوب سے اس نے اپنے باپ سے، مجمع بن حارثہ سے بیان کیا، کہ یہ سب کہتے ہیں کہ محمد بن مسلمہ نے مرحب کو قتل کیا تھا۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اُسیر باہر نکلا یہ بڑا طاقت ور آدمی تھا اور چھوٹے قد کا تھا وہ مبارزت کے لئے لٹکارنے لگا، محمد بن مسلمہ اس کے مقابلہ کے لئے نکلا دونوں نے ایک دوسرے پر وار کئے پھر محمد بن مسلمہ نے اُسے قتل کر دیا، پھر یاسر میدان میں آیا، یہ بھی ان کے طاقت ور آدمیوں میں سے تھا اس کے پاس ایک برچھا تھا جس سے وہ مسلمانوں کو ہانکتا تھا، حضرت علیؑ اس کے مقابلہ کے لئے نکلے تو حضرت زبیرؓ نے کہا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میرے اور اس کے درمیان سے ہٹ جائیں، حضرت علیؑ ان کے درمیان سے ہٹ گئے، یاسر اپنے برچھے سے لوگوں کو بھگانا آیا تو حضرت زبیرؓ اس کے مقابلہ میں نکلے، تو حضرت صفیہؓ

(رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی) نے کہا یا رسول اللہ، میرا بیٹا قتل ہو جائے گا، آپ نے فرمایا بلکہ تیرا بیٹا اُسے قتل کرے گا، دونوں نے آپس میں جنگ کی تو حضرت زبیر نے اُسے قتل کر دیا، اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر جچا اور ماموں قربان ہوں، پھر فرمایا ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے، میرا حواری زبیر ہے اور میرا چھوٹی زاد بھائی بھی ہے جب مرحب اور یاسر قتل ہو گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں خوش خبری ہو اب خیبر، فلخ اور آسان ہو گیا ہے، پھر عامر مقابلہ میں آیا جو ایک طویل اور جسیم جوان تھا جب عامر آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پانچ فٹ کے آدمی کو دیکھ رہے ہو جو دعوت مبارزت دے رہا ہے اور اپنی تلوار کو ہلار رہا ہے اور اس پر دو زریں ہیں اور لوہے میں ڈھکا ہوا ہے مبارزت طلبی کر رہا ہے لوگ اس کے مقابلہ میں جانے سے ہچکچاتے تو حضرت علی نے اس کے مقابلہ میں جا کر اس پر تلوار سے وار کئے جن سے کچھ بھی نہ بنا، یہاں تک کہ آپ نے اس کی پینڈلیوں پر تلوار ماری اور وہ بیٹھ گیا پھر آپ نے اس کا کام تمام کر کے اس کے ہتھیار لئے، جب حارث، اسیر، یاسر اور عامر بہت سے یہودیوں کے ساتھ قتل ہو گئے مذکورہ لوگوں کا نام اس لئے لیا گیا ہے کہ یہ بڑے بہادر لوگ تھے اور سب کے سب قلعہ ناعم میں تھے،

جب محمود بن مسلمہ کو قلعہ ناعم سے تیرا لایا گیا تو اُسے اٹھا کر الرجیع میں لایا گیا جہاں وہ تین دن موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا رہا، مرحب نے آپ پر چکی کا پاٹ پھینکا تھا، محمود نے اپنے بھائی محمد سے کہا اے میرے بھائی تیری بھتیجیاں دیواروں کے سائے نہ تلاش کرتی رہیں اور نہ لوگوں سے سوال کریں، محمود بن مسلمہ نے جواب دیا اگر تو مال نہ چھوڑتا تو میرے پاس مال تھا اور محمود ان دونوں سے زیادہ مالدار تھا۔ ان دونوں بیٹیوں کے قوانین نازل نہیں ہوئے تھے۔ جس روز محمود بن مسلمہ فوت ہوئے اسی دن مرحب قتل ہوا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محمود بن مسلمہ کو کون خوشخبری دے کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹیوں کے متعلق قوانین نازل فرمائے ہیں، محمود بن مسلمہ نے اس کے قاتل کو قتل کر دیا ہے، جعالہ بن سرقہ نے جا کر اُسے خبر دی تو وہ بہت خوش ہوا اور اُسے حکم دیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام دے، وہ کہتا ہے کہ میں نے اُسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام بھی پہنچایا،

آپ نے فرمایا، میں نہیں دیکھتا کہ محمود مجھے یاد کرتا ہو؟ ان دنوں آپ الرجیح میں قیام پذیر تھے اس کے بعد محمود فوت ہو گیا، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کو رڑ میں واپس آئے تو عامر بن کستان بن اکوع نے خود کو زخمی کر لیا تھا اسے اٹھا کر الرجیح میں لایا گیا تو وہ فوت ہو گیا، عامر کی قبر، اس کے ساتھ ایک غلہ میں ہے، محمد بن مسلم نے کہا کہ مجھے میرے بھائی کی قبر کے پاس جاگیر دے دیجئے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے اتنی زمین بطور جاگیر کے ہے جتنی مسافت ایک گھوڑا ایک دوڑ میں طے کرتا ہے اگر تو نے کام کیا تو تجھے اتنی زمین ملے گی جتنی مسافت دو گھوڑے دو دوڑ میں طے کرتے ہیں،

جب کلہ نامم میں یہودی کی مقاومت دم  
توڑ رہی تھی اس اثنا میں حضرت عمر  
بن الخطابؓ رات کو گشت کی کارروائی  
کا انتظام کر رہے تھے (اد مسلمان کلہ

## یہودی کے امان طلب

## کھرنے پر اسے امان دینا

نامم میں داخل ہونے ہی والے تھے) آپ کے پہرے دار جراثون نے ایک یہودی کو پکڑ لیا اور اُسے آپ کے پاس لائے حضرت عمرؓ نے اس خیال کے پیش نظر کہ یہ یہودیوں کا جاسوس ہے اُسے قتل کرنے کا حکم دے دیا لیکن یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا مجھے اپنے نبی کے پاس لے چلئے تاکہ میں ان سے گفتگو کروں، حضرت عمرؓ نے پکڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے تک لے آئے، دیکھا کہ آپ تازہ پڑھ رہے ہیں، آپ نے اُسے حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے یہودی سے فرمایا تیرے پیچھے کیا ہے اور تو کون ہے؟ یہودی نے جواب دیا (اس کا نام ساک تھا) اُسے ابوالعاصم مجھے امان دیکھئے میں آپ کو پچ پچ بتاؤں گا، حضور علیہ السلام نے فرمایا بہت اچھا، اس نے کہا میں کلہ النطاہ سے ایک ایسی قوم کے پاس سے آیا ہوں جس کا کوئی نظام نہیں میں نے انہیں اس شب قلعے سے کھینکے ہوئے چھوڑا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودی سے فرمایا وہ کہاں جاتے ہیں؟ اس نے جواب دیا وہ اشنق کی طرف جاتے ہیں وہ آپ سے اس قدر عصب ہیں کہ ان کے دل دھڑکتے ہیں، یہودیوں کے اس قلعے میں ہتھیار غلہ

اور گوشت ہے اور اس میں ان کے قلعوں کا وہ آلہ بھی ہے جس سے وہ ایک دوسرے سے لڑتے ہیں، اور انہوں نے اسے اپنے قلعے (قلعہ الصعب) میں زمین کے نیچے چھپا دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا وہ کیا چیز ہے اس نے جواب دیا ایک عیندہ کی جہتی منجھتی ہے اور دو ٹینک میں اور زرہیں، تلواریں اور خود ہیں جب آپ کل قلعہ میں داخل ہوں (اور آپ داخل ہوں گے) حضور علیہ السلام نے فرمایا انشاء اللہ، تو یہودیوں نے بھی کہا انشاء اللہ..... میں آپ کو چھپائے ہوئے اسلحہ سے مطلع کروں گا کیونکہ میرے سوا، یہودیوں میں سے اُسے کوئی نہیں جانتا پھر یہودیوں نے کہا، ایک اور بات بھی ہے، دریافت کیا گیا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا آپ اسلحہ کو نکال کر، منجھتی کو قلعہ الشق پر نصب کر دیں اور دو ٹینکوں کے نیچے آدمی داخل ہو کر قلعے کو کھودیں تو آپ اُسے کل فتح کر لیں گے، اور یہی کام آپ قلعہ الکیتہ میں کریں، حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا خیال ہے یہ سچ کہتا ہے، یہودیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری جان بچائیے حضور علیہ السلام نے فرمایا تو امان میں ہے، اس نے کہا میری بیوی قلعہ النسزار میں ہے وہ بھی مجھے دے دیجئے حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ بھی تیری ہوئی، پھر آپ نے اس سماک یہودی سے پوچھا، یہودی اپنی اولاد کو، النطاۃ سے کیوں نکال رہے ہیں اس نے جواب دیا انہوں نے اسے جنگ کے لئے خالی کر دیا ہے اور بچوں کو الشق اور الکیتہ میں منتقل کر دیا ہے، مگر میں کہتے ہیں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سماک یہودی کو دعوتِ اسلام دی اس نے کہا مجھے کچھ دن مہلت دیجئے تو آپ نے اُسے مہلت دے دی۔

## یہودیوں سے دفاعی عہدہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سماک یہودی کو آزاد چھوڑ دیا اور معرکوں کے

انتظام میں مشغول رہے جب جنگ ختم ہوئی تو مسلمان خیبر کے تمام قلعوں پر قابض ہو گئے، آخری قلعہ، جو مسلمانوں کے قبضہ میں آیا وہ قلعہ النسزار تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وعدہ وفا کی بعد، سماک یہودی نے اسلام قبول کر لیا اور آپ نے اس کی بیوی جس کو: م نفیلہ تھا اُسے عطا فرمادی وہ یہودی عورتوں اور بچوں کے ساتھ قلعہ النسزار

میں مقیم تھی، کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے سماک یہودی کو ایک خوبصورت عورت کا ہاتھ پکڑے ہوئے دیکھا۔ وہ اس کی بیوی نفیہ تھی۔

قلعہ ناعم کے اردگرد یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان، شدید معرکوں کے بعد بھی مقابلہ

## نقصانات کی تعداد

بازی جاری رہی، جس کے بعد آخر میں مسلمانوں نے حضرت علی بن ابی طالب کی قیادت میں قلعے میں داخل ہونے اور اس پر قبضہ کرنے کی طاقت حاصل کر لی، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، مورخین کے لہجہ سے پتہ چلتا ہے کہ قلعہ مرحب (قلعہ ناعم) کے ماحول میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان شدید ترین جنگ ہوئی، قلعہ کے اردگرد جنگ پندرہ دنوں سے بھی زیادہ جاری رہی، جس میں مسلمانوں کو، یہودیوں کی طرف سے شدید مقاومت کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے اس حد تک اس قلعہ کی مدافعت کی کہ مسلمانوں کو شکست دی اور ان کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچا دیا، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس بات نے آپ کو پریشان کر دیا اور آپ مسلمانوں کو جہاد کی ترقیب دینے لگے اور اس سال کو بھی تبدیل کر دیا گیا جس کو قلعہ مرحب کی فتح کا مکلف کیا تھا، یہاں یہ کہنا ممکن ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کی قیادت میں مسلمانوں کے قلعہ ناعم کی فتح پر قدرت پانے سے اسلامی فوج کو، خیبر میں یہودیوں پر وسیع پیمانے پر فتح حاصل کرنے کے قابل بنا دیا، اگرچہ قلعہ ناعم کی فتح کے بعد یہودیوں نے کئی طور پر اطاعت قبول نہیں کی مگر وہ اس مضبوط قلعہ کی حفاظت کرنے میں ناکام و نامراد ہو گئے اور مسلمانوں نے اس قلعہ کے سامنے اچھے بہترین بہادروں (مرحب، یاسر، حارث، عامر) کو قتل کر دیا جس سے یہود خیبر کا مورال (MORALE) گر گیا، حالانکہ انہیں اپنی ذات پر بڑا گھمنڈ تھا اور وہ مسلمانوں کی فوج کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے جیسا کہ آفاقی جنگ میں ہم نے دیکھا کہ یہودیوں نے قلعہ ناعم کے دروازے کو کھول دیا اور مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ تک دھکیل کرے گئے لیکن اب انہیں اپنے اوپر بھی اعتماد نہ رہا تھا،

اگرچہ مورخین کا اس بات پر اجماع ہے کہ جنگ بڑی سخت تھی اور قلعہ ناعم کے سامنے لمبے عرصے تک ہوتی رہی مگر کسی ایک مورخ نے بھی جانبین کے مقتولوں کی قطعی تعداد کا ذکر نہیں

کیا، ان یہود کے ان پانچ سالاروں کا ذکر ضرور کیا ہے جو قلعہ کے سامنے ماسے گئے تھے وہ سب کے سب مر جب کی قوم کے تھے یعنی میری تھے (مر جب، یاسر، حارث، عامر، امیر) اور تین مسلمان شہداء کا بھی ذکر کیا ہے (محمود بن مسلمہ، عامر بن سنان بن اکوع، اور حبشی غلام) مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ قلعہ ناعم کے معرکہ میں صرف یہی آدمی ماسے گئے تھے بلکہ قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ فریقین کے مقتولوں کی تعداد اس سے زیادہ تھی اس کی دلیل یہ ہے کہ جنگ کے پہلے روز، پچاس مسلمان زخمی ہوئے تھے جنہیں الرجیع کے امدادی سنٹر میں منتقل کر دیا گیا تھا اسی طرح جن دن مسلمان قلعہ ناعم میں داخل ہوئے، یہودیوں نے قلعہ کا سخت دفاع کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے بھی بہت سے آدمی زخمی ہوئے ہوں گے،

## غنائم اور اسلحہ

اسی طرح مسلمانوں کے قلعہ ناعم پر قبضہ کرنے کے بیان میں، کسی مؤرخ نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ اس قلعہ کی فتح کے وقت جو خیر کا مضبوط ترین قلعہ تھا، مسلمانوں نے کتنی غنائم اور کس قدر ہتھیاروں پر قبضہ کیا، ممکن ہے مسلمانوں کو کوئی قابل ذکر چیز نہ ملی ہو کیونکہ یہودیوں نے ہنگامی حالات کے پیش نظر (جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا) عورتوں اور بچوں کو قلعہ النزار میں منتقل کر دیا تھا جو خیر کے نصف اول کے قلعوں کا آخری اور مضبوط ترین قلعہ تھا،

## قلعہ الصعب کی فتح

یہ قلعہ النظاۃ کے قلعوں میں سے تھا یہ علاقہ خیر شہر کی قسم اول میں واقع ہے، مضبوطی کے لحاظ سے یہ قلعہ، قلعہ ناعم کے بعد، دوسرے نمبر پر سمجھا جاتا تھا جس پر مسلمانوں نے جنگ کے پہلے مرحلہ میں قبضہ کر لیا تھا، خیر کے یہودیوں نے جب دفاع کا منصوبہ تیار کیا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ جنگی حکمت عملی کی رو سے قلعہ ناعم کو دفاع کی فرنٹ لائن قرار دیا جائے، مسلمانوں کے پہنچنے سے قبل ہی انہوں نے وہاں سے عورتوں اور بچوں کو قلعہ النزار میں منتقل کر دیا تھا، اور قلعہ ناعم میں دفاع کرنے والے دستوں کے سوا، اور کوئی آدمی موجود نہ تھا تاکہ وہ آسانی کے ساتھ دوسری دفاعی لائن (قلعہ الصعب بن معاذ) میں منتقل ہو سکیں اور جب مسلمان قلعہ ناعم پر قبضہ کر لیں تو ان کی عورتیں، بچے اور اموال محفوظ رہیں اور جب یہود کی مقاومت عملاً جواب دے گئی اور وہ قلعہ ناعم پر مسلمانوں کے حملے کو روکنے سے عاجز آگئے تو وہ بہولت کے

ساتھ دوسری دفاعی لائن (قلعہ الصعب بن معاذ) میں منتقل ہو گئے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ قلعہ ناظم کے دورے کے دوران، کوئی ایک یہودی بھی مسلمانوں کے ہاتھوں قید نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے تاریخی مصادر میں کہیں یہ بات دیکھی ہے کہ کوئی یہودی قید ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ لگا ہو۔

جب حضرت علی بن ابی طالب کی قیادت میں مسلمانوں نے قلعہ ناظم پر قبضہ کر لیا اور یہودی

## قلعہ الصعب کا محاصرہ

دوسری دفاعی لائن میں منتقل ہو گئے، تو مسلمانوں نے حملے کا رخ قلعہ الصعب کی طرف کر دیا اور اس میں داخل ہونے اور اسے فتح کرنے کے لئے اس کا محاصرہ کر لیا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جس طرح قلعہ ناظم کو فتح کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

## حضرت حباب بن منذر کو جھنڈا عطا کرنا

حضرت علی بن ابی طالب کو جانبازوں کی سالاری اور جھنڈا عطا فرمایا تھا اسی طرح آپ نے قلعہ الصعب پر حملہ کرنے کے لئے، حضرت حباب بن منذر کو فوج کی قیادت اور جھنڈا عطا فرمایا، انہوں نے حملہ کی ذمہ داری لی اور اسے فتح کیا،

جن قلعوں میں، یہودی قلعہ بند تھے۔ ان کے دفاع میں سخت جنگ کرنے اور لمبے محاصرے کی وجہ سے اسلامی فوج کے بعض دستوں میں

## فوج کے بعضے مکڑیوں میں جھوک

غذائی مواد کی کمی کی وجہ سے جھوک تک نوبت پہنچ گئی، معتب اسلمی بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں اسلم کے آدمیوں کو سخت جھوک نے آیا ہم کئی روز تک قلعہ النظاۃ میں ٹھہرے رہے، مگر وہاں پر کوئی کھانے کی چیز نہ تھی، اسلم کے آدمیوں نے اسامہ بن حارثہ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجنے کا فیصلہ کیا اور اسے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ ہم جھوک اور کمزوری کے ہاتھوں بڑھال ہو چکے ہیں، اسامہ بن حارثہ نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ، اسلم قبیلہ کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم جھوک اور کمزوری سے بڑھال ہو چکے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا فرمائیے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی اور فرمایا خدا کی قسم میرے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں جس سے میں ان کی پہان لہزی

کردیں پھر پکار کر کہا، اے اللہ! انہیں سب سے بڑے قلعے پر فتح عطا فرما جس میں سب سے زیادہ کھانا اور گوشت ہو، اُم مطاع اسلمیہ بیان کرتی ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ خیبر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھیں۔۔۔۔۔۔ کہ میں نے اسلم قبیلہ کے آدمیوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرتے دیکھا، آپ نے لوگوں کو آواز دی تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے، میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے قلعہ الصعب پر اسلم قبیلہ کے لوگ پہنچے وہاں پر پانچ سو جانناز موجود تھے مگر ابھی اس دن کا آفتاب غروب نہیں ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فتح عطا فرمادی، وہاں پر سخت جنگ ہوئی، یوشع نام یہودی مبارزت طلب کرتا، ہا میدان میں آیا تو اس کے مقابلہ میں حضرت حباب بن منذر نکلے، دونوں نے ایک دوسرے پر تلواروں سے وار کئے تو حضرت حباب بن منذر نے اُسے قتل کر دیا پھر الدیال نامی ایک یہودی میدان میں آیا اس کے مقابلہ میں حضرت عمارہ بن عقبہ انصاری نکلے، اور اس کی کھوپڑی پر تلوار مارنے لگے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے تلوار کے اس وار کو لو، میں غفاری جوان ہوں، لوگوں نے کہا اس کا جہاد، باطل ہو گیا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جیب طلاع پہنچی تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کی تعریف کی جائے گی،

طویل محاصرہ کے نتیجہ میں غذائی مواد کے ختم ہو جانے کے باعث اسلامی فوج کی بعض ٹکڑیوں کو اس حد تک بھوک نے ستایا کہ وہ

گھریلو گدھوں کے  
گوشت کی منہا ہی

کھانے کے لئے گھریلو گدھوں کے ذبح کرنے تک پہنچ گئے، رحم الغفار کا بیان ہے کہ میں شدید بھوک نے آیا ہم خیبر میں کچی کھجوروں کے زمانہ میں گئے وہ علاقہ سخت گرم اور ناسازگار تھا، اسی اثناء میں کہ ہم قلعہ الصعب کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ بیس یا تیس گدھے باہر نکلے اور یہود انہیں اندر نہ داخل کر سکے، ان کا وہ قلعہ بڑا مضبوط تھا، مسلمانوں نے ان گدھوں کو ذبح کر دیا اور آگ جلا کر ان کا گوشت دیکوں میں پکایا، مسلمان اس وقت بھوکے تھے، یہ حالت میں ان کے پاس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا، آپ نے دریافت فرمایا تو آپ کو بتایا گیا کہ گدھوں کا گوشت پک رہا ہے تو آپ نے منادی کو اعلان کرنے کا حکم دیا



کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھریلو گدے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ دیکھیں اُن آدمی لگیں، کہ آپ نے عورتوں کے متواحد پنچے دار اور کھلی دالے جانوروں کے کھانے سے بھی منع فرمایا تھا، مگر گھوڑوں کی گوشت کے بارے میں آپ نے اجازت دی ہے،

ابو ایسر بیان کرتا ہے کہ انہوں نے یمن دن تک قلعہ الصعب کا محاصرہ کیا، وہ بڑا مضبوط قلعہ تھا، ایک دن ایک یہودی کی بکریاں ان کے قلعے کے پیچھے چلتی ہوئی آگئیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کون ہیں ان بکریوں کا گوشت کھائے گا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، میں کھلاؤں گا، میں بہن کی طرح دوڑتا ہوا نکلا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بجائے ہونے دیکھا تو فرمایا اے اللہ! میں اس سے فائدہ پہنچا، راوی کہتا ہے میں بکریوں کے پاس پہنچ گیا، بکریوں کا اگلا حصہ قلعے میں داخل ہو چکا تھا میں نے پھلے حصے سے دو بکریاں پکڑیں اور انہیں اپنے ہاتھ میں کر لیا اور پھر لوگوں کو داتا ہوا آیا گویا میرے پاس کوئی چیز ہی نہیں، یہاں تک کہ میں ان دونوں بکریوں کو، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا، آپ نے حکم سے انہیں ذبح کیا گیا پھر آپ نے ان کے گوشت کو تقسیم کر دیا اور قلعہ کے تمام محاصرہ کرنے والوں نے اسے کھایا، ابو ایسر سے پوچھا گیا کہ وہ کتنے آدمی تھے؟ اس نے جواب دیا وہ لوگ بڑی تعداد میں تھے، پوچھا گیا کہ بقیہ لوگ کہاں تھے؟ کہنے لگا اہرجح کے پڑاؤ میں تھے، اس کے بعد ابو ایسر عمر کسیدہ اور بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ اس کے ایک لڑکے نے اسے نالارض کر دیا تو وہ روتا روتا تھا اور کہتا تھا میری زندگی کی قسم میں اپنے ساتھیوں کے بعد زندہ رہ گیا ہوں، انہوں نے مجھ سے فائدہ اٹھایا، لیکن میں ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکا، اس نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے اللہ! میں اس سے فائدہ پہنچا پس وہ زہور کا اندھہ آخری صحابہ میں سے تھے،

پانچ سو یہودی جانباز، الدیال اور یوشع کی قیادت میں قلعہ الصعب کا دفاع کر رہے تھے، یہ قلعہ مضبوط فصیلوں اور اونچے

قلعہ الصعب کے  
مذہبین کی تعریف

یہ جوں والا تھا اور یہودی جانبازوں سے پُر تھا جن میں انتہائی نشاد باز تیرانداز بھی موجود تھے،

## قلعہ کے سامنے مقابلہ

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے بڑی سختی اور شوق سے قلعہ العصب کا دفاع کیا

یہ سختی اور شوق قلعہ تاہم کے دفاع سے کم نہ تھا بلکہ اس سے بہت بڑھ کر تھا اس لئے کہ اس کے اندر بہت سا مال اور مختلف قسم کا جی سامن بھی موجود تھا، جب اسلامی فوجوں نے قلعہ العصب میں، یہودیوں کا محاصرہ کیا تو یہودیوں کا سالار اعلم قلعے کے سامنے اپنے گھوڑے پر عرب کے معروف طریقہ کے مطابق مبارزت طلبی کرتا ہوا نکلا اس یہودی سالار کا نام یوشع تھا اس کے مقابلہ کے لئے اسلامی فوج کے علمبردار حضرت حباب بن منذر نکلے تلواروں کے شدید ٹکراؤ کے بعد، اسلامی فوج کے سالار نے یہودی سالار کو قتل کر دیا، یہودی سالار کے قتل کے بعد، یہودیوں کو شدید غصہ آیا، اسی وقت یہودیوں کے دوسرے سالار نے باہر نکل کر اپنا نیزہ قلعے کے سامنے گاڑ دیا اور مسلمانوں سے مبارزت طلبی کی، اس کے مقابلہ میں عمار بن عقبہ غصہ نکلے، دونوں نے اپنے اپنے گھوڑوں پر ایک دوسرے پر حملہ کیا اور ہر کوئی اپنے مد مقابل کو مارنا چاہتا تھا، سخت مقابلہ کے بعد، شہسوار ہمارہ نے الدیال پر تلوار کا ایسا بھر پور وار کیا جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ قلعہ العصب کے سامنے مسلمانوں کے ہاتھوں دو بڑے یہودی سالاروں کے قتل ہو جانے سے، قلعہ کا دفاع کرنے والے یہودیوں کی بد حالی کا آفلا ہو گیا،

## تیروں کی جنگ

یوشع اور الدیال کے قتل ہو جانے سے یہودیوں کا غصہ بھڑک اٹھا اور انہوں نے مسلمانوں

پر سخت حملہ کر دیا اور قلعے کے برجوں سے ان پر تیروں کی بارش کر دی، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیڈ کو اڑھ کو انہوں نے خاص طور پر نشانہ بنایا، خیبر کے یہودی ماہر ترین تیرانداز تھے، قلعے سے اُنے والے تیر، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد گرنے لگے، مسلمانوں نے اپنے آپ کو، حضور علیہ السلام کے ارد گرد ڈھال بنا دیا، آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ کی نگرانی کر رہے تھے..... ایسا انہوں نے اس لئے کیا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہود کے ان تیروں سے بچا سکیں جو بارش کی طرح آرہے تھے اور یہودی آپ کی طرف اس امید پر تیر پھینک رہے تھے کہ وہ آپ کو قتل کر سکیں مسلمان

یہی یہودیوں کے جواب میں دلی ہی تیسرا اندازہ کر رہے تھے لیکن جو اثر یہودیوں کے تیروں کا مسلمانوں پر پڑا تھا ویسا اثر مسلمانوں کے تیروں کا، یہودیوں پر نہیں ہو رہا تھا، کیونکہ یہودی اپنے قلعے کی فصیلوں اور دیواروں کی ادب میں تھے اور مسلمان قلعے کے آگے یہود کے بالکل سامنے تھے، کسی مورخ نے یہ ذکر نہیں کیا کہ یہودیوں کے تیروں سے کوئی مسلمان حملہ آور زخمی ہوا، لیکن اس بات کا بہت احتمال ہے کہ قلعے سے تیر اندازی کے باعث، مسلمانوں کو زخم پہنچے ہوں، بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ قلعے کے فتح ہونے سے قبل کئی مسلمان قتل ہو کر گئے تھے مگر انہوں نے یہ بیان نہیں کیا کہ وہ یہودیوں کے تیروں سے قتل ہوئے تھے یا کسی اور طریقے سے،

**یہود کا مخالفانہ حملہ** | تیروں کی جنگ اور قلعہ الصعب کے سامنے مبارزت کی کارروائیوں میں مسلمانوں کی فتح

کے بعد، مسلمانوں نے قلعے کے ارد گرد اپنا محاصرہ سخت کر دیا اور ایک عام حملہ کر کے اس کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی مگر یہودی مدافعت کی سخت مقاومت کی وجہ سے وہ قلعہ میں داخل نہ ہو سکے، بلکہ قلعہ الصعب کے دفاع میں یہود کی سختی اور بہادری یہاں تک پہنچی ہوئی تھی کہ انہوں نے قلعے کے دروازے کھول کر ایسا سخت مخالفانہ حملہ کیا کہ مسلمان تتر بتر ہو گئے اور وہ انہیں بھگاتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیڈ کوارٹر تک لے گئے، قریب تھا کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتے مگر آپ اپنی جگہ پر حسب عادت ثابت قدم رہے اور یہودیوں کے تباہ کن حملے کے سامنے، مسلمانوں کو بھی ثابت قدم رکھنے اور انہیں جہاد پر آمادہ کرنے لگے یہاں تک کہ جب مسلمان (حباب بن منذر کے سوا) یہود کے سخت حملے کے سامنے شکست کھا گئے۔ تو آپ اپنے گھوڑے سے اتر کر مسلمانوں کو ثابت قدمی اختیار کرنے پر آمادہ کرنے لگے، آپ نے اپنے اصحاب کو پکار کر فرمایا کہ یہودی حملہ آوروں کے مقابلہ میں صابر مجاہدوں کی طرح ڈٹ جاؤ، اس آواد کے سنتے ہی آپ کے اصحاب نے واپس آکر اپنے اس عظیم نبی کے ارد گرد حلقہ بنا لیا جو سختی کی گھڑیوں میں عملی طور پر ثابت قدمی کا درس دے رہا تھا..... اس طرح مسلمانوں نے یہودیوں کے تباہ کن حملہ کو روک دیا اور وہ مجبور ہو کر اپنے قلعے میں واپس چلے گئے اور میدان میں اپنے کئی آدمی

قتل کروانے کے بعد، انہوں نے قلعے کے دروازے بند کرتے، واقعی سن ۶۶۲ ہجرت ہے کہ وہ پتھر مارنے لگے اور سن ۶۶۱ ہجرت پر حضرت ام عمارہ، حضرت سعد بن عبادہ کے ساتھیوں کے شکست کھانے کا ذکر کرتی ہے،

جب یہودیوں کے مخالفانہ حملے سے، مسلمان تتر بتر ہو گئے تو مسلمانوں کے سالار جنگ حضرت جناب بن منذر اپنی جگہ پر ثابت قدم رہ کر، یہودیوں کے ساتھ بڑی سختی کے ساتھ لڑتے رہے، جب شکست خوردہ مسلمانوں کو اپنی جگہ پر ثابت قدم رہ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی اور ان کے مورال کو بلند کر دیا اور ان کو جہاد کی ترویج دی تو انہوں نے صف بندی کر لی اور نئے سرے سے اپنے سالار کے پیچھے جمع ہو گئے جس نے اسی وقت ان کو منظم کر کے، قلعہ الصعب پر اس میں داخل ہونے کے ارادے سے سخت حملہ کیا اور یہود کو بھگا کر انہیں ان کے قلعہ میں داخل کر دیا اور انہوں نے اس کا دروازہ بند کر لیا، لیکن اُسے سخت یہودی مقاومت کا سامنا کرنا پڑا، جس کی وجہ سے وہ قلعہ میں داخل نہ ہو سکا، حملہ کے وقت مسلمان قلعہ کی فصیلوں کے قریب پہنچ گئے لیکن یہودیوں نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی نیز قلعہ کی فصیلوں سے ان پر پتھر پھینکے جنہیں انہوں نے اسی موقع کے لئے تیار کیا ہوا تھا..... پس مسلمان تیروں اور پتھروں کی بارش میں واپس آ گئے،

## دوسری بار یہودیوں کا مخالفانہ حملہ، قلعہ کی فصیلوں سے مسلمان حملہ آوروں کے

دُور ہوجانے کو، یہودیوں نے غنیمت جانا اور اسی وقت ان پر دوسرا مخالفانہ حملہ کر دیا جو پہلے حملے سے بھی سخت تھا، انہوں نے قلعے کے دروازے کھول دیئے اور مسلمانوں پر سخت حملہ کیا لیکن اس مرتبہ، مسلمان اپنے سالار جناب بن منذر کے ساتھ ثابت قدم رہے اور یہودیوں پر ایک اور مخالفانہ حملہ کر کے ان کا مقابلہ کیا، قلعہ کے آگے تباہ کن معرکہ آرائی ہوئی جس میں دونوں فریقوں نے ٹڑھ کر جنگ کی، اس لڑائی میں کئی مسلمان قتل ہوئے لیکن جب انہوں نے یہودیوں کے حملہ کو روک لیا تو بالآخر انہیں فتح حاصل ہو گئی، مسلمانوں نے انہیں بھگا دیا یہاں تک کہ شکست کھا کر اپنے قلعے میں داخل ہو گئے اور

کے دو دنوں کے بعد کہئے، مقررین نے اپنی کتاب امتاع الاسماع کے مکتبہ پر کہا ہے کہ جب مسلمانوں نے دو دن قلعہ الصعب پر قیام کیا تو تیسرے دن جناب بن منذر نے ان کے ساتھ حملہ کیا اور یہود کے ساتھ سخت جنگ کی، اس کے پاس جھنڈا بھی تھا، جب صبح ہوئی تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیر بڑھانے شروع کر دیئے، مسلمانوں نے اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال بنا دیا پھر یہودیوں نے سخت حملہ کیا جس سے مسلمان تتر بتر ہو گئے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے آپ اس وقت کھڑے تھے آپ گھوڑے سے اتر پڑے اس وقت مدغم آپ کا گھوڑا پکڑے ہوئے تھا اور جناب اپنے گھوڑے پر سوار، جھنڈے کو ہتھامے ہوئے ان پر تیر اندازی کرتے رہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اکاڑ دی اور انہیں جہاد پر آمادہ کیا وہ آئے تو حضرت جناب نے ان کے ساتھ مل کر حملہ کیا، سخت جنگ کے بعد یہود کو شکست ہوئی اور انہوں نے قلعہ کو بند کر لیا اور اس کی دیواروں پر سے بہت پتھر مارے جس کی وجہ سے مسلمان ان سے دُور ہو گئے، انہوں نے پھر حملہ کیا اور یہود نے نکل کر سخت جنگ کی اور تین مسلمان قتل ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی،

واقعی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے خالد بن الیاس نے جعفر بن محمود بن محمد سے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال بن گئے تھے میں ان کے اصحاب کے ساتھ (یہود کے سخت حملہ کے وقت) پکارنے لگا۔ تباہ کن تیروں کے ساتھ تیر اندازی کرو، انہوں نے ایسا ہی کیا، پھر یہود نے ہم پر تیر بڑھانے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ وہ بس نہیں کریں گے میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تیر پھینکتے دیکھا پس وہ ان کے کسی آدمی پر خطانہ کیا گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے میری طرف آئے اور وہ تتر بتر ہو کر قلعہ میں داخل ہو گئے،

اسی طرح واقعی، جابر بن عبد اللہ انصاری سے بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب ہم قلعہ الصعب تک پہنچے تو جناب بن منذر نے ہمیں ساتھ لے کر جنگ کی، اس کے پاس ہمارا جھنڈا بھی تھا، مسلمانوں نے اس کی پیروی کی۔ ہم نے قلعہ الصعب پر دو دن ان

سے شدید جنگ کی جب تیسرے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی توقع سے یہودیوں کا ایک جوان نکلا جو ستون کی مانند تھا اس کے ساتھ اس کی پیادہ فوج بھی تھی انہوں نے کچھ دیر تک تیر اندازی کی ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال بن گئے انہوں نے ہم پر تیروں کی بارش کر دی ان کے تیر اندازوں کی طرح تھے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ بس نہیں کریں گے، پھر انہوں نے یکدم حملہ کر دیا اور مسلمان شکست کھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے، آپ اس وقت کھڑے ہوئے تھے پھر آپ اپنے گھوڑے سے اتر پڑے آپ کا فلام مدغم آپ کے گھوڑے کو پکڑے ہوئے تھا، حباب نے ہمارا جھنڈا کھڑا رکھا خدا کی قسم وہ اپنے گھوڑے سے مسلسل ان پر تیر برساتا رہا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو آواز دی اور جہاد پر آمادہ کیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے خیر کو غنیمت میں دینے کا وعدہ فرمایا ہے، راوی کہتا ہے کہ سب لوگ آگے یہاں تک کہ اپنے علمبردار کے پاس آگے ہو گئے پھر حباب نے ان کو ساتھ لے کر یہودیوں پر حملہ کیا اور وہ مسلسل آہستہ آہستہ ان کے قریب ہوتا رہا اور یہودی بھیچے ہتھے رہے یہاں تک کہ شکست کھا کر جلدی سے قلعے میں داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا اور دیواروں سے ہم پر پتھر مارنے لگے اور ہم سنگباری کی وجہ سے ان کے قلعے سے ایک طرف ہو گئے یہاں تک کہ ہم حباب کی پہلی جگہ پر واپس آ گئے، پھر یہودیوں نے ایک دوسرے کو ملامت کرنی شروع کر دی کہ ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے ہم میں سے صاحب نصیب لوگ قلعہ ناعم میں قتل ہو گئے ہیں پس وہ موت کی تمنا کرتے ہوئے باہر نکلے ہم بھی ان کی طرف پلٹے اور قلعے کے دروازے پر شدید جنگ کی، اس دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صحابی شہید ہوئے، ابو صیاح۔ یہ بدر میں شامل ہوئے، ایک یہودی نے ان کے دماغ کے اوپر تلوار ماری، دوسرے عدی بن مرہ بن سراقہ، انہیں ایک یہودی نے چھاتی میں برچھا مارا جس سے یہ فوت ہو گئے، تیسرے عارث بن عاطب، یہ بھی بدر میں شامل ہوئے، انہیں قلعے سے ایک آدمی نے تیر مارا جو ان کے دماغ میں لگا، ہم نے قلعہ میں ان کے کئی آدمیوں کو قتل کیا، ہم جب کبھی ان میں سے کسی آدمی کو قتل کرتے وہ اُسے اٹھا کر قلعے میں لے جاتے۔

قلعہ النظاۃ کے معرکوں میں سلام بن مشکم بھی قتل ہو گیا، یہ یہودان بنی نضیر کا ایک سردار تھا اور مرحب

کے بھائی عارث کی بیٹی زینب کا خاوند تھا، زینب وہ عورت ہے جس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے قتل کے الزام سے بکبری کے گوشت میں زہر ملا یا تھا، اس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی، انشاء اللہ،

اگرچہ مورخین نے بتایا ہے کہ سلام بن مشکم علاقہ النطاۃ کی ان جنگجو فوجوں کا سالار عام تھا جنہوں نے مسلمانوں اور یہودیوں کے سخت ترین معرکوں میں شرکت کی تھی اور باوجود اس بات کے کہ یہ عظیم یہودی سالار النطاۃ کے معرکوں میں قتل ہوا تھا، میری معلومات کے مطابق کسی ایک مؤرخ نے بھی یہ بیان نہیں کیا کہ اس کا کوئی جنگی کردار تھا بلکہ انہوں نے یقین کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یہ النطاۃ کے معرکوں میں قتل ہوا تھا، صرف واقعہ میں اس کے جنگ میں شامل نہ ہونے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ وہ بیمار تھا اور باوجود سخت بیمار ہونے کے اس نے قتل ہونے تک النطاۃ کو نہیں چھوڑا، حالانکہ اس کے ساتھیوں نے اُسے علاقہ الکٹیہ کی طرف بھاگ جانے کا مشورہ دیا تھا تا کہ وہ محفوظ ہے اس لئے کہ یہود کے تجربہ کار آدمی یہ توقع رکھتے تھے کہ الکٹیہ کے لوگ مسلمانوں سے ہرگز جنگ نہیں کریں گے بلکہ ان سے مصالحت کر لیں گے،

واقعہ بیان کرتا ہے کہ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن جعفر سے پوچھا کہ حارث کی بیٹی زینب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تھا کہ "آپ نے میرے باپ کو قتل کیا ہے؟" راوی کہتا ہے اس کا باپ حارث جنگ خیبر کے روز مارا گیا تھا یہ یہودیوں کا بڑا بہادر آدمی تھا اور اس کا بھائی زبیر بھی اسی دن مارا گیا تھا، زینب کا خاوند یہود کا سردار اور بڑا بہادر آدمی تھا (سلام بن مشکم) جو بیمار تھا اور النطاۃ کے قلعوں میں تھا، اُسے کہا گیا کہ تم میں لڑائی نہیں ہوگی الکٹیہ چلے جاؤ، اس نے جواب دیا میں ایسا کبھی نہیں کروں گا اور بیماری کی حالت ہی میں مارا گیا، سلام بن مشکم ابوالمحکم تھا جس کے متعلق الرزیق بن ابی المحقق کہتا ہے کہ

ولمات دعوا بآسیانہم فكان الطعان دعونا سلاما

وكان اذا دعونا بد سقينا سرة العدو الساما

ترجمہ: جب انہوں نے تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کو پکلا تو ہم نے نیزہ باز سلام کو آواز دی اور جب ہم اس کو آواز دیتے تو ہم دشمن کے سرداروں کو تیز زہر پلا دیتے، سلام بن مشکم ان کا سالار اعلیٰ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے بیماری لگا دی،

## یہودی شکست اور قلعہ کی فتح

اگرچہ حباب بن منندہ اور اس کے جوانوں کے سامنے سے قلعہ کی مدافعت کر نیوالے

یہودیوں نے واپس آکر دروازے بند کر لئے مگر ان کو اضطراب اور پریشانی نے آیا اور ان کا مورال گرنے لگا، حباب بن منندہ نے ان کی یہ کیفیت دیکھی تو اس نے یہود کے اضطراب اور مورال کی گراؤٹ کے موقع کو غنیمت جانا اور اسی وقت قلعہ الصعب میں داخل ہونے اور اُسے فتح کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا، اس منصوبے کے مطابق حباب نے اپنے جوانوں کے ساتھ قلعہ پر اچانک حملہ کر دیا اور قلعے کے اندر داخل ہو کر سخت جنگ کر کے اُسے فتح کر لیا اور تمام اسلحہ اور غلہ پر قبضہ کر لیا جو بڑی مقدار میں تھا اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس تنگی کو دور کر دیا جسے اسلامی فوج خوراک کی کمی اور طویل عرصہ تک خیر کے قلعوں کے محاصرہ کی وجہ سے برداشت کر رہی تھی قلعہ کا دفاع کر نیوالے بہت سے یہودی مارے گئے اور کئی قیدی ہوئے،

کثیر غذائی مواد پر قبضہ کرنے کے علاوہ اس قلعہ میں مسلمانوں نے زیر زمین بہت سا جنگی اسلحہ مدفون پایا جس میں زرمیں، تلواریں اور

## قلعہ الصعب میں غلہ اور اسلحہ کی کثیر مقدار پر مسلمانوں کا قبضہ

منجیقین بھی تھیں یہ گولہ باری کرنے والے ہتھیار ہیں جن کا کام قلعوں کو تباہ کرنا ہے اسی طرح انہوں نے جنگی آلات میں سے ٹینک بھی پائے، ٹینک، بچاؤ کرنے والا ترقی یافتہ ہتھیار ہے اس دور میں اسے رومی اور ایرانی فوجیں استعمال کرتی تھیں کیونکہ اس وقت وہ عالم میں ترقی یافتہ فوجیں تھیں، یہ بات کسی کو معلوم نہیں کہ خیر کے یہودیوں نے یہ ٹینک کس طرح حاصل کئے جبکہ اس وقت یا اس سے پہلے جزیرہ عرب میں انہیں بنانے اور استعمال کرنے کے متعلق کوئی آدمی بھی کچھ نہیں جانتا تھا اور یہ کوئی مستبعد امر نہیں کہ خیر کے یہودی انہیں شام سے لائے ہوں یا انہیں ان کے بنانے کے متعلق واقفیت ہو اور جب انہیں اسلامی جنگوں کے متعلق پتہ چلا ہو تو انہوں نے مقامی طور پر انہیں تیار کر لیا ہو، پھر ایک دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے کہ قلعہ الصعب کے یہودیوں سے مسلمانوں نے جو ٹینک غنیمت میں حاصل کئے وہ حملہ کرنے والے ہتھیار ہیں اور شہروں اور قلعوں پر حملہ کرنے میں ان سے کام لیا جاتا ہے پس کیا یہودی مدینہ پر



عملہ کی تیاری کر رہے تھے اور انہوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے یہ ٹینک تیار کئے تھے اس سوال کا جواب ہاں میں ہے کیونکہ خیر میں یہودیوں کے پاس ان ٹینکوں کی موجودگی کی صحیح تفسیر یہی ہے اور خاص طور پر جب ہم اس امر پر غور کریں کہ یہود کے نقطہ نظر سے تو خیر کا معرکہ دفاعی معرکہ تھا جو ٹینکوں کا محتاج نہیں تھا اور ٹینک تو حملہ کرنے والا ہتھیار ہے۔

جب مسلمان قلعہ العصب پر قابض ہو گئے تو اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے

## نبوی جنگی اداب

اعلان کیا کہ غنائم کی تقسیم سے قبل، کوئی آدمی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائے ہاں انسانی زندگی کے لئے جو چیز ضروری ہو اسے لے سکتا ہے اس نے اعلان کیا کہ کھاد اور چارو ڈالویکن اٹھاؤ نہیں۔ یعنی اُسے اپنے علاقوں میں نہ لے جاؤ۔ تو انہوں نے اس قلعے سے اپنا کھانا اور جانوروں کا چارہ لے لیا اور دوسری کسی چیز سے فائدہ نہ اٹھایا اور نہ غمس لگایا پھر غنائم اور سامان کو حبش نبوی کے پڑاؤ میں منتقل کر دیا گیا۔

مسلمانوں نے قلعہ العصب میں شکست خوردہ یہود کے متردکات میں پڑائی شراب کی بڑی مقدار بھی پائی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے برتنوں کو توڑنے اور لٹے گرانے

## شراب کا کرنا اور اس کے برتنوں کو توڑنا

کا حکم دے دیا، مسلمانوں کی فوج میں سے ایک آدمی نے اس شراب کو پی لیا، اس آدمی کو عبد اللہ بن خنسا کہتے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جوتے مارے اور تمام حاضرین کو بھی اسے جوتے مارنے کا حکم دیا،

حضرت عمر بن الخطاب نے، شراب پینے کی وجہ سے اس آدمی پر لعنت کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

## اسے لعنت نہ کرو

نے فرمایا۔ اسے لعنت نہ کرو۔ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، پھر عبد اللہ چلا گیا گویا وہ انہی میں سے ایک آدمی ہے اور ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا، اسی طرح فوج نے قلعہ العصب میں تانبے ادھی کے برتن بھی پائے جن میں یہودی کھاتے پیتے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں دھولو اور ان میں پکاؤ اور

کھاؤ اور پیو، واقعی قلعہ الصنعب کے معرکہ کے متعلق بیان کرتا ہے (ابن سیرت سے جو خبر کی فتح میں شامل تھا) پھر ہمارے علمبردار نے حملہ کیا اور ہم نے بھی اس کے ساتھ حملہ کیا اور ہم نے یہودیوں کو قلعہ کے اندر داخل کر دیا اور خود بھی ان کے پیچھے اس کے اندر داخل ہو گئے، جب ہم قلعے میں ان کے پاس گئے تو وہ بکریوں کی طرح تھے جو ہمارے سامنے آیا ہم نے اسے قتل کر دیا اور ان میں سے ہم نے قیدی بھی بنائے، اور وہ پتھروں پر سے بدرجہہ آگیا بھاگ کھڑے ہوئے وہ قلعہ الزبیر میں جانا چاہتے تھے اور ہم نے انہیں بھاگنے دیا، مسلمان قلعے کی دیواروں پر چڑھ گئے اور انہوں نے بہت سے نعروں سے بکیر لگائے اور ہم نے بکیر کے نعروں سے یہودیوں کو منتشر کر دیا میں نے اسلم اور عفار کے جوانوں کو قلعے کے اوپر قوسے لگاتے دیکھا خدا کی قسم ہم نے وہاں پر جو، کھجور، گھی، شہد، تیل اور گوشت کے وہ ذخائر دیکھے جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ کھاؤ، چارہ ڈالو اور اٹھا کر نہ لے جاؤ، منادی نے کہا، غلے کو اٹھا کر اپنے علاقے میں نہ لے جاؤ، مسلمان اس قلعے میں اپنی اپنی جگہ پر اپنا کھانا اور اپنے جانوروں کا چارہ لے جاتے، کسی کو اس کی ضرورت کی چیز کے لینے سے منع نہ کیا جاتا اور کھانے کا خمس بھی نہ لگایا گیا وہاں مسلمانوں کو کپڑے، برتن اور مختلف قسم کی شراب کے ٹکے بھی ملے جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے توڑ دیا گیا اور شراب قلعے میں بہہ پڑی، بڑے بڑے ٹکے تو اٹھائے بھی نہ جاتے تھے، ابو ثعلبہ غسانی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے قلعے میں تانبے اور مٹی کے برتن بھی پائے جن میں یہود کھاتے پیتے تھے ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، ان برتنوں کو دھو لو اور ان میں کھانا پکاؤ اور پیو نیسز آپ نے فرمایا کہ ان میں پانی گرم کرو اس کے بعد ان میں کھانا پکاؤ..... اور کھاؤ پیو، وہاں سے ہم نے بہت سی بکریاں، گائے اور گدھے بھی نکلے اور جنگ کے بہت سے ہتھیار بھی نکلے، یعنی منجیق، ٹینک اور دیگر سامان وغیرہ، ہمیں معلوم ہو گیا کہ ان کا خیال تھا کہ ان کا محاصرہ لمبا زمانہ رہے گا پس اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل کر دیا۔

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے باپ سے میرے پاس بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ قلعہ الصنعب کے بالائی حصے سے کپڑوں کے باندھے ہوئے بیس بندل نکلے جو زمین کے موٹے کپڑے تھے،

دو ٹیڑھ ہزار منگلی چادریں تھیں، کہا جاتا ہے کہ ہر آدمی اپنے گھر والوں کے لئے چادر لایا ہوا دیکھ لکڑیوں کے دس گھٹے ملے جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے جلا دیا گیا جو کئی دن تک جلتے رہے اور شراب کے مٹکے اور شکرے، توڑ اور انڈیل دیئے گئے، ایک مسلمان نے شراب پی لی تو اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا میں وقت اُسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ نے اُسے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اُسے آپ نے اور نہ م حاضرین نے جوتے لگائے، اس شخص کو عبد اللہ الخمار کہا جاتا تھا یہ شخص، شراب نوشی سے بہترہ سکتا تھا، اُسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار مارا تھا، حضرت عمر بن الخطاب نے کہا اے اللہ! اس پر لعنت فرما، اس کو بہت دفعہ مار پڑ چکی ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمر ایسا نہ کر یہ اللہ تعالیٰ ادا اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے، پھر عبد اللہ جا کر مسلمانوں کے ساتھ بیٹھ گیا گو زیادہ ان کا ایک آدمی ہے،

حضرت ام عمارہؓ (یہ خیر میں حاضر تھیں) بیان کرتی ہیں کہ ہم نے قلعہ الصعب میں اتنا کھانے کا سامان پایا کہ میرا خیال تھا کہ اتنا خیر میں نہیں ہوگا اس قلعے سے مسلمان ایک ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ تک کھاتے رہے اور اپنے جانوروں کو چارہ بھی ڈالتے رہے کسی کو آن باتوں سے رکاوٹ نہ تھی، کھانے میں خمس بھی نہ لگایا گیا، کپڑوں کی بہت سی مقدار کو فروخت کر دیا گیا، اور وہاں سے موتی بھی ملے ان کے بلے میں کہا گیا کہ انہیں کون خریدے گا مسلمانوں نے اور یہودیوں سے مسلمان ہونے والے اور بدوؤں نے کہا کہ ہم سب خریدیں گے، مگر مسلمانوں میں سے جو شخص خریدے گا اس کا حساب مالِ غنیمت سے ہوگا،

واقعی بیان کرتا ہے کہ جب عینہ نے قلعہ الصعب کی طرف دیکھا کہ مسلمان وہاں سے کھانا، چارہ اور کپڑے جارہے ہیں تو اس نے کہا کوئی ہم کو اس کھانے سے کھلانے گا اور ہمارے جانوروں کو چارہ ڈالے گا، اس کے اہل بڑے صاحبِ عزت تھے، مسلمانوں نے انہیں بڑا بھلا کہا اور عینہ سے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے ذوالرقیبہ دیا ہے یہ تیرے وہی کافی ہے تو وہ خاموش ہو گیا،

ذوالرقیبہ، خیر کے پاس ایک پہاڑ ہے، عینہ کو، اس کے دینے کا ذکر بطور مذاق کے ہے۔

## مسلمانوں کے تلہ کا بھاری ہونا

قلعہ ناعم اور قلعہ الصعب کے سقوط سے جنگ میں مسلمانوں کا پتلہ

بھاری ہو گیا اور گھبراہٹ اور ناامیدی یہودیوں کے دلوں میں سرایت کرنے لگی اور ان کا مورال گرنے لگا حالانکہ انہیں یہ تصور بھی نہ تھا کہ ان کی فوجیں اسلامی فوج کے سامنے پسپا ہو جائیں گی (یہودی کی فوج دس ہزار جاننازدوں سے زیادہ تھی) جبکہ مسلمانوں کی فوج کی تعداد چودہ سو جاننازدوں سے زیادہ نہ تھی پھر وہ جاننازد کھلے میدان میں بغیر کسی ادٹ کے، یہودیوں کے ان بڑبڑوں کے سامنے تھے جو ہزاروں تیراندازوں سے بڑھتے جن جیسا کوئی ماہر تیرانداز نہیں تھا جیسا کہ حباب بن منذر نے گواہی دی ہے،

قلعہ ناعم اور قلعہ الصعب، یہودی دفاع کی مضبوط ترین فرنٹ لائن تصور کئے جاتے تھے جن کی مضبوطی اور ان کی تفصیلات کے پیچھے پڑاؤ کرنے والے جوانوں کی بہادری سے جیش نبوی کے حملوں کو روکنے کے متعلق، یہودیوں کی بڑی امیدیں وابستہ تھیں، اور یہودی لیڈروں کو ایک لحظہ کے لئے بھی شک نہیں ہوا کہ یہ فوج ان دونوں قلعوں میں داخل ہوئے بغیر، ان کی تفصیلات کے سامنے اتنا لمبا عرصہ قیام کرے گی یہی خیال، خیبر کے یہودیوں کا بھی تھا، کہ یہ لوگ اپنے مقصد کو پورا کئے بغیر واپس جانے پر مجبور ہو جائیں گے..... لیکن جو کچھ ہوا اچانک ہوا جس نے یہودیوں اور ان کے مددگاروں کو حیران کر دیا کہ اسلامی فوج، ان دونوں قلعوں میں داخل ہو گئی اور ان کا ان دونوں قلعوں میں داخل ہونا، خیبر میں یہودی مقامات کے انجام کا آغاز بن گیا،

مورخین کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ النطاۃ میں قلعہ ناعم اور الصعب کے علاوہ بھی قلعے موجود تھے لیکن ان قلعوں کی کوئی جنگی اہمیت نہ تھی اس لئے اسلامی فوج کی قیادت نے ان

## النطاۃ کے علاقہ کی صفائی کر نیوالی پارٹی

قلعوں کے محاصرہ کرنے یا ان پر حملہ کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی کیونکہ اسلامی فوج کی ایشی جنس نے یقین دلایا تھا کہ النطاۃ میں قلعہ ناعم، قلعہ الصعب اور قلعہ الزبیر کے علاوہ کوئی قابل خوف چیز موجود نہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلعے تقریباً یہودی جاننازدوں

سے خالی تھے اور نہ ہی ان میں قابل ذکر قلعہ بندیاں تھیں، اس کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (قلعہ ناعم اور قلعہ الصعب پر قبضہ کرنے کے بعد) نے فوج کی ایک ٹکڑی کو ان قلعوں کی نگرانی کے لئے النظاۃ کے علاقہ میں رہنے کا حکم فرمایا تاکہ اگر مسلح یہودیوں میں سے کچھ آدمی ان قلعوں میں چھپے ہوئے ہوں تو ان کا تعاقب کر کے انہیں ختم کر دیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ اطلاع ملی تھی کہ بعض جاہل یا یہودی ہمیشہ النظاۃ کے بعض قلعوں میں چھپے رہتے ہیں،

واقعی بیان کرتا ہے کہ قلعہ ناعم، قلعہ الصعب اور النظاۃ کے تمام دوسرے قلعوں سے نکل کر یہودی قلعہ الزبیر میں منتقل ہو گئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے جا کر ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کو قلعہ بند کر دیا، یہ ایک مضبوط قلعہ ہے اور ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہے جس کی مضبوطی اور معویت کی وجہ سے سوار اور پیادہ اس پر چڑھ نہیں سکتے (النظاۃ کے بقیہ قلعے کوئی قابل ذکر چیز نہیں النظاۃ کے بعض قلعوں میں ایک ایک یا دو دو آدمی رہ گئے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نگرانی کے لئے کچھ آدمی مقرر کر دیئے انہیں جب کسی کا پتہ چل جاتا تو اسے قتل کر دیتے) ،

جب مسلمان قلعہ الصعب پر قابض ہو گئے، تو

یہودی قلعہ الزبیر میں منتقل ہو گئے یہ النظاۃ کا تیسرا قلعہ تھا اور خمیر کے نصف اول میں واقع تھا، اور بڑا مضبوط تھا اور ایک پہاڑ کی ایک بلند چوٹی پر تھا جس کے راستے بڑے دشوار گزار تھے، یہودیوں نے قلعہ الزبیر کو منصوبہ کے مطابق تیسری دفاعی لائن بنایا ہوا تھا وہ قلعہ الصعب کو کھونٹے کے بعد اس میں منتقل ہو گئے اور قلعہ الزبیر میں قلعہ بند ہو کر، مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاری کرنے لگے انہوں نے قلعہ کے بڑبڑوں کو جانباڑوں سے بھر دیا اور تیر اندازوں کے دستوں کو ان مقامات پر بٹھایا، جہاں سے وہ مسلمانوں کی فوجوں کو دیکھ سکتے تھے، قلعہ الصعب پر قبضہ کرنے کے بعد، مسلمانوں نے قلعہ الزبیر کا محاصرہ کر لیا،

قلعہ میں داخل ہونے کی صعوبت

مسلمانوں نے قلعہ الزبیر میں داخل ہونے اور اس کو فتح کرنے

کی کئی کوششیں کیں، لیکن اس قلعہ کی مضبوطی اور اس کے راستوں کی دشواری اور ان راستوں کے یہودیوں کے تیروں کی زد میں ہونے کی وجہ سے وہ اس میں داخل نہ ہو سکے، دوسری جانب انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کرنے اور مبلغت طلب کرنے کے لئے قلعے کے دروازے بھی نہ کھولے جیسا کہ انہوں نے قلعہ ناظم اور قلعہ الصعب کے محاصرہ کے دوران کیا تھا، معلوم ہوتا ہے کہ جس بندی پر یہ قلعہ واقع تھا اس کے متعلق انہیں یقین تھا کہ مسلمان اس کے راستوں کی دشواری کی وجہ سے اس میں داخل ہونے اور اسے فتح کرنے کی قدرت نہیں پائیں گے،

مسلمانوں کو اس قلعے کا لمبا محاصرہ کرنے میں کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ وہ قلعہ سے باہر یہود کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کے مشاق تھے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اس

## یہودیوں کو قلعے سے باہر لڑنے پر مجبور کرنا

جنگ میں فتح ان کی ہوگی، اسی دوران میں کہ مسلمان، یہودیوں کے اس قلعہ میں محفوظ ہونے کی وجہ سے زچ ہو رہے تھے اور غرور و فکر کر رہے تھے اور قلعہ الزبیر پر قابض ہونے کی اسکیمیں بنا رہے تھے کہ اچانک ایک یہودی جس کا نام عزال تھا، پوشیدہ طور پر مسلمانوں کے پڑاؤ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے آیا، اس نے ملاقات کے دوران آپ کو بتایا کہ آپ کی فوج اس قلعہ میں داخل ہونے اور سہتیاؤں کے زور پر اسے فتح کرنے کی ہرگز قوت نہیں پائے گی اور قلعہ الزبیر کے یہودیوں کو خواہ مخواہ کس قدر طویل ہو قلعہ کی مضبوطی اور مدافعت کرنے والوں کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں ہوگا ان کے پاس ضروری خرچ جمع ہے جو طویل مدت تک ان کے لئے کافی ہوگا، ہاں اس یہودی (عزال) نے آپ کو بتایا کہ وہ آپ کو ایسا طریقہ بتانے پر تیار ہے جس سے قلعہ الزبیر کی فتح آپ کے لئے آسان ہو جائے گی اور یہودی مجبور ہو کر جنگ کے لئے باہر نکل آئیں گے، لیکن وہ یہ طریقہ اس صورت میں بتائے گا کہ مسلمان اُسے اس کے مال و جان اور اولاد کی امان دیں..... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اور اس کے اہل و مال اور اولاد کی

امان دے دی،

عزال یہودی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ قلعہ الزبیر میں محفوظ ہونے والے

یہودیوں کے لئے، زمین کے نیچے پانیوں کے چشمے ہیں جو خاص طور پر جنگ کے دنوں کے لئے بند کر دیئے جاتے ہیں وہ رات کے وقت خفیہ تہہ خانوں کو عبور کر کے جو قلعہ کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے ہیں ان میں اتر کر ضرورت کے مطابق پانی لے جاتے ہیں یہ چشمے قلعہ کے باہر ہیں اور مسلمان سہولت کے ساتھ ان پر قبضہ کر سکتے ہیں، قبضہ ہو جانے کی صورت میں یہودی، اطاعت اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے یا مسلمانوں کے پانی روک لینے کے بعد، جنگ کے لئے باہر نکل آئیں گے پھر اس یہودی نے پانی کے چشموں تک مسلمانوں کی راہنمائی کی، مسلمانوں نے ان پر قبضہ کر کے قلعہ الزبیر کے یہودیوں پر پانی بند کر دیا، یہودیوں نے سمجھ لیا کہ اب وہ راستوں میں سے ایک راستہ کو اختیار کرنا پڑے گا یا تو مسلمانوں کی اطاعت اختیار کر لیں یا ان سے جنگ کرنے کے لئے باہر نکلیں اور ان سے پانی کے چشمے واپس لیں یا پانی سے مر جائیں انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کو ترجیح دی اور قلعے کے دروازے کھول کر مسلمانوں پر سخت حملہ کیا، نریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی جو مسلمانوں کی فتح پر ختم ہوئی جنہوں نے یہودیوں کو شکست دی پھر قلعہ میں داخل ہو کر اسے فتح کر لیا،

واقعی بیان کرتا ہے کہ تمام یہودی قلعہ تاغم، قلعہ الصعب اور النظاۃ کے دوسرے قلعوں سے نکل کر قلعہ الزبیر میں منتقل ہو گئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے وہاں جا کر ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کو قلعہ بند کر دیا، قلعہ الزبیر ایک مضبوط قلعہ ہے اور ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہے جس کی مضبوطی اور صعوبت کی وجہ سے سوار اور سیدل اس پر چڑھنے کی قدرت نہیں رکھتے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ الزبیر میں رہنے والوں کا تین دن محاصرہ کیا کہ آپ کے پاس عزال نام ایک یہودی آکر کہنے لگا اے ابوالقاسم اگر میں آپ کو ایک ایسی بات بتاؤں جس سے آپ اہل نظاۃ سے راحت حاصل کر کے ایش کی طرف نکل جائیں تو کیا آپ مجھے امان دیں گے، اہل ایش آپ کے رعب سے مرچکے ہیں، راوی کہتا ہے کہ آپ نے اسے اس کے اہل و مال کی امان دے دی، یہودی نے کہا اگر آپ ایک ماہ تک بھی ان کا محاصرہ جاری رکھیں گے تو وہ آپ کی بدواہ نہیں کریں گے، کیونکہ زیر زمین ان کے چشمے ہیں وہ رات کے وقت باہر نکل کر امدان سے پانی پی کر پھر قلعے میں واپس چلے جاتے ہیں اور آپ سے محفوظ رہ جاتے ہیں، اگر آپ ان کا پانی بند کر دیں تو وہ آپ کے سامنے آجائیں گے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

علیہ وآلہ وسلم نے جا کر ان کا پانی بند کر دیا ،

یہودیوں کو  
جنگ پر مجبور کرنا ،

جب مسلمانوں نے ان کا پانی بند کر دیا تو وہی کچھ  
ہوا جو یہودی نے کہا تھا ، صرف حضرت نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی پر قبضہ کرنے اور یہودیوں

کے پانی کو بند کر دینے سے قلعہ کا دفاع کرنے والے جنگ کے لئے باہر نکلنے پر مجبور ہو گئے  
النظاہ کے یہودی — اور قلعہ الذبیر والے بھی ان میں سے تھے — بڑے بہادر

اور تیز تھے ، سب جانبازوں نے قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر سخت حملہ کیا اور قلعہ سے مسلمانوں  
کو دور کرنے اور ان سے پانی کے چشموں کو واپس لینے کے لئے شدید جنگ کی ، لیکن مسلمان ،  
یہودیوں کے حملہ کے سامنے ثابت قدم رہے اور قلعہ کے آگے سخت معرکہ لڑائی ہوئی پھر مسلمانوں  
نے دفاع کو چھوڑ کر حملہ شروع کر دیا اور ایک جان ہو کر ان پر حملہ کیا جس سے وہ تتر بتر ہو گئے  
اور یہودیوں نے قلعہ بند ہونے کے لئے ، قلعہ کی طرف واپس جانے اور اس کے دروازوں کو  
بند کرنے کے لئے جلدی کی جیسا کہ وہ قلعہ ناظم اور قلعہ الصغیر کے معرکوں میں کرتے تھے لیکن  
مسلمانوں نے انہیں اس کا موقع نہ دیا اور ان کو بھگا دیا اور قلعہ کے دروازوں کے پاس یہودیوں  
سے جنگ کر کے قلعہ میں داخل ہو گئے ، اور ان کو دروازوں کے بند کرنے سے روک دیا  
اور پھر قلعے پر قابض ہو گئے ،

مسلمانوں کے نقصانات

قلعہ الذبیر کے معرکہ میں مسلمانوں کے  
کئی آدمی شہید ہو گئے اور یہودیوں نے بھی

دس معتولوں کی اذیت اٹھائی ، مگر کسی مورخ نے ان غنائم کے متعلق کچھ نہیں بتایا جو قلعہ  
الذبیر پر قبضہ کرتے وقت مسلمانوں کے ہاتھ آئیں ،

قلعہ اُبی کی فتح ،

ہم اس فصل میں پہلے بیان کر چکے ہیں کہ غیر شہر کی دو  
قسمیں تھیں ، پہلی قسم میں پانچ مضبوط قلعے تھے جن میں

یہودیوں نے قلعہ بند ہو کر ان میں سے بعض کو ، خیبر کی پہلی دفاعی لائن بنایا اور مسلمانوں  
کے حملہ کو روکنے کے لئے ہزاروں جانبازوں سے بھر دیا اور وہ مندرجہ ذیل قلعے تھے ،  
۱ : قلعہ ناظم ، جسے مسلمانوں نے حضرت علی بن ابی طالب کی قیادت میں فتح کیا۔



۲۔ قلعہ الصعب، جسے مسلمانوں نے حضرت حباب بن منذر کی قیادت میں فتح کیا۔

۳۔ قلعہ الزبیر، اس قلعے کی فتح کے وقت جس سالار نے مسلمانوں کی قیادت کی

اس کے نام کا مجھے پتہ نہیں چل سکا۔

ان تینوں کو النظاۃ کے قلعے کہا جاتا تھا کیونکہ یہ النظاۃ کے علاقے میں واقع تھے،

دوسرے دو قلعوں کا نام قلعہ ابی اور قلعہ البزاة تھا یہ دونوں قلعے علاقہ الشق میں واقع تھے

اس لئے انہیں الشق کے قلعے کہا جاتا تھا ان قلعوں کو مسلمانوں نے زبردست جنگ کے بعد

بزدور فتح کیا تھا جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ انشا اللہ،

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ علاقہ الشق میں یہودیوں کے ارد بھی بہت سے قلعے تھے،

لیکن میری معلومات کے مطابق مؤرخین نے ان دو قلعوں کے سوا، اور کسی کا ذکر نہیں کیا، جس

سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے (قلعہ ابی اور قلعہ البزاة کے سوا) الشق کے دیگر تمام قلعوں

پر بغیر جنگ کے قبضہ کر لیا تھا جس کی وجہ سے مؤرخین نے ان قلعوں کی طرف صرف اشارہ کرنے

پر ہی اکتفا کیا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں النظاۃ اور الشق کے تمام قلعے خیبر کی پہلی قسم میں واقع

ہیں جو پہلی دفاعی لائن کی نمائندگی کرتے ہیں اور اس شہر کے اہم قلعے ہیں جہاں مسلمانوں اور

یہودیوں کے درمیان زبردست معرکے ہوئے،

اس فصل میں ہم پہلے بیان کر چکے

ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے جنگ کے آغاز میں اپنی فوج

کے ساتھ النظاۃ کے بالائی حصے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

پڑاؤ کا پہلی جگہ پر منتقل ہونا

میں پڑاؤ کیا تھا اور آپ کا ہیڈ کوارٹر النظاۃ کے اور الشق کے قلعوں کے درمیان میں بن گیا تھا۔

اس لحاظ سے آپ کی فوج کسی وقت بھی اور خصوصاً رات کے وقت میں یہودیوں کے شیخوں

کا نشانہ بن سکتی تھی کیوں کہ آپ اپنی فوج کے ساتھ النظاۃ اور الشق کے قلعوں کے سلسلہ کے

درمیان میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور ایسے مقام پر تھے جسے کمزوروں کے قبضہ گھیرے ہوئے تھے

جن میں سے یہودی فوج کی ٹکڑیاں، قلعے سے نکل کر، آسانی کے ساتھ رات کے وقت مسلمانوں

پر حملہ کر سکتی تھیں، رات کے حملے کو شیخوں کہا جاتا ہے اس بات نے جنگی امور کے مشہور ماہر حضرت

حباب بن منذر کو یہ — جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے — اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دے اور آپ کے سامنے تجویز پیش کرے کہ آپ اپنے بیٹے کو لڑکے کو بدل لیں اور اپنے پڑاؤ کو اس علاقہ سے منتقل کر کے یہود کے قلعوں سے دُور لیجائیں اس نے عرض کیا (یا رسول اللہ، آپ قلعوں کے قریب ہو گئے ہیں اور کھجوریں اور چیتوں کے درمیان اتر پڑے ہیں مجھے اہل نطاة کے بارے میں علم ہے کہ کوئی قوم ان سے زیادہ صحیح تیر ماننے میں ماہر نہیں اور وہ ہم سے بلندی پر ہیں اور وہ نیچے آنے میں اپنے تیروں سے بھی زیادہ تیز ہیں اور میں ان کے شیخوں ماننے سے بھی بے خوف نہیں ہوں وہ کھجوروں کی ادٹ میں داخل ہو جائیں گے، یا رسول اللہ کسی اور جگہ چلے جائے جہاں چٹے اور وبارہ ہو، ہم اپنے اور ان کے درمیان پتھروں کو ادٹ بنالیں گے تاکہ ان کے تیر نہیں گزرنے پہنچائیں) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کے ساتھ النطاة اور الشق کے درمیان جس جگہ پر پڑاؤ ڈالا اسے "المنزلہ" کہا جاتا تھا جیسا کہ اس فصل میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبابؓ کے مشورے کے مطابق "المنزلہ" سے اپنے پڑاؤ کو تبدیل کر کے وادی الریح میں پڑاؤ ڈالا اور وہیں اپنا بیٹا کو لڑکے بھی بنایا اور اس وادی سے، یہودیوں کے مقابلہ کے لئے اپنے دستے بھیجنے لگے — آپ لگاتار اسی طرح کرتے رہے،

یہاں تک کہ آپ کی فوج نے النطاة کے تمام قلعوں پر خصوصاً تین بڑے جنگی قلعوں پر قبضہ کر لیا، (قلعہ ناعم، قلعہ الصعب، اور قلعہ الزبیر پر)

النطاة کے قلعوں پر ہمیشہ نبوی کے قابض ہونے سے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ وادی الریح سے (جو النطاه کے زیریں علاقے میں تھی) اس کے بالائی علاقے میں منتقل ہو گئے، آپ نے جس پہلی جگہ کو ایک دن کے لئے اپنا پڑاؤ بنایا تھا..... وہیں دوبارہ (المنزلہ میں) آپ نے اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ ڈالا تاکہ آپ الشق کے قلعوں میں جو خیبر کے نصف اول کے بقیہ علاقے میں واقع تھے، یہود کے خلاف اپنے حملوں کی کارروائیاں جاری رکھ سکیں النطاة اور الشق کے قلعوں کے درمیان "المنزلہ" کے مقام پر منتقل ہونے کا سبب یہ تھا کہ النطاة کے قلعوں پر قبضہ کے بعد، آپ کی فوج اس طرح دو آگوں کے درمیان نہ تھی جیسا کہ پہلی دفعہ اس جگہ کو پڑاؤ بنانے کے وقت تھی اس وقت النطاة کے

مضبوط تھے ان یہودیوں کے ہاتھ میں تھے جو غیر کے یہودیوں کے شجاع ترین اور جنگ باز آدمی تھے اب یہ قلعے مسلمانوں کے قبضے میں تھے جس کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی فوج، یہودیوں کے شبنون اور ان کے تیروں سے جو مسلمانوں کے پڑاؤ میں آکر مسلمانوں کو زخمی کر دیتے تھے، محفوظ ہو گئے تھے کیونکہ پہلے دن یہودیوں کے تیروں سے پچاس مسلمان زخمی ہو گئے تھے، قلعہ الزبیر کے یہودیوں سے خالی ہو جانے کے بعد، حبش نبوی پشت کی جانب سے محفوظ ہو گیا تھا اور قلعہ الزبیر النظاۃ کے قلعوں میں سے آخری جنگی قلعہ تھا۔

اہل سیر اور مغازی کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم النظاۃ سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فوج کو الرجیع سے المنزلہ منتقل ہونے کا حکم دیدیا اور آپ یہود کی لڑائی اور شبنون سے محفوظ ہو گئے حالانکہ آپ ان سے بے خوف نہیں تھے۔ کیوں کہ اہل نظاۃ بڑے تیز اور بہادر یہودی تھے۔

النظاۃ کے قلعوں کو کھونے اور اس کے زبردست معرکوں میں اپنے بڑے بڑے سالاروں کا نقصان اٹھانے کے بعد ان کی شکست انہیں الشق کے قلعوں میں لے گئی

**یہودیوں کا الشق کے قلعوں میں منتقل ہونا**

اور ان کی بڑی فوجوں نے قلعہ اُمّی جسے قلعہ اُبی کہتے تھے میں ڈیرے ڈال دیئے اور اس قلعہ میں قلعہ بند ہو کر اسلامی فوج کے مقابلہ کے لئے تیاری کرنے لگے جو ان پر مسلسل حملے کر رہی تھی۔

**قلعہ کا محاصرہ** | قلعہ اُبی بڑا مضبوط قلعہ تھا جو پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اور اس کے دشوار گزار راستوں کی وجہ سے اس میں داخل ہونا

بڑا مشکل تھا لیکن وہ النظاۃ کے ان قلعوں سے زیادہ مضبوط نہ تھا بن میں مسلمان جنگ کے سخت مراحل سے گذر کر داخل ہو چکے تھے، اس لئے انہوں نے جلد حملہ کرنے میں کوئی تردد نہ کیا، حبش نبوی نے اس میں داخل ہونے کے لئے اس کا محاصرہ کر لیا، ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس جنگی فوج کے منتظم تھے اور مذکورہ قلعہ پر "المنزلہ" کے ایک مقام سے جسے "السّموان" کہا جاتا تھا، دستے بیج رہے تھے۔

یہودیوں نے جنگ میں بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا اور مسلمانوں کے حملوں کا بڑی بے جگری سے مقابلہ

کیا جسے مسلمان النظارہ کے معرکوں میں دیکھ چکے تھے انہوں نے قلعہ ابی کا بڑی بے خونی سے دفاع کیا اور مسلمانوں سے سخت جنگ کی، جس فوج کو قلعہ ابی پر حملہ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی اس کے سالار مشہور شہسوار حضرت ابو دجانہ انصاری تھے،

قلعہ ابی کے دفاع میں یہودیوں کا شوق قتال اس حد تک بڑھا کہ انہوں نے موت کو ہیج سمجھتے ہوئے محاصرہ کرنے والی مسلمان فوج کے مقابلہ کے لئے قلعے کے

مبارزت کیلئے یہودیوں کا دروازے کھول دینا

دروازے کھول دیئے اور ان یہودی شہسواروں نے قلعہ کے باہر مسلمانوں کو دعوت مبارزت دے دی۔

قلعہ ابی سے ایک شہسوار جسے عززل کہتے تھے، باہر نکلا اور اس نے قلعہ کی

دو یہودی سالاروں کا قتل

فصلیوں کے سامنے اپنے گھوڑے پر پھیرا لگا کر مبارزت طلب کی، اس کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کی صفوں سے حضرت جناب بن منذر انصاری نکلے، تھوڑی دیر دونوں نے جولانی کی، اس کے بعد حضرت جناب بن منذر نے، یہودی شہسوار عززل پر حملہ کر کے اس کا مایاں ماتھ کاٹ دیا، وہ قلعے کی طرف بھاگا مگر حضرت جناب نے قلعہ میں داخل ہونے سے قبل اس کی ٹانگ کاٹ دی پھر وہ مر گیا،

پھر حضرت جناب بن منذر مسلمانوں کی صفوں میں واپس آگئے، یہودی سالار عززل کے قتل کے بعد ایک اور یہودی شہسوار (مورخین نے اس کا نام نہیں لکھا) نے قلعہ سے باہر نکل کر مسلمانوں کو لٹکار کر مبارزت طلبی کی، تو مشہور انصاری شہسوار حضرت ابو دجانہ سماک بن خثرت نے اس کے چیلنج کو قبول کیا، دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا اور دونوں بڑے ذوق و شوق سے نبرد آزما کرتے رہے یہاں تک کہ ابو دجانہ نے یہودی شہسوار کا کام تمام کر دیا۔

مبارزت طلب کرنے اور  
قلعہ گھولنے سے یہودیوں کا رکنا

قلعہ کے دو داؤوں کے اگے دو یہودی  
سالاروں کے قتل ہونے کے بعد،  
قلعہ میں موجود دوسرے یہودیوں

کے دلوں پر رعب چھا گیا اور وہ مبارزت طلبی سے رُک گئے اور پھر انہوں نے قلعہ میں پناہ لینے  
اور اس کا دفاع کرنے اور اس کی دیواروں کے پیچھے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے قلعہ کے  
دروازے بند کرنے کی کوشش کی، لیکن اسلامی فوجوں کے ہر اول دستوں کے سالار حضرت ابو  
دجانہ انصاریؓ نے ان کو ایسا کرنے کا موقع نہ دیا انہوں نے اپنی فوج کو سرعت کے ساتھ  
یہودیوں پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا اسلامی فوجوں نے حضرت ابو دجانہؓ کی سرکردگی میں قلعہ پر  
اچانک حملہ کر دیا، یہودیوں نے مسلمانوں کا شدید مقابلہ کیا اور قلعہ کے ارد گرد فریقین کے درمیان  
سخت معرکہ آرائی ہوئی، لیکن باوجودیکہ یہود نے بڑے ذوق و شوق سے مقابلہ کیا تھا، مگر انجام کار  
انہیں شکست ہوئی اور قلعہ کی فصیلوں میں گھسنے والے یہودی، ہر جانب بھاگ اٹھے، مسلمانوں  
نے قلعہ پر قابض ہو کر، تمام ہتھیاروں، مویشیوں اور غلے پر قبضہ کر لیا مگر کسی مورخ نے یہ  
بیان نہیں کیا کہ اس قلعے سے کوئی یہودی قیدی بھی ان کے ہاتھ لگا تھا، بقیہ لوگوں نے قلعہ  
الذرا میں پناہ لے لی، یہ اثنیٰ کا دوسرا قلعہ ہے جس میں یہودیوں نے مسلمانوں کا سخت مقابلہ کیا  
اس کا اس میں محفوظ ہو گئے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلعہ کو تباہ کرنے کے  
لئے، اس پر منجنیق نصب کرنے کا فیصلہ کیا، اس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی انشاء اللہ،

واقعی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے موسیٰ بن عمر الحارثی نے ابی عقیل محمد بن اہل بن ابی حاتمہ  
سے بیان کیا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اثنیٰ کی طرف منتقل ہو گئے تو وہاں پر کئی قلعے  
تھے، پہلا قلعہ ابی تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ سمران پر حملہ کیا، اہل قلعہ نے  
شدید جنگ کی اور غزال نامی ایک یہودی نے قلعہ سے باہر نکل کر مبارزت طلب کی، اس  
کے مقابلہ میں حضرت حباب بن منندہؓ نکلے، دونوں نے ایک دوسرے پر وار کئے، پھر  
حضرت حبابؓ نے اس پر حملہ کر کے اس کا نصف دایاں ہاتھ کاٹ دیا، غزال کے ہاتھ سے  
تلوار گر پڑی اور وہ جہتا ہو گیا اور شکست کھا کر واپس لوٹتے ہوئے گر پڑا اور اسے مار دیا گیا  
پھر دوسرا یہودی باہر نکلا اس نے لٹکار کر مبارزت طلب کی، تو آل مجشی میں سے ایک

مسلمان نے اس کا مقابلہ کیا اور معشی مارا گیا، اور یہودی اپنی جگہ پر کھڑا ہو کر مبارزت طلب کرتا رہا اس کے مقابلہ میں حضرت ابودجانہؓ نکلے آپ نے خود کے اوپر ایک سرخ بٹی باندھی ہوئی تھی اور آپ کی چال میں ایک ناز و ادا پایا جاتا تھا، حضرت ابودجانہؓ نے جلدی سے اس پر حملہ کر کے اس کی ٹانگ کاٹ دی پھر اُسے مار دیا اور اس کا سامان اور زہ اور تلوار لیکر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے حضرت ابودجانہؓ کو وہ چیزیں عطیہ کے طور پر عنایت فرمادیں، اس کے بعد یہودی، مبارزت سے کناہ کشی کرنے لگے تو مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور قلعہ پر حملہ کر کے اس میں داخل ہو گئے ان کے آگے آگے حضرت ابودجانہؓ تھے قلعہ میں انہوں نے بڑا مال و متاع، بکریاں اور غلہ پایا، اور وہاں سے تمام جانا بھاگ گئے اور بہنوں کی طرح دیواروں پر چڑھ گئے اور الشق کے قلعہ النزار میں چلے گئے، النظاۃ کی چوٹیوں میں جو لوگ باقی رہ گئے تھے، انہوں نے قلعہ النزار میں آکر اس کے دروازے بند کر لئے اور ابھی طرح محفوظ ہو گئے،

**قلعہ النزار کی فتح**، قلعہ النزار، الشق کے قلعوں میں سے دوسرا قلعہ تھا اور خیبر کی پہلی قسم کا پانچواں اور آخری قلعہ تھا، جس میں یہودیوں نے قلعہ بند ہو کر تمام قلعوں سے بڑھ کر دفاعی جنگ لڑی جیسا کہ اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے،

**خیبر کا مضبوط ترین قلعہ**، یہودیوں کی آخری امید، قلعہ النزار سے وابستہ تھی، کیونکہ وہ علی الاطلاق خیبر کے تمام قلعوں سے مضبوط تر تھا اس لئے النظاۃ اور الشق میں شکست کھانے والے یہودیوں کے سالار، بلکہ خیبر کے نصف ثانی یہودی بھی (یعنی ابی الحقیق کے بیٹوں کی پارٹی جو بنی نضیر میں سے تھے) یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ مسلمانوں کی فوج اس قلعہ کی مضبوطی اور اس کی قلعہ بندیوں کی قوت کی وجہ سے اس میں داخل ہونے سے عاجز رہے گی،

**قلعہ النزار میں عورتیں اور بچے**، النظاۃ اور الشق کے جن چاروں قلعوں میں یہودیوں نے مسلمانوں سے جنگ کی وہ ان چاروں قلعوں میں عورتوں اور بچوں کو اپنے ساتھ رہنے کی اجازت نہ دیتے تھے،

انہوں نے ان قلعوں کو جنگی علاقہ قرار دیا ہوا تھا، اور جنگ نہ لڑنے والوں کو ان میں رہنا ممنوع تھا اور یہ اس خوف کی بنا پر تھا کہ عورتیں اور بچے مسلمانوں کے ہاتھوں قیدی بن جائیں مگر یہودی لیڈر (بادجودان چاروں قلعوں کی مضبوطی کے) اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ یہ قلعے مسلمانوں کے حملوں کے سامنے لمبا عرصہ تک ٹھہر سکیں گے، اس لئے انہوں نے انہیں صرف جاننازوں کے لئے خالی کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو وہاں سے نکال دیا، لہذا جب مسلمانوں نے ان چاروں قلعوں پر قبضہ کیا تو کوئی عورت اور بچہ مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگا، لیکن قلعہ النزار کی مضبوطی اور قوت پر بڑے اعتماد اور اس یقین کی وجہ سے کہ اسلامی فوجیں اس قلعہ کو فتح کرنے سے عاجز آجائیں گی اور فتح کے بعد طویل عرصے میں وہاں سے اکتا جائیں گی اور نہ اسے آئی یوں ہی رستے دہاں سے ہی جائیں گی یا یہودیوں کے ساتھ مذاکرات پر مجبور ہو جائیں گی اور چونکہ وہ طاقت ور پوزیشن میں ہوں گے اس لئے وہ مسلمانوں کے ساتھ صلح کے وقت اعلیٰ شرائط کو اپنے حق میں کریں گے..... انہوں نے قلعہ النزار کو، اپنے بہترین جاننازوں سے بھر دیا، پھر اس میں عورتوں اور بچوں کو بھی اکٹھا کر دیا اور وہ کوئی دو ہزار کے قریب تھے پھر وہ بڑی مضبوطی سے قلعہ بند ہو گئے اور نڈر ہو کر قلعہ کا دفاع کرنے لگے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس قلعے کے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو جانے سے یہودی مقاومت کا کئی طور پر خاتمہ ہو جائے گا اور وہ خیبر کے نصف ثانی کے دفاع کی قدرت نہیں رکھ سکیں گے کیونکہ وہاں کے رہنے والوں کی شجاعت بہادری اور جنگ میں استقلال، الشق اور النظاۃ کے یہودیوں جیسا نہیں، اس بات کو خیبر کے نصف ثانی کے یہودی لیڈر اور سالار بھی اچھی طرح سمجھتے تھے ان کے ایک لیڈر کانہ بن ابی الحقیق نضری نے (جب النظاۃ اور الشق کا آخری قلعہ مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا) کہا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) النظاۃ سے فارغ ہو گئے ہیں اور یہاں کوئی ان سے جنگ کرنے والا نہیں رہا، جس وقت اہل نظاۃ قتل ہوئے تھے یہودی اسی وقت قتل ہو گئے تھے،

ابن کثیر البدریہ والنہایہ میں بیان کرتے ہیں کہ قلعہ ابی سے تمام جانناز بھاگ گئے اور گوہ کی

## قلعہ النزار کا محاصرہ

طرح دیواروں پر چڑھ گئے اور الشق کے قلعہ النزار میں جا کر اچھی طرح قلعہ بند ہو گئے، قلعہ النزار کے رہنے والے، الشق کے رہنے والوں سے زیادہ جنگ باز تھے،

الشن کے علاقہ میں بہت سے قلعے تھے  
لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے ان  
سب کو خالی کر دیا تھا اور سب کے  
سب قلعہ النزار کی مضبوطی کی وجہ سے

## قلعہ النزار کے سوا، الشن کے تمام قلعوں کا خالی ہونا

اس میں اکٹھے ہو گئے تھے، پھر قلعہ النزار کی فتح کے بعد یہ قلعہ الکتیبہ کی طرف بھاگ گئے جو  
خیبر کے نصف ثانی میں واقع ہے،

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے قلعہ ابی کے سقوط کے  
بعد، شکست خوردہ مدافعیان قلعہ النزار میں آ گئے

## قلعہ النزار پر حملہ

تھے، مسلمانوں نے ان پر حملہ کرنے میں جلدی کی اور انہیں آرام کرنے کی فرصت ہی نہ دی  
بلکہ حضرت نیکا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ان کا گھیراؤ کر لیا اور ان پر سختی سے  
دباؤ ڈالنے لگے تاکہ وہ اطاعت اختیار کر لیں،

## یہودیوں کی سخت مقاومت

لیکن یہودیوں نے مسلمانوں کا سخت  
مقابلہ کیا اور باوجود شدید مقابلہ کرنے  
کے وہ قلعہ سے باہر نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور نہیں ہوئے اور نہ ہی انہوں نے مبارزت طلب  
کی جیسا کہ النظاۃ اور الشن میں قلعہ ناعم، قلعہ الصعب، قلعہ الزبیر اور قلعہ ابی کے محاصرہ  
کے وقت کی تھی۔ یہود نے جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے قلعہ النزار کے بڑوں اور پیر  
کی جگہوں کو جانبازدوں سے بھر دیا (خصوصاً تیر اندازوں سے) اور قلعہ میں پناہ لیکر مسلمانوں  
پر تیروں کی بارش کرنے لگے وہ بڑے ماہر تیر انداز تھے اور مسلمانوں کو قلعے کی فصیلاں سے  
ہٹانے کے لئے، اس کی چوٹیوں سے ان پر بھتر پھینکنے لگے،

یہودیوں کے جواب میں مسلمان بھی  
ان پر ویسی ہی تیر اندازی کر رہے  
تھے، مگر یہودیوں کے تیر مسلمانوں کو  
بہت نقصان پہنچا رہے تھے، کیوں کہ

## اے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں کے تیروں سے زخمی ہونا

یہودی انہیں قلعہ کے بڑوں سے مارتے تھے اور مسلمان اس قلعے کے نیچے پڑاؤ کئے ہوئے



تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ، یہودیوں پر تیر اندازی کر رہے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کا نشانہ خاص طور پر وہ جگہ تھی جہاں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑاؤ کئے ہوئے تھے کیوں کہ وہاں پر بے پناہ تیر پڑ رہے تھے اس لئے آپ کسی یہودی کا تیر لگنے سے زخمی ہو گئے اور یہود کے خلاف کارروائی کرنے کے دوران ان کے تیر لگنے سے آپ کے کپڑے پھٹ گئے،

مؤرخین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ  
**قلعہ پر منجلیق نصب کرنا**  
 النزار کے یہودی لمبا عرصہ تک ڈٹے رہے

اور انہوں نے جیش نبوی کی پیادہ فوج کی ان تمام کوششوں کو جو انہوں نے قلعہ میں داخل ہونے اور اُسے بزور قوت فتح کرنے کے لئے کیں روک دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ النزار بڑا مضبوط تھا اس تک پہنچنا بڑا دشوار تھا کیونکہ وہ پہاڑ کی بلند چوٹی پر واقع تھا پھر اس میں بے شمار جاناڑ تھے جو بڑے چوکس اور سخت مقابلہ کرنے والے تھے اس بات سے مسلمان اکتائے کیونکہ لمبا عرصہ تک محاصرہ کرنے کے باوجود اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تھا اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ قلعہ کے برجوں اور فصیلوں کو تباہ کرنے اور بڑی بڑی چٹانوں کو راہ سے ہٹانے کے لئے تباہ کن آلات استعمال کئے جائیں، تاکہ اسلامی پیادہ فوج قلعہ میں اس رات سے داخل ہو جائے، قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے گھوڑوں کے لئے کوئی راستہ نہ تھا اس لئے مسلمانوں کے حملے صرف پیادہ فوج پر ہی منحصر تھے، مسلمانوں نے النظاۃ کے قلعہ الصعب سے کچھ منجلیقیں بھی حاصل کی تھیں یہ وہ واحد ہتھیار تھا جسے اس زمانے میں قلعوں کے تباہ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا، نیز انہوں نے بعض ٹینک بھی حاصل کئے تھے جن کے لوہے کے گولے پیدل فوج کو، قلعوں پر حملہ کے وقت دشمن کے تیروں سے بچاتے تھے، جب اسلامی فوجوں کے لئے قلعہ النزار میں داخل ہونا مشکل ہو گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ کو تباہ کرنے اور یہودیوں کو اطاعت اختیار کرنے یا بھاگ جانے پر مجبور کرنے کے لئے منجلیق نصب کرنے کا حکم دیا، مگر کسی مؤرخ نے یہ بیان نہیں کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلعہ پر منجلیق سے کوئی گولہ پھینکا تھا یا نہیں؟ لیکن قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے گولے پھینکے تھے، منجلیق کے نصب کرنے کے بعد،

مسلمان قلعہ النزار میں داخل ہو گئے جب منجیق کے گولوں نے قلعے کی فصیلوں میں راستے بنائے تو بلاشبہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان قلعہ کے اندر سخت جنگ ہوئی اور کئی گولوں نے اس میں آگ لگا دی جس سے مسلمان قلعے میں داخل ہو گئے، اس قلعے میں یہودیوں کے بڑی طرح شکست کھانے کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے لئے بہت سی غنیمتیں چھوڑیں جن میں دو ہزار قیدی عورتیں اور بچے بھی تھے اور یہودیوں کے بقیہ جانباذ خوفزدہ ہو کر انہیں قلعہ النزار میں چھوڑ گئے تھے..... بلاشبہ جس چیز نے مسلمانوں کے لئے اس مضبوط قلعہ کو فتح کرنا آسان بنایا وہ منجیق سے گولے برسنا تھا جس کے نصب کرنے کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا ورنہ اس مضبوط قلعہ میں یہودیوں پر تباہ کن شکست کیسے نازل ہو سکتی تھی، جس نے انہیں اس حال میں کر دیا کہ وہ خوفزدہ ہو کر، خیر شہر کے نصف ثانی میں بھاگ گئے اور بچوں اور عورتوں کو مسلمانوں کے قبضہ میں چھوڑ گئے!..... انہیں یہ شکست کیسے ہوئی جبکہ یہ لوگ محاصرہ کے سامنے ڈٹ گئے تھے اور انہوں نے مسلمانوں کی تمام حملہ آورانہ کوششوں کو روک دیا تھا، یہاں تک کہ مسلمان زچ ہو گئے اور اس قلعے کے گرد لمبا عرصہ تک محاصرہ کرنے سے ڈکٹا گئے، ایک اور اعتبار سے جس بات نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تباہ کن آلات کے نصب کرنے کا حکم دینے پر آمادہ کیا، وہ یہ بھی کہ یہ طاقتور ترین ہتھیار تھا جسے اس قلعہ میں یہودیوں کے خلاف استعمال کیا جاسکتا تھا تاکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ فیصلہ کن معرکہ پر مجبور ہو جائیں جس سے وہ کنارہ کش رہنا چاہتے تھے ایک اور قرینے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ قلعہ النزار کے یہودی، قلعہ کے اندر سخت لڑائی کے بعد بھاگے تھے اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ گھٹم گھٹا ہوتے بغیر اس قلعے سے بھاگتے تو وہ رات کی تاریکی میں عورتوں اور بچوں کو ساتھ لے کر کھسک جاتے جبکہ وہ اس قلعہ میں دو ہزار سے بھی زیادہ عورتوں اور بچوں کو چھوڑ گئے تھے،

بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ جب یہودیوں نے مسلمانوں کے محاصرے

### ایک ضاحت طلب واقعہ

کا لمبے عرصے تک مقابلہ کیا اور محاصرے کی کارروائی کی قیادت کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی ان کے تیروں سے زخمی ہو گئی اور قلعہ النزار کے یہودی تیر اندازی

کرہے تھے تو آپ نے اپنے بابرکت ہاتھ میں سنگریزوں کی ایک ٹھہٹی لی اور اُسے قلعہ النزار کی طرف پھینکا تو قلعے پر ایک لہزہ طاری ہو گیا اور وہ یہودیوں سمیت زمین میں دھنس گیا یہاں تک کہ مسلمانوں نے اگر انہیں ہاتھوں سے پکڑ لیا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہودیوں نے قلعہ النزار کا بڑی بے جگری سے دفاع کیا جس کی وجہ سے مسلمان جنگ کے روایتی طریقوں کے مطابق قلعہ میں داخل نہ ہو سکے، اس لحاظ سے یہ قلعہ ایک معجزہ کے ذریعہ فتح ہوا یعنی وہ زمین میں دھنس گیا یہاں تک کہ اُسے آنکھ سے دیکھا جاسکتا تھا، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کف بھر سنگریزے پھینکنے کے بعد، مسلمانوں کے لئے اس قلعہ میں موجود یہودیوں کو پکڑنا آسان ہو گیا،

ہم اس حدیث کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں، نہ اس وجہ سے کہ ہم ان معجزات کے منکر ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو شرف فرمایا ہے، انبیاء کے معجزات تو تواریخ سے ثابت ہیں، ہم نے اس بات کے قبول کرنے سے صرف اس لئے انکار کیا ہے کہ جن لوگوں نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے، انہوں نے اہل حدیث کے مقررہ طریق کے مطابق ثقات کے سلسلہ کی کوئی متصل سند بیان نہیں کی، خصوصاً اس قسم کے خارق عادت معجزہ کے نقل کرنے میں یہی سند کی ضرورت ہوتی ہے وہ بیان نہیں کی بلکہ ان مؤرخین نے بغیر کسی سند کے اس واقعہ کو بیان کرنے پر ہی اکتفا ہے،

واقعی بیان کرتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ النزار کو فتح کیا تو الشق میں کچھ قلعے باقی رہ گئے وہاں کے مکین بھاگ کر اہل کتبہ، طیح اور سلالم

**قلعہ النزار آخری قلعہ تھا  
جس میں جنگ ہوئی**

کی طرف چلے گئے، محمد بن مسلمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ النزار کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ خیبر کا آخری قلعہ ہے جس میں لڑائی ہوئی ہے، جب ہم نے اس قلعہ کو فتح کیا تو آپ کے خیبر سے چلے جانے تک کوئی لڑائی نہیں ہوئی،

**صفیہ یہودیہ کیسے ام المومنین بنی**  
جو قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئی تھی  
بنی نضیر کے سردار جیبی بنی اخطب کی

بہن صغیرہ بھی تھی، جیسی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شدید دشمن تھا اور صفیہ خیرہ کے سردار  
کنانہ بن ابی العقیق کی بیوی تھی اس سے پہلے صفیہ، سلام بن مشکم نضری کی بیوی تھی، صاحب سیرۃ  
علیہ کے بیان کے مطابق اس نے اسے دخول سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی،

## صفیہ کی گود میں ماہرتاب

صفیہ جن دنوں کنانہ کی بیوی تھی، اس  
نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کا چاند اس

کی گود میں اُبڑا ہے، جب اس نے اپنا خواب اپنے خاوند کے پاس بیان کیا جو خیرہ کا بادشاہ تھا  
تو اس نے غضبناک ہو کر صفیہ کے چہرے پر زور سے تھپڑ مارا جس سے اس کی آنکھ سبز ہو گئی،  
پھر اسے کہنے لگا کیا تو اس بات کی متمنی ہے کہ یشرب کا بادشاہ (یعنی حضرت نبی کریم صلی  
اللہ علیہ وسلم) تیرا خاوند ہو،

اگرچہ مؤرخین کا اس بات پر اجماع  
ہے کہ صفیہ جملہ قیدیوں کے ساتھ  
مسلمانوں کے ہاتھ آئی تھی لیکن انہوں  
نے قیدیوں کے ساتھ اس کے قیدی

## ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ سے کیسے شادی کی

بننے کے طریق کے متعلق اختلافات کیا ہے..... ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ صفیہ کو  
قلعہ القموص سے پکڑا گیا تھا جو اس کے خاوند، کنانہ، کا قلعہ تھا اور جو خیرہ کی دوسری <sup>نصف</sup> واقع  
ہے، مگر واقعہ کا بیان ہے کہ صفیہ قلعہ النزار سے مسلمانوں کے ہاتھ آئی تھی جو خیرہ کے نصف  
ادل میں واقع ہے جہاں ابوالحقیق کے قلعوں کی کوئی چیز موجود نہیں، اس کے سبب کا ذکر  
کرتے ہوئے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمن بن محمد بن ابی بکر نے بیان کیا کہ میں نے جعفر  
بن محمود سے کہا کہ صفیہ، قلعہ النزار میں کیسے چلی گئی جو ایشق میں واقع ہے اور ابی العقیق کی آل کا  
قلعہ سلام میں ہے (یعنی دوسری قسم میں) اور قلعہ النزار کے سوا، النطاۃ اور ایشق کے قلعوں  
میں سے کسی مرد یا عورت کو بھی قیدی نہیں بنایا گیا تو اس نے جواب دیا کہ خیرہ کے یہودیوں نے  
عورتوں اور بچوں کو اکتیبہ میں بھیج دیا تھا اور النطاۃ کے قلعوں کو جاننازدوں کے لئے خالی کر دیا  
دیا تھا، پس ان میں سے قلعہ النزار کے سوا، کسی کو قیدی نہیں بنایا گیا، صفیہ اور اس کی عم زاد  
بہن اور دیگر عورتیں ان کے ساتھ تھیں..... کنانہ نے دیکھا کہ قلعہ النزار زیادہ مضبوط ہے

تو اس نے اُسے اس رات، جس کی صبح کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم الشق کی طرف منتقل ہوئے  
 اُسے دہاں سے نکالا، یہاں تک کہ وہ اور اس کی عم زاد بہن اور ان دونوں کے ساتھ جو یہودی  
 بچے تھے قید ہو گئے اور الکتیبہ میں یہودیوں کی عورتیں اور بچے دو ہزار سے بھی زیادہ تھے،  
 اور ایک دوسری جگہ واقعہ نے خود صفیہ سے روایت بیان کی ہے وہ کہتی ہے کہ  
 یہودیوں نے اپنے بچوں کو الکتیبہ میں رکھا اور النظاۃ کے قلعوں کو جانبازوں کے لئے خالی  
 کر دیا، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر آئے اور آپ نے النظاۃ کے قلعوں کو  
 فتح کیا تو کاندہ نے مجھے آکر کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) النظاۃ سے فارغ ہو گئے ہیں اب  
 یہاں اُن سے لڑنے والا کوئی نہیں، جب اہل نظاۃ قتل ہوئے تھے یہودی اسی روز ہی قتل ہو  
 گئے تھے، عربوں نے ہم سے جھوٹ بولا یعنی عطفانیوں نے جنہوں نے یہودیوں کا ساتھ  
 چھوڑ دیا تھا، پس وہ مجھے الشق کے قلعہ التزار میں لے آیا۔۔۔ اور اس نے کہا کہ  
 یہ ہمارا سب سے مضبوط قلعہ ہے۔۔۔ پھر وہ چلا گیا اور میرے پاس میری عم زاد بہن  
 اور عورتوں کو لے آیا پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الکتیبہ میں پہنچنے سے قبل ہی مجھے  
 التزار میں قید بنا لیا گیا،

صحیح بخاری کی روایت  
 کے مطابق، صفیہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی  
 حضرت وحیہ کلبی کے حصے  
 میں آئیں، ایک آدمی نے

اے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صفیہ کو  
 اسلام قبول کرنے اور اپنے اہل کی  
 طرف واپس جانے کے درمیان اختیار دینا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر صفیہ کا حال بیان کیا اور کہا آپ نے، قرظیہ اور نضر  
 کی سیدہ صفیہ کو، وحیہ کو عطا فرمایا ہے وہ صرف آپ نے فرمایا اُسے بلا لاؤ جب آپ  
 نے اُسے دیکھا تو وحیہ سے فرمایا، اس کے سوا قیدیوں میں سے کسی اور لڑکی کو لے لو، اس نے  
 تعمیل حکم کی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اپنے لئے پسند فرمایا اور اُسے آزاد کرنے  
 کے بعد اُس سے شادی کر لی، اس اختیاری شادی سے صفیہ بنت حبیبہ بنی امیہات  
 المؤمنین میں سے بن گئی جو حضرت عائشہ بنت ابی بکر الصدیق اور حضرت حفصہ بنت عمر بن

المخطاٹ اور تمام ازواج النبی کے ساتھ برابر کے حقوق رکھتی تھی،

## ایک نصیحت تہمت کی تردید

اس جگہ ایک نقطہ کی وضاحت کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے وہ یہ

کہ دحیہ بکلی سے صفیہ کو واپس لینے اور اسے اپنی بیوی بنانے کے لئے منتخب کر لینے کی وجہ سے بعض بیار دل لوگوں (خصوصاً یہودیوں وغیرہ) نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت تراشی ہے کہ آپ نے صفیہ کو جسمانی رغبت کے پیش نظر واپس لے لیا اور اس سے شادی کی تھی جبکہ واقعہ کے سیاق سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جذبہ کے تحت صفیہ کو اپنی بیوی بنایا وہ اس سے کہیں اعلیٰ اور بالا ہے اور وہ یہ ہے کہ صفیہ ایک بادشاہ کی بیٹی تھی اور ایک بادشاہ کی بیوی تھی اور اس قسم کی عورت کو دوسرے قیدیوں کی طرح ہبہ نہیں کیا جاتا، اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ سے اسے واپس لے لیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ایک شریف انسانی جذبہ کے تحت ایسا کیا جس سے اس عظیم سیدہ عورت کی اپنی قوم میں عزت قائم ہوئی اور یہ اسلامی اصول کے مطابق ہے (کہ ذلیل قوم کے صاحب عزت کا اکرام کر دو) اور اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی عزت اور دلجوئی کی بات نہ تھی کہ وہ ایک عام آدمی کی ملوکہ ہونے کی بجائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہو،

صفیہ کو، دحیہ بکلی سے واپس لینے کا باعث جسمانی رغبت نہیں جیسا کہ بعض بیار دل لوگوں کا دعوائے ہے بلکہ اس بات کا باعث اس سے کہیں اعلیٰ اور بالا ہے وہ یہ کہ چونکہ یہ عورت اپنی قوم کی سردار اور بڑے اعزاز و اکرام کی حامل تھی اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ ہمدردی کے طور پر ایسا کیا..... اور اس کی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ آپ نے صفیہ کو واپس لے کر آزاد کر دیا اور آزاد کرنے کے بعد اسے اختیار دیا کہ وہ چاہے تو اپنے اہل (یہودیوں) کے پاس چلی جائے اور چاہے تو اسلام قبول کرے اور اپنی مرضی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی رہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور اس نے اپنی مرضی سے یہودیت کو چھوڑ دیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے شادی کر لی، حضرت صفیہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

اکی، اُن سے بڑھ کر مجھے کسی سے نفرت نہیں تھی، انہوں نے میرے باپ، میرے خاندان اور میری قوم کو قتل کیا تھا، آپ نے فرمایا، صفیہ، میں نے جو کچھ تیری قوم کے ساتھ کیا ہے اس کی تجھ سے معذرت چاہتا ہوں تیری قوم نے یہ یہ کام کئے تھے (اور آپ ان اسباب کو بیان کرنے لگے جن کی وجہ سے آپ نے ان سے یہ سلوک کیا) حضرت صفیہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپؐ مجھ سے مسلسل معذرت کرتے رہے یہاں تک کہ میرے دل سے نفرت جاتی رہی ابھی میں اپنی جگہ سے اٹھی بھی نہیں تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مجھے کوئی آدمی محبوب نہ تھا، پھر وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اچھے اخلاق والا کبھی نہیں دیکھا، اگر وحیہ کلبی سے صفیہ کو واپس لینے کا باعث، شریف انسانی جذبہ نہ ہوتا تو آپؐ اُسے آزاد کر دینے کے بعد، عزت و احترام کے ساتھ اپنی قوم کی طرف واپس چلے جاتے اور اپنے ساتھ شادی کر کے انہیں ام المومنین بننے کے درمیان اختیار نہ دیتے اور اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنی لونڈی بنا لیتے تو آپؐ ایسا بھی کر سکتے تھے اور اس صورت میں کسی معترض کے لئے اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہتی کیونکہ اس زمانے کے بین الاقوامی قوانین جنگ آپؐ کو اس بات کی اجازت دیتے تھے کہ آپؐ صفیہ کے ساتھ غلاموں کی طرح سلوک کرتے اور اس کی رضامندی کے بغیر اُسے اپنی لونڈی بنا لیتے کیونکہ یہ جنگی قیدی تھی جو اس دود کے بین الاقوامی جنگی قانون کے مطابق مملوکہ بھی جاتی تھی، لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم سیدہ عورت کی تکریم کی خاطر اُسے تمام قیدیوں کے درمیان مطلق آزادی دی، کہ وہ دوستوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرنے، خواہ یہودیت پر قائم رہ کر اپنے خاندان کی طرف واپس چلی جائے اور خواہ اسلام میں داخل ہو جائے تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہرہ بہن بن جائے اور اس کے اور دختر ابی بکر کے درمیان حقوق و واجبات میں کوئی فرق نہ ہوگا تو صفیہؓ نے اپنی مرضی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کرنے کو پسند کر لیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سیدہ کا بے حد اکرام کرتے تھے اور اس کے حواس اور تیز فہم ہونے کی وجہ سے اس کے جذبات و احساسات کا خیال رکھتے تھے کیونکہ وہ اپنی قوم میں ایک معزز عورت تھی جو اپنے والد اور خاندان کو کھو چکی تھی، جو دونوں اپنی قوم کے بادشاہ تھے)

حضرت صفیہؓ اس شریفانہ اور بہادرانہ سلوک کے متعلق جو ایک شریف ترین دل سے

پھوٹا تھا، خود بیان کرتی ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے ملتی تو وہ مجھ پر  
فخر کا اظہار کرتی اور کہتیں اے یہودی کی بیٹی، اور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی تو  
وہ میری بڑی عزت کرتے اور مجھ سے ملاحظت سے پیش آتے، ایک دن آپ میرے پاس  
آئے تو میں رو رہی تھی آپ نے دریافت فرمایا، تجھے کیا تکلیف ہے میں نے جواب دیا کہ آپ  
کی بیویاں مجھ پر اظہار فخر کرتی ہیں اور مجھے یہودی کی بیٹی کہتی ہیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کرتی  
ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑھت فخر آیا پھر آپ نے فرمایا، جب  
تجھے وہ یہ بات کہیں یا تجھ پر فخر کا اظہار کریں تو انہیں کہنا، کہ ہارون میرا باپ ہے اور موسیٰ  
میرا چچا ہے،

سمط النجوم العوالی کے مؤلف نے اس کتاب کی جلد ۱ ص ۱۶۰ پر ان بواعث کے  
علاوہ جن کا ہم نے ذکر کیا ہے ایک اور باعث کا بھی ذکر کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ صفیہ  
بنت حبیب بن اخطب، بادشاہ کی بیٹی اور یہود کے ایک بادشاہ کی بیوی تھی وہ ان صحابہ میں  
سے کسی کو بھی نہیں دی جاسکتی تھی جو دھیہ جیسے یا اس سے بڑھ کر تھے کیونکہ ایسے صحابہ تو  
بکثرت تھے اور قیدیوں میں، صفیہ کی مانند نفیس کوئی نہ تھا، اگر آپ کسی صحابی کو صفیہ کے  
لئے مخصوص کر دیتے تو ممکن تھا کہ بعض کے دلوں میں کبیدگی پیدا ہو جاتی اس لئے مصلحت عامہ  
کے پیش نظر، دھیہ سے اس کا دلبہ لینا ضروری تھا کیوں کہ یہ سب کی رضامندی کی بات تھی،

ذیلے قروم کے  
صاحبِ عزت آدمی کا اکرام کرو

پھر جب ہم انصاف سے  
دیکھتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس  
صاحبِ عزت کا اکرام کرنا (خصوصاً  
عورتوں کا) جو عزیز بننے کے بعد بیاہل ہو گیا ہو اور ہندی کے بعد بستی میں آ گیا ہو اسلام  
کا خاص خلق ہے جس پر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفائے راشدین اور  
ائمہ اور حکام نے عمل کیا ہے اور شاید یہ سب سے نمایاں خلق ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم کی اقدار میں آپ کے بعد مسلمان فاتحین کے دلوں میں رچ بس گیا ہے یہی وجہ ہے  
کہ حضرت فاروق اعظم نے (حضرت علی کے مشورہ کے مطابق) کسریٰ کی ان بیٹیوں  
سے بھی یہی سلوک کیا جو اس حبش اسلامی کے ہاتھوں قید ہوئی تھیں جس نے ابن خطاب کے



عہد میں ایران کو فتح کیا تھا، مورخین نے بیان کیا ہے کہ مملکت فارس پر پیش اسلامی کے قبضہ کے بعد، مدینہ میں بہت سی ایرانی بیٹیوں کو لایا گیا جن میں یزدگرد کسری کی بھی تین بیٹیاں تھیں، حضرت فاروق نے حکم دیا کہ انہیں بھی جملہ قیدیوں کے ساتھ فروخت کر دیا جائے مگر حضرت علی نے ان کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ ان کے ساتھ خاص سلوک ہونا چاہیے کیونکہ یہ بادشاہ کی بیٹیاں ہیں، حضرت علی نے فرمایا بادشاہوں کی بیٹیوں کے ساتھ عام لوگوں کی عورتوں کا سا معاملہ نہیں ہونا چاہیے، جب حضرت عمر فاروق نے ان سے مشورہ طلب کیا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کی قیمت ڈالی جائے اور جو ان کی قیمت ادا کرے وہ انہیں لے جائے تو حضرت عمر فاروق نے حضرت علیؓ کی رائے کو درست خیال کیا، پس ان کی قیمت ڈالی گئی تو حضرت علیؓ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا اور ان میں سے ایک کی شادی حضرت حسینؓ سے، دوسری کی حضرت محمد بن ابی بکر سے اور تیسری کی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کر دی یہ سب کچھ ان کی تکریم اور دلجوئی کے لئے کیا گئے کیا گیا، کیونکہ وہ معزز عورتیں تھیں جو شانہ و عزت کے بعد ذلیل ہو گئی تھیں، اس شادی سے انہیں بڑی سعادت حاصل ہوئی جس نے انہیں ماضی کے ایسے فراموش کرا دیئے، کسری کی لڑکی سے حضرت حسینؓ کے ہاں ان کے بیٹے علیؓ پیدا ہوئے جن کا لقب بنی العابدین ہے، حضرت علی بن حسینؓ کے بعد، ہاشمی شجرہ کی تمام شاخوں کو، کسری کی بیٹی نے جنم دیا، یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عبد الملک اور زید بن علی بن حسینؓ کا زید کی خلافت کے متعلق جھگڑا ہوا تو ہشام بنے انہیں کہا، تم لونڈی کے بیٹے ہو کہ خلافت کی امید کیسے کرتے ہو، تو حضرت نے اسے جواب دیا، لونڈی کے بیٹے کو وہ بات حاصل ہے جو خلافت سے اعلیٰ ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے لونڈی زادہ ہو کر نبوت کو حاصل کیا تھا، تو ہشام کا منہ بند ہو گیا اور وہ کوئی بات نہ کر سکا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ ہر کام میں شرافت کو مد نظر رکھتے تھے نیز اس واضح حقیقت کی روشنی میں ان لوگوں کا خبث باطن بھی واضح ہو جاتا ہے جو حضرت صفیہؓ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کی ایسی تفسیر کرتے ہیں جس سے ان کا مقصد آپ کی ذات گرامی پر طعن کرنا ہوتا ہے،

ذرا غور فرمائیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے بادشاہ کی بیٹی صفیہ کو کیسے آزاد فرمایا اور اسے اپنے خاندان کے پاس واپس جانے یا اسلام میں داخل ہو کر آپ کی بیوی بن کر رہنے کے درمیان کیسے پوری آزادی عطا فرمائی، پھر دیکھئے کہ حضرت علی نے، کسریٰ کی بیٹیوں کی کیسے عزت افزائی کی کہ ان کو آزاد کر کے انہیں ان لوگوں کے بیٹوں کے ساتھ بیاہ دیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بلند مرتبہ تھے اور جو سوشیا لوجی کے نقطہ نظر سے، کسریٰ کی بیٹیوں کی نگاہوں میں بادشاہوں کے بیٹوں کا درجہ رکھتے تھے، یہ سب کے سب خلفاء کے بیٹے تھے اور کسریٰ نقطہ نظر سے خلفاء بادشاہ ہی ہوتے ہیں،

کیا اسلام، نبی اسلام اور خلفائے اسلام سے کئیہ رکھنے والے ان روشن حقائق اور بلند اور شریفانہ مقاصد کو سمجھنے کی کوشش کریں گے، جنہیں وہ حد سے بڑھے ہوئے ظالمانہ شکوک کے سیاہ پردوں میں چھپانا چاہتے ہیں،



کتاب  
میں  
کرنار

# فصل پیام

- خیبر کے نصف ثانی پر مسلمانوں کا حملہ ،
- اس علاقے کے یہودی قلعوں کا محاصرہ ،
- خیبر میں یہودیوں کا آخری بار اطاعت اختیار کرنا ،
- معاہدہ حبلا وطنی ،
- اس بات کی تحقیق ، کہ خیبر کا نصف ثانی بزور قوت فتح ہوا تھا یا صلح سے ،
- خیبر میں کھیتی باڑی کرنے کے مقابل یہود کو نصف آمدنی پر رہنے کی اجازت
- فتح خیبر کے بعد ، اہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی کوشش ،
- فتح خیبر کے بعد ، مہاجرین حبشہ کی واپسی ،
- فدک کے یہودیوں کا ، جنگ کے بغیر ، مسلمانوں کی اطاعت اختیار کرنا ،
- وادی القریٰ میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان جنگ ،
- تیہاد کے یہودیوں کا مسلمانوں سے مصالحت کرنا اور جزیرہ دینا ،
- اہل مکہ کو ، خیبر میں مسلمانوں کی فتح کے متعلق کیسے اطلاع ملی ،
- معرکہ خیبر میں فریقین کے مقتولین ،
- اہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی فوج کے ساتھ مدینہ کو واپسی ،

قلعہ البزاة کے فتح ہونے سے، خیبر شہر کے نصف اول پر اسلامی فوج کا مکمل قبضہ ہو گیا، یہ ان پانچ قلعوں میں سے آخری قلعہ تھا، جنہیں یہودیوں نے یکے بعد دیگرے حملہ آور اسلامی فوج کے مقابلہ میں دفاعی لائنیں بنایا ہوا تھا جس کا مقصد خیبر کے تمام علاقے پر قبضہ کرنا تھا تاکہ عرب مسلم علاقے کے اس خطے سے کہیں اور ذخیل یہودیوں کے وجود کا خاتمہ کر دیا جائے جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ یہودیوں نے ان پانچوں قلعوں کے دفاع میں ایسی جنگ کی جس کو انصاف پسند مورخ جرات و شجاعت اور بے خوفی کی جنگ کے بغیر کچھ کہہ نہیں سکتا بلکہ وہ حملہ آورانہ جنگ تھی، ہمیں معلوم ہے کہ کس طرح یہودی جانبازدوں نے قلعے کے دروازے کھول کر مسلمانوں کو تلوار کے ساتھ دعوت مبارزت دی بلکہ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ وہ اپنے قلعوں کے دروازے کھول کر، ان قلعوں سے باہر کیسے مسلمانوں سے گٹھ جاتے تھے اور ان کے حملوں کو روک دیتے تھے اور انہوں نے کئی بار ان کے حملوں کو ناکام بنا دیا تھا یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آزرده خاطر ہو گئے بلکہ ان پانچوں قلعوں سے دفاع کرنے والے یہودیوں کی جرات اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ انہوں نے ان کے دروازے کھول کر مسلمانوں پر سخت حملے کئے جن سے مسلمان تتر بتر ہو گئے اور وہ انہیں بھگاتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بید کو اڑھٹا لے آئے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ خیبر کے یہودی، جرات و شجاعت اور جنگ میں ثابت قدمی کے لحاظ سے، یثرب کے یہودیوں سے مختلف تھے، وہ مسلمانوں کے ساتھ کسی بھی معرکہ میں اپنے قلعوں سے باہر ہو کر، خیبر کے یہودیوں کی طرح دوہڑوہڑ کر نہیں لڑے، تاریخ گواہی دیتی ہے کہ جب تک میدان جنگ میں یہودیوں کے تمام جانباز لیدر نہیں مائے گئے اس وقت تک خیبر مسلمانوں کے ہاتھوں فتح نہیں ہوا۔

سے بعض مورخین نے بیان کیا ہے جن میں ابن ہشام بھی ہے کہ خیبر کے یہودی اصل میں عرب تھے جنہوں نے یہودیت کو اختیار کر لیا تھا، ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مرحب کا خاندان جس کے شہسواروں نے قلعہ ناعم کے دفاع کی ذمہ داری لی تھی اس کا نسب یمن کے عمیر قبیلہ سے ملتا ہے۔

## خیبر کے نصف ثانی پر حملہ

خیبر کے نصف اول میں یہودیوں کے ناکام ہونے کے بعد، وہ پورے کاپورا علاقہ

اسلامی فوج کے قبضہ میں آگیا اور پانچوں قلعوں پر مسلمانوں کے قبضہ کے بعد، شکست خوردہ یہودی ان قلعوں سے، خیبر کے نصف ثانی میں منتقل ہو گئے اور اس حصے میں اپنے قلعہ بند بھائیوں کے ساتھ شامل ہو گئے، اس علاقے میں بہت سے مضبوط قلعے تھے جن میں سے تین اہم قلعے تھے۔ القموص، الوطیح اور السلام، خیبر کے نصف ثانی میں قلعہ القموص سب سے مضبوط قلعہ تھا جو ابی الحقیق کے بیٹوں کا تھا جو جی بی بن اخطب کے خاندان میں سے تھے پھر بنی نصیر بھی اس میں آگئے جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قتل کی سازش کرنے کی وجہ سے مدینہ سے بلا وطن کر دیا گیا تھا ان لوگوں نے مدینہ میں پراہن طور پر رہتے ہوئے اور معاہدہ تحلف کی موجودگی کے باوجود یہ سازش کی تھی،

## کیا خیبر کا نصف ثانی بزور قوت فتح ہوا تھا یا صلح سے

اسلامی مورخین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا خیبر کے نصف ثانی پر مسلمانوں نے بزور قوت غلبہ حاصل کیا تھا یا صلح کے ساتھ اور بغیر جنگ کے

حاصل کیا تھا، بعض کا بیان ہے کہ نصف ثانی صلح کے ساتھ فتح ہوا تھا اور نصف اول کے کھو دینے کے بعد، یہودی مقاومت کا خاتمہ ہو گیا تھا، پس انہوں نے کسی قسم کی مقاومت نہیں کی بلکہ مذاکرات کا مطالبہ کرنے میں جلدی کی اور پھر صلح کی اساس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اختیار کر لی، اسی وجہ سے یہ فریق کہتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خیبر کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم نہیں کیا، آپ نے صرف اس کا نصف حصہ تقسیم کیا، اور دوسرے نصف حصے کو بغیر تقسیم کئے اپنے تصرف میں رکھا تاکہ آپ اُسے بطور فیءِ ارضہ مسلمانوں کے مفاد کے لئے صرف کر سکیں، یہ حصہ قیمت میں نہ تھا اور ان کی دلیل وہ روایت ہے، جسے

۱۶۹ فی، وہ چیز ہے جس پر مسلمان جنگ کی حالت میں بغیر جنگ کرنے کے قابض ہو جاتے ہیں اور قیمت دشمن کے اس مال کو کہتے ہیں جس پر مسلمان جنگ کرنے کے بعد قبضہ کریں،

یحییٰ بن سعید نے، بشیر بن یسار سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اپنے لئے اور ایک مسلمانوں کے لئے۔

دوسرے فریق کا کہنا ہے کہ خیبر کے دونوں حصے بزرگ قوت فتح ہوئے تھے اور کوئی بھی

حصہ صلح سے فتح نہیں ہوا اور یہی بات صحیح اور درست ہے جس پر جمہور محدثین اور اہل میر

کے کلام سے دلالت ہوتی ہے..... خیبر کے تمام قلعے ہتھیاروں کے بل بوتے پر فتح ہوئے

تھے یا تو مسلمان ان میں داخل ہو گئے تھے یا جنگ کر کے داخل ہوئے تھے، ہاں خیبر کے

نصف ثانی کے دو قلعے الوطیح اور السلام، بغیر جنگ کے فتح ہوئے تھے، ان کے رہنے والوں

نے شدید محاصرہ اور منجینیق کے گولوں کی تہدید کے بعد، مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی تھی،

اس اطاعت کے بدلہ میں ان کے خون محفوظ ہو گئے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانے

سے معافی دے دی گئی..... اس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی انشاء اللہ، اس قسم کی

اطاعت کو، قتال و محاصرہ کے بعد کی اطاعت کی طرح تصور کیا جاتا ہے اور یہ اطاعت بزرگ

قوت، اطاعت کے حکم کے تحت ہوتی ہے نہ کہ صلح کے، ابو داؤد نے ابن شہاب سے روایت

کی ہے کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو جنگ کرنے کے بعد، بزرگ

قوت فتح کیا تھا اور جنگ کے بعد خیبر کے کچھ لوگ جلاوطن ہو گئے تھے، ابن عبدالبر کہتا ہے

کہ خیبر کے علاقے کے متعلق یہی بات درست ہے یہ فدک کے برخلاف بزرگ قوت فتح ہوا

تھا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک کی زمینوں کو ان گھوڑ سواروں اور اونٹ

سواروں میں بطور غنیمت تقسیم کر دیا تھا جنہوں نے اس پر اونٹ یا گھوڑے دوڑائے تھے

اور وہ اہل حدیبیہ تھے، علماء نے اس خیبر کے تقسیم ہونے میں اختلاف نہیں کیا بلکہ اختلاف

اس بات میں ہے کہ کیا جب شہر فتح ہو جائے تو زمین تقسیم ہوتی ہے یا وقف کی جاتی ہے،

کوئی کہتے ہیں کہ امام کو تقسیم کرنے کا اختیار ہے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں

کیا اور وقف کرنے کا بھی اختیار ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوادِ عراق میں کیا،

حضرت امام شافعی کہتے ہیں کہ تمام زمین تقسیم ہوگی جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

خیبر میں زمین تقسیم کی کیونکہ زمین بھی کفار کے دیگر اموال کی طرح غنیمت ہے اور حضرت

امام مالکؒ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع میں وقف بنانے کے حق میں نہیں، کیونکہ زمین

باقی غنیمت سے مخصوص ہوتی ہے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی جماعت میں کیا کہ اس کو بعد میں انہوں نے مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

مالک نے زید بن اسلم سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ اگر وہ پیچھے آنے والے لوگوں کے لئے نہ چھوڑتے تو جو بستی مسلمان فتح کرتے وہ انہیں اسی طرح حصہ دار تقسیم کرتے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو حصہ دار تقسیم کیا تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کی زمین حصہ دار تقسیم ہوئی تھی جیسا کہ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ خیبر کا بعض علاقہ، صلح سے، اور بعض بزورِ قوت فتح ہوا تھا یہ ایک وہم ہے اور غلط بات ہے دراصل یہ شبہ اس لئے ہوا ہے کہ جن دو قلعوں کے رہنے والوں نے خون کی حفاظت کے بدلہ میں اطاعت اختیار کی تھی ان کے مرد و عورتیں اور بچے مال غنیمت نہیں تھے جسے صلح خیال کر لیا گیا ہے اور میری زندگی کی قسم، کہ اس بات کو مردوں، عورتوں اور بچوں میں ایک صلح کی قسم خیال کیا جا رہا ہے لیکن انہوں نے اپنی زمین کو، محاصرہ اور جنگ کے ذریعے چھوڑا تھا اور ان دونوں قلعوں کی زمین کا حکم، خیبر کی دوسری زمین کی طرح تھا جو سب کی سب بزورِ قوت فتح ہوئی تھی اور مقسومہ غنیمت تھی، جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ خیبر کی نصف زمین صلح سے اور نصف بزورِ قوت فتح ہوئی ہے انہیں یحییٰ بن سعید کی اس حدیث سے جو اس نے بشیر بن یاسر سے روایت کی ہے شبہ ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو دو حصوں میں تقسیم کیا نصف اپنے لئے رکھا اور نصف مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

ابو عمر (ابن عبد البر) کہتا ہے کہ اگر یہ بات درست ہوتی تو اس کا مفہوم یہ ہوتا کہ جو نصف حصہ آپ کا تھا بقیہ نصف اس کے ساتھ تھا کیونکہ اسے چھتیس حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا ایک حصہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا اور آپ کے صحابہ اٹھارہ حصوں میں شامل ہوئے اور دوسرے لوگوں کا حصہ بقیہ حصہ میں بٹا اور وہ سب کے سب وہ لوگ تھے جو حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے اور پھر خیبر میں، اور جن قلعوں کے رہنے والوں نے حصار و قتال کے بعد اطاعت اختیار کی وہ تھی اگر صلح ہوتی تو ان قلعوں میں رہنے

وائے ان کے مالک ہوتے، جیسے کفار میں سے صلح کرنے والے اپنی زمینوں اور دیگر اموال کے مالک ہوتے ہیں۔ اس بارے میں حق بات وہی ہے جو ابن اسحاق نے بیان کی ہے اور جو بات موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے ابن شہاب سے بیان کی ہے وہ درست نہیں، یہ ابو عمر کا آخری کلام ہے، ابن قیم کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ مالک نے ابن شہاب سے بیان کیا ہے کہ خیبر کا کچھ حصہ بزور قوت فتح ہوا تھا اور کچھ صلح سے، اور الکتیبہ کا اکثر حصہ بزور قوت فتح ہوا تھا اور اسی میں صلح ہوئی تھی، مالک بیان کرتا ہے کہ الکتیبہ، خیبر کے زرعی کھیت ہیں جہاں چالیس ہزار کھجوریں تھیں، مالک، زہری سے اور وہ ابن السیب سے بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا کچھ حصہ بزور قوت فتح کیا تھا ابن کثیر کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو دو حصوں میں تقسیم کیا..... نصف اپنی مصیبتوں کے لئے اور نصف مسلمانوں کے درمیان..... الشق اور النظاۃ اور ان دونوں کے ساتھ خیبر کے نصف اول کا جو علاقہ شامل تھا وہ مسلمانوں کا نصف تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تقسیم کر دیا اور الوطیح، السلام اور الکتیبہ اور اس کا بشمولہ علاقہ خیبر کا نصف ثانی تھا جسے آپ نے تقسیم نہیں فرمایا بلکہ آپ نے اسے مسلمانوں کے مصائب اور ان کے عام مصالح کے لئے چھوڑ دیا۔

تمام اصحاب المغازی اور اصحاب السیر کے سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کے نصف ثانی کے

خیبر کے نصف ثانی کا،

جنگ کے بعد اطاعت اختیار کرنا،

یہودی قلعہ بند ہو گئے اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ جنگ کی، نصف ثانی کے یہودیوں کی مقاومت اس درجہ پر غبار اور سخت تھی کہ باوجود نصف ماہ سے زیادہ عرصہ تک سخت محاصرہ رکھنے کے مسلمان ان قلعوں میں داخل ہونے سے عاجز آ گئے، اسی بات نے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو، قلعوں کے تباہ کرنے کے لئے منجیق کے نصب کرنے کا حکم دینے پر آمادہ کیا۔ جب منجیقیں نصب ہو گئیں تو یہودیوں کو اپنی تباہی کا یقین ہو گیا، انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ



وہاں وہ سلم کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اطاعت کی اساس پر مذاکرات کی درخواست کرتے ہیں پس فریقین کے درمیان اس شرط پر مذاکرات طے پا گئے کہ یہودی اطاعت اختیار کر لیتے ہیں اس کے بدلہ میں ان کی خوزریزی نہ ہو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی نہ بنایا جائے ہم انشاء اللہ اس بات کو آئندہ مفصل بیان کریں گے کہ یہ اطاعت تھی نہ کہ صلح، کیونکہ یہ اطاعت سخت محاصرہ اور شدید جنگ کے بعد ہوئی تھی۔

شاید اس فیصلہ کن قول سے، وہ شبہ دور ہو جائے

جو بعض مورخین کو اکتیبہ کے کھیتوں سے پیدا ہوا

## فیصلہ کن بات

ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تقسیم نہیں کیا بلکہ انہیں مسلمانوں کے مصالح کے لئے چھوڑ دیا، واقعہ یہ ہے کہ اکتیبہ کی زمینیں سورۃ انفال کے قانون غنائم کے مطابق خمس تھیں جنہیں مسلمانوں کے مصالح کے لئے چھوڑا گیا تھا اس کا مفہوم یہ ہوا کہ خیبر کی قسم ثانی کی زمینیں غیر مقسوم فی نہیں تھیں بلکہ غنیمت تھیں جن پر خیبر کی دوسری ارضی کی طرح تقسیم کا قانون حاوی تھا۔ واقعہ (المغازی جلد ۱ ص ۶۹۲) بیان کرتا ہے کہ مجھ سے قتادہ بن موسیٰ نے، ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزام سے بیان کیا، وہ کہتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت میں مجھے لکھا کہ مجھے اکتیبہ کی زمینوں کے متعلق بتاؤ، ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بنت عبدالرحمن سے دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالحقیق کے بیٹوں سے مصالحت کی تو انطاہ، الشق اور اکتیبہ کے پانچ حصے کئے اور اکتیبہ ان کا ایک حصہ تھا، پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ مینگیاں رکھیں اور ایک مینگنی کو نشان لگایا اور اسے اللہ تعالیٰ کا حصہ قرار دیا پھر فرمایا اے اللہ اپنے حصے (یعنی خمس جو مسلمانوں کے مصالح کے لئے خاص تھا) کو اکتیبہ میں بنا دے تو سب سے پہلے جو مینگنی قرعہ میں نکلی اس پر اکتیبہ لکھا ہوا تھا تو اکتیبہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خمس ہوا، دو حصوں پر علامات نہ تھیں اور مسلمان انٹھارہ حصوں میں شریک تھے، ابوبکر کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں تحریر کر دی۔

اسی طرح واقعہ حزام بن سعد بن محیضہ سے بیان کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ نکل گیا تو اشق اور اللنطاة، خمس کے چوتھے حصے میں مسلمان شریک تھے، مجھ سے عبداللہ بن عون نے ابی مالک خمیری سے، اس نے سعید بن المسیب سے بیان کیا کہ مجھ سے محمد (ابن عبداللہ) نے زہری سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ الکتیبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خمس تھا، وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکتیبہ والوں کو کھلاتے تھے اور اس سے اپنے اہل پر بھی خرچ کرتے تھے، ابن واقد کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ ثابت شدہ بات ہے کہ خمیریوں وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خمس تھا اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشق اور اللنطاة میں سے کسی کو نہیں کھلایا اور اسے مسلمانوں کا حصہ قرار دیا، الکتیبہ سے تقریباً تین ہزار من کھجوریں آتی تھیں اور یہودیوں کو اس کا نصف ڈیڑھ ہزار من آتی تھیں، الکتیبہ میں جو کی بھی کاشت ہوتی تھی جن کی آمدنی پندرہ سو صاع ہوتی تھی جن کا نصف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتا تھا، بعض دفعہ ایک ہزار صاع گٹھلیاں بھی ہو جاتی تھیں جن کا نصف بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملتا تھا، اس تمام آمدنی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو کھجوریں، جو اور گٹھلیاں دیا کرتے تھے۔

## عفت و پاکیزگی کے اسباق

خیر کی فتح میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو پاکیزگی کے

اعلیٰ اسباق دیئے، ان کی پابندی، مجاہد فی سبیل اللہ کی پاکیزگی کے لئے اصل الاصول ہے ان میں نظام کی پابندی کرنے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کا خوف بھی ہے حتیٰ کہ حقیر ترین امور میں بھی نظام کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیے، آپ نے غنیمت کی تقسیم سے قبل، سپاہی کو تھوڑی یا زیادہ چیز کے لینے سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منادی نے اعلان فرمایا کہ خیانت و غنیمت کی تقسیم سے قبل سپاہی کا کسی چیز کو لینا، قیامت کے روز ہار اور بے عزتی کا باعث ہوگی، سوئی اور دھاگہ بھی دے دو، واقعی بیان کرتا ہے ان دنوں فردہ بن عمرو (جو غنائم کی فروخت کا ذمہ دار تھا) کچھ سامان فروخت کیا تو ایک پٹی لے کر اپنے سر پر باندھی تاکہ سورج کی تگارت سے محفوظ ہو جائے اور پھر اسے باندھے ہوئے گھر واپس آگیا اسے یاد آیا تو اس نے پٹی کو اتار کر پھینک دیا، رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کو اس کے متعلق پتہ چلا تو آپ نے فرمایا تو نے آگ کی ایک پٹی سے اپنے سر کو باندھا ہے، ان دنوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے نبی کے متعلق سوال کیا کہ مجھے اس سے کچھ دے دیا جائے آپ نے فرمایا کہ میرے لئے نبی سے سوئی اور دھاگہ لینا بھی جائز نہیں، اور نہ میں اس سے کچھ لے سکتا ہوں نہ دے سکتا ہوں، ایک آدمی نے آپ سے اونٹ کے ترانہ باندھنے والی رسی مانگی آپ نے فرمایا غنم تقسیم ہونے دو پھر میں تجھے رسی دوں گا اور خواہ تو رستہ چاہے وہ بھی دوں گا۔

**صدق جہاد کے نادر نمونے** | خیر کے معرکہ میں، صدق جہاد اور  
ضائع الہی کے لئے جان کو قربان کرنے

کے ایسے مثالی نمونے ظہور پذیر ہوئے جو درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے جن کے بعد ضائع الہی کے لئے فیاضی کا کوئی نمود نہیں ہو سکتا۔

نسائی اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لایا اور کہنے لگا میں آپ کے ساتھ ہجرت کرتا ہوں اور اس نے اپنے بعض ساتھیوں کو بھی ہجرت کی وصیت کی، جب جنگ خیبر ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنم کو تقسیم کیا تو اس اعرابی کو بھی حصہ دیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی، وہ اعرابی ان اونٹوں کو چرایا کرتا تھا جو جنگ کے لئے تیار کئے جاتے تھے، جب اعرابی آیا تو اس کے ساتھیوں نے اُسے اس کا حصہ دیا اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حصہ تجھے دیا ہے، وہ اُسے لے کر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تیرا حصہ ہے، اس نے جواب دیا میں نے حصہ لینے کے لئے آپ کا اتباع نہیں کیا میں نے تو حلق میں تیرا کھا کر جنت میں داخل ہونے کے لئے آپ کا اتباع کیا ہے آپ نے فرمایا اگر تو نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کی ہے تو وہ تیری تصدیق کرے گا، پھر وہ اٹھ کر دشمن سے لڑنے کے لئے چلے گئے تو اُسے مقتول کی صورت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، حضور نے فرمایا یہ وہی شخص ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں یہ وہی شخص ہے فرمایا اس نے اللہ کی تصدیق کی، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کر دی پھر رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے اُسے اپنے جُعبے میں لپیٹ کر لیا۔ پھر اُسے اُگے رکھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھی آپ نے اس کے لئے دعائیں کیں ان میں یہ دُعا بھی تھی کہ اے اللہ تیرا یہ بندہ تیرے رستے میں مہاجرین کو نکلا تھا اور شہید ہو کر مر گیا ہے اے اللہ میں اس کا گواہ ہوں۔

جنگ کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سیاہ فام آدمی تھا جو آپ کی سواری کو پکڑے ہوئے تھا جسے کر کرہ کہتے تھے وہ قتل ہو گیا لوگوں نے کہا کر کرہ شہید ہو گیا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک چادر چرانے کی وجہ سے آگ میں جلایا جائے گا ایک آدمی نے عرض کیا میں نے فلاں دن اس اس طرح دوتھے نے تھے آپ نے فرمایا آگ کے دوتھے، اسی دن اشج کا ایک آدمی فوت ہو گیا اس کا ذکر آپ کی خدمت میں کیا گیا تو آپ نے فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو تو لوگوں کے چہروں کا رنگ متغیر ہو گیا آپ نے فرمایا تمہارے ساتھی نے راہِ خدا میں خیانت کی تھی ازید بن خالد الجہنی بیان کرتا ہے کہ ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہم نے اس میں یہودیوں کے موتی پائے جو دو درہم کی قیمت کے برابر بھی نہ ہوں گے، مسلمانوں کی ایک جماعت کو یہودیوں کے موتی ملے اور وہ سب آپس میں ساتھی تھے اس حدیث کو بیان کرنے والا کہتا ہے کہ اگر آج تمہارے پاس موتی ہوتے تو وہ دو درہم کے برابر بھی نہ ہوں گے، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم سے فارغ ہوئے تو یہ موتی آپ کے پاس لائے گئے اور وہ جماعت کہنے لگی یا رسول اللہ! ہم ان موتیوں کو بھول گئے تھے آپ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک آدمی قسم کھائے کہ وہ ان موتیوں کو بھول گیا تھا تو سب نے قسم کھائی کہ وہ بھول گئے تھے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردوں والی چار پائی منگوائی اور آپ نے پڑاؤ کی جگہ پر ان لوگوں پر چادر ڈالی اور پھر ان پر نماز جنازہ پڑھی، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی آدمی کے کجاوے میں مالِ غنیمت میں سے چوری کیا ہو مال پاتے تو اُسے مزارعہ دیتے اور نہ ہی یہ یہ بات سننے میں آئی ہے کہ جس آدمی کے کجاوے میں کوئی چیز پائی جائے آپ نے اس کے کجاوے کو جلایا ہوا ہاں آپ اُسے زبرد تو بیخ کرتے تھے اور لوگوں کو بھی اس کے متعلق بتاتے تھے۔

غیر موجود لوگوں کو  
**غنیمت میں شامل کرنا**  
 اُن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم کا یہ دستور تھا کہ آپ ان لوگوں  
 کو غنیمت میں شامل نہیں کیا کرتے

تھے جو جنگ سے غیر حاضر رہتے تھے لیکن آپ نے جنگِ بدر کی غنیمت ان اٹھ آدمیوں  
 کو شامل کیا جو جنگ میں موجود نہ تھے اور خیبر میں بھی آپ نے کچھ مسلمانوں کو غنیمت  
 میں شریک کیا جو جنگ میں موجود نہ تھے۔ واقعہ یہ بیان کرتا ہے کہ جنگِ خیبر، اہل حدیبیہ  
 کی تھی خواہ وہ اس میں موجود تھے یا نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وعدکم اللہ مغنم كثيرة تاخذونها فاجلکم هذه  
 اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جو تم حاصل کرو گے  
 پس اس نے خیبر کی غنم کو تمہیں جلد عطا کر دیا۔

جنگِ خیبر سے کئی آدمی پیچھے رہ گئے تھے (مرتبی بن سنان، امین بن عبید،  
 سباع بن عرفطہ الغفاری اور جابر بن عبد اللہ وغیرہ) ان میں سے دو آدمی فوت بھی  
 ہو گئے تھے پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے رہ جانے والوں اور فوت ہو جانے  
 والوں کا حصہ لگایا اور ان ایلچیوں کا بھی حصہ لگایا جو اہل ذک کی طرف آتے جاتے  
 تھے (محبیب بن مسعود الحارثی وغیرہ) اور تین بیماروں کا بھی حصہ لگایا جو جنگ میں موجود  
 نہ تھے (سوید بن النعمان، عبد اللہ بن سعد بن خبثہ اور بنی خطامہ کے ایک آدمی کا...)۔  
 اور مسلمانوں کے جو آدمی مارے گئے تھے ان کا بھی حصہ لگایا۔

غنیمت میں دس بیویوں کو شامل کرنا  
 مورخین نے بیان کیا ہے کہ رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے دس بیویوں کے ساتھ جو آپ کی فوج میں شامل تھے  
 مل کر خیبر کی جنگ کی، اور غنیمت کی تقسیم کے وقت ان کا حصہ مسلمانوں کی طرح لگایا  
 ان کے ساتھ غلام بھی تھے جن میں عمرہ ابواللحم بھی تھا، عمرہ کہتا ہے کہ آپ نے میرا حصہ نہ

لگایا اور مجھے ردی سامان دیا۔

غطفانی یہودی کی مدد کرتے... لیکن

جیسا کہ ہم اس کتاب کی فصل سوم میں بیان کر

آئے ہیں کہ غطفان کے لیڈر عینیہ بن حصن الغزالی نے عارت بن عوف اور ابی کے مشورے کو رد کرتے ہوئے کہا کہ دھرت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یہودی کی مدد کرے گا اور غطفان کی کثیر فوجوں کے ساتھ جلد ان کے پاس آئے گا، اب اس نے تقریباً چلہزار جانبازوں کے ساتھ از سر نو خیبر کی طرف مارچ کیا یہ جانباز وہی لوگ تھے جو معرکہ خیبر کے پاپا ہونے سے تھوڑا عرصہ قبل یہ آواز سن کر چلے آئے تھے کہ ان کے گھروں پر مسلمانوں نے حملہ کر دیا ہے، مگر غطفانی فوجیں وقت گزر جانے کے بعد خیبر پہنچیں اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام خیبر پر قابض ہو چکے تھے اور یہودی میں کوئی ہتھیار اٹھانے والا باقی نہ رہا تھا کیونکہ ان سب نے مسلمانوں کی اطاعت اختیار کر لی تھی،

مگر غطفان کے لیڈر عینیہ بن

حصن الغزالی نے حیا کو خیر باد کہتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عنانم خیبر کا حقہ طلب کیا اس نے آپ سے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ

غطفان کا  
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے عنایت کا حصہ طلب کرنا

نے میرے حلیفوں سے جو عنایت حاصل کی ہے وہ مجھے بھی دیکھئے، کیونکہ میں نے آپ سے جنگ نہیں کی اور اپنے حلیفوں کو بھی چھوڑ دیا ہے اور آپ پر حملہ بھی نہیں کیا اور چار ہزار جانبازوں کو لے کر واپس چلا گیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے ایک آواز سنی تھی جس میں یہ تھا کہ اپنے گھر کی طرف چلا جا، اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بدلہ دیکھئے آپ نے فرمایا تیرے لئے ذوالرقبہ ہے، عینیہ نے پوچھا ذوالرقبہ کیا ہے آپ نے فرمایا وہ پہاڑ جسے قرآن نے خواب میں دیکھا تھا کہ تو نے اسے پکڑا ہے عینیہ اپنی فوج کیساتھ ابھی خیبر نہیں پہنچا تھا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ اس نے ذوالرقبہ کو دے دیا ہے۔ (ذوالرقبہ خیبر کا ایک پہاڑ ہے) اس وقت اس نے یہ شگون لیا کہ خدا کی قسم میں محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کی گردن کو پکڑوں گا۔

**عینہ کا یہودیہ حسرت کرنا**

واقعی بیان کرتا ہے کہ عینہ واپس لوٹ گیا اور یہود سے وسیعہ کاری کر کے کہنے

لگا میں نے آج کی طرح کبھی کوئی بات نہیں دیکھی، خدا کی قسم، میں تو سمجھ بھی نہیں سکتا تھا کہ تمہارے سوا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی ٹھکانے لگائے گا، عینہ نے انہیں کہا، قلعہ والے لوگ، سامان اور دولت و ثروت تمہارے اپنے ہاتھوں سے دی (یعنی تمہارے اطاعت اختیار کر لی) تمہارے ان مضبوط قلعوں میں رہتے ہوئے اور اس کثیر طعام کی موجودگی میں، جس کا کھانے والا کوئی نہیں، اور سسل بینے والے پانی کی موجودگی میں اطاعت قبول کر لی، انہوں نے جواب دیا ہم نے قلعہ الزبیر میں محفوظ رہنا چاہا لیکن ہمارے پانی کی نہر کاٹ دی گئی اور گرمی بھی تھی ہم پیاسے زندہ نہ رہ سکتے تھے، اس نے کہا، تم قلعہ ناعم سے شکست کھا کر بھاگے اور قلعہ الزبیر میں آگے پھر وہ ان سے پوچھنے لگا کہ ان میں سے کون کون آدمی مارا گیا ہے اور وہ اُسے بتانے لگے تو اس نے کہا خدا کی قسم، صاحب نصیب اور خاندانی آدمی مارے گئے ہیں اب ہمیشہ کے لئے حجاز میں یہود کا کوئی نظام قائم نہ ہوگا۔

ان کی یہ باتیں ثعلبہ بن سلام بن ابی الحقیق بھی سُن رہا تھا جس کے متعلق لوگ کہتے تھے کہ وہ فاتر العقل ہے اس نے کہا اے عینہ تو نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور ان کی مدد کی اور ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لٹنے کے لئے چھوڑ دیا اس سے پہلے تو نے بنی قریظہ کے ساتھ کیا کیا، عینہ نے جواب دیا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے ساتھ ایک چال چلی تھی ہم آواز سُن کر اپنے اہل کی طرف چلے گئے ہم نے خیال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف چلے گئے ہیں جب ہم نے کسی کو نہ دیکھا تو ہم تمہاری مدد کے لئے واپس آگئے۔ ثعلبہ نے کہا، کون باقی رہ گیا ہے جس کی تو مدد کرے گا؟ جو قتل ہو گئے سو قتل ہو گئے اور جو باقی رہ گئے، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بن گئے انہوں نے ہم کو قیدی بنا لیا اور ہمارے مال پر قبضہ کر لیا۔ راوی کہتا ہے کہ ایک آدمی عینہ سے کہنے لگا کہ تو نے اپنے حلیفوں کی مدد کی اور نہ انہوں نے تجھ پر اپنی مدد کے متعلق اعتبار کیا تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خیبر کے ایک سال کی کھجوریں لے لی ہیں خدا کی قسم میں دیکھتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات غالب ہو کر ہے

گی وہ اپنے دشمنوں پر ضرور غالب آئیں گے تو عینہیہ اپنے اہل کی طرف ہاتھ ملتا ہوا چلا گیا جب وہ اپنے گھڑ پہنچا تو عارت بن مٹھری نے اس کے پاس آکر کہا، کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو بے پندہ ہے، خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مشرق و مغرب کے مابین غالب آئیں گے یہودی اہل خودیہ بات بتایا کرتے تھے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابورافع سلام بن ابی الحقیق کو کہتے سنا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اس لئے حد کرتے ہیں کہ وہ بنو ہارون سے نکل گئی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی اور مکرمل ہیں، یہودی میری اس بات کو نہیں مانیں گے ہمارے ان کے ساتھ دو خونریز معرکے ہوں گے ایک شرب میں اور دوسرا خیبر میں عارت کہتا ہے کہ میں نے سلام سے پوچھا کہ کیا وہ سب زمین پر چھا جائے گا اس نے جواب دیا، اس تو رات کی قسم جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی ایسا ہی ہوگا لیکن میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ یہود کو یہ پتہ چلے کہ میں نے ان کے پاس سے یہ بات کہی ہے۔

تمام مورخین کا کہنا ہے کہ  
خیبر کے نصف اول کے  
جو یہودی جاننا بڑھ گئے  
تھے وہ شکست کھانے

## خیبر کے نصف ثانی کے یہودیوں نے کیسے اطاعت اختیار کی

کے بعد نصف ثانی کے بھائیوں کے ساتھ آکر مل گئے اور ان کے قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے  
دہاں پر کئی قلعے تھے جن میں سے مندرجہ ذیل تین قلعے بڑی اہمیت کے حامل تھے۔  
۱۔ القموص۔ ۲۔ السلام۔ ۳۔ الوطیح۔

اگرچہ مورخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ان تین قلعوں میں قلعہ بند ہونے والے  
یہودیوں نے شدید جنگ اور سخت مقاومت کے بعد، اسلامی فوجوں کی اطاعت قبول کی تھی  
اور ان کا محاصرہ چودہ دن سے بھی زیادہ عرصہ تک رہا مگر (جیسا کہ ہم نے فصل اول میں بیان کیا  
ہے) ان میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا مسلمانوں نے ان قلعوں میں سے کچھ کو  
بزرگ قوت فتح کیا تھا (جیسا کہ النطاۃ اور الشوق کے قلعوں کو فتح کیا تھا) یا ان تینوں قلعوں  
کے رہنے والوں نے اطاعت قبول کر لی تھی، اور انہیں مذاکرات کے ذریعہ، مسلمانوں کے  
سپر دکر دیا تھا؟۔



## ابن اسحاق کی رائے

امام المغازی ابن اسحاق کی رائے یہ ہے کہ قلعہ  
القموص کو مسلمانوں نے ایشق اور النطاہ کی طرح

بزرگ قوت فتح کیا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ابی اہیق  
کے قلعہ القموص کو فتح کیا تو آپ صفیہ بنت حبیب بن اخطب کے ساتھ تشریف لائے حضرت  
صفیہ کے ساتھ ایک عورت بھی تھی حضرت بلالؓ نے آپ دونوں کو یہود کے مقتولوں کے  
پاس سے گزرا، جب صفیہ کی ساتھی عورت نے مقتولوں کو دیکھا تو اس نے دادیلا کرنا، منہ  
پر طمانچے مارنا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنا شروع کر دیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی  
یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا اس شیطان عورت کو مجھ سے دُور لے جاؤ، پھر حضرت بلالؓ سے  
فرمایا، اے بلالؓ جب تو دو عورتوں کو ان کے مقتول مردوں کے پاس سے گذر رہا تھا تو کیا اس  
وقت تجھ سے رحمت سلب کر لی گئی تھی۔ ابن اسحاق کے اس بیان سے پتہ چلتا ہے  
کہ مسلمان قلعہ القموص پر یہود کی شدید مقاومت کے بعد قابض ہوئے تھے اور اس مقاومت  
کے دوران، ان کے بہت سے آدمی مارے گئے تھے، سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۱۶۶ پر ہے کہ  
قلعہ القموص کی فتح کا کام حضرت علی بن ابوطالب کے سپرد کیا گیا تھا، مولف سیرۃ حلبیہ کا  
بیان ہے کہ اسی قلعے سے صفیہ بنت حبیب بن اخطب قیدی بنائی گئی تھی جیسا کہ ابن حجر نے بھی  
بیان کیا ہے اس کی تحقیق پہلے بیان ہو چکی ہے، مولف سیرۃ حلبیہ کا قول، ابن اسحاق کے بیان  
کا مؤید ہے کہ مسلمانوں نے قلعہ القموص کو بزرگ قوت فتح کیا تھا بقیہ دو قلعوں (الوطح اور  
السلام) کے متعلق ابن اسحاق باقی مورخین کے ساتھ متفق ہے کہ ان قلعوں میں پناہ لینے والے  
یہودیوں نے شدید محاصرے اور ہلاکت کے یقین کے بعد اطاعت اختیار کر لی تھی، ان  
اس موقع پر ایک بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ خیبر کے قلعوں کی فتح کے واقعات  
کے بیان میں نقص پایا جاتا ہے اس نے فتح خیبر کے بیان کے آغاز میں کہا ہے کہ رسول کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دیگرے قلعوں کو فتح کرتے جاتے تھے اور اموال لیتے جاتے تھے آپ  
نے سب سے پہلے قلعہ ناعم کو اور اس کے بعد قلعہ القموص کو فتح کیا اس نے قلعہ ناعم کے سوا،  
النطاہ اور ایشق کے دیگر پانچ قلعوں کا ذکر نہیں کیا، اس کے بیان سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ  
قلعہ القموص، النطاہ یا ایشق کے قلعوں میں سے ایک قلعہ ہے جو خیبر کے نصف اول میں واقع

ہے، جبکہ جمہور مؤرخین کے نزدیک وہ خیبر کے نصف ثانی میں اکتیبہ میں واقع ہے۔

## واقعی کا قول

واقعی (جو مغازی میں ابن اسحاق کا مخالف ہے) اپنی کتاب المغازی میں بیان کرتا ہے کہ جب یہودیوں نے خیبر کا نصف اول کھودیا تو وہ شکست کھا کر نصف ثانی میں منتقل ہو گئے اور اس حصے کے یہودیوں کے ساتھ ان کے تین قلعوں (الوطیح، السلام اور القموص) میں قلعہ بند ہو گئے اور قلعہ کے لئے تیار ہو گئے اور قلعوں میں محفوظ ہو کر مقاومت کرنے لگے یہاں تک کہ محاصرے نے ان کو تنگ کر دیا اور انہوں نے اطاعت اختیار کر لی، اس جگہ واقعی، ابن اسحاق کے ساتھ اختلاف کرتا ہے، ابن اسحاق کہتا ہے کہ قلعہ القموص کو مسلمانوں نے بزور قوت فتح کیا اور دوسرے دو قلعے (الوطیح اور السلام) مذاکرات کے ذریعہ فتح ہوئے اور واقعی بیان کرتا ہے کہ یہودیوں نے یہ تینوں قلعے مذاکرات کے ذریعے، مسلمانوں کے سپرد کر دیئے تھے اور ان میں کسی قلعے میں بھی مسلمان بزور قوت داخل نہیں ہوئے بلکہ یہ اس رعب کے ذریعے فسخ ہوئے تھے جو اللہ تعالیٰ نے چودہ روز محاصرہ کے بعد، یہودیوں کے دل میں ڈال دیا تھا، واقعی بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکتیبہ، الوطیح اور السلام کی طرف آئے (ابن ابی الحقیق کا قلعہ جس میں وہ رہائش پذیر تھا) جس میں النظاۃ اور الشق کے تمام شکست خوردہ لوگ آکر قلعہ بند ہو گئے تھے، یہ ایک مضبوط قلعہ تھا اسی طرح وہ الوطیح اور السلام میں بھی آکر قلعہ بند ہو گئے، وہ قلعوں سے باہر نہ نکلتے اور ان کو بند کئے رکھتے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر منجنیق نصب کرنے کا ارادہ فرمایا، ان میں سے کوئی مبارزت طلب کرنے والا بھی نہ نکلا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ روز تک ان کا محاصرہ کئے رکھا جب ان کو ہلاک ہونے کا یقین ہو گیا تو انہوں نے آپ سے صلح کی درخواست کی، ابو عبد اللہ کہتے ہیں، میں نے ابراہیم بن جعفر سے کہا کہ اکتیبہ میں پانچ سو عربی کان موجود تھے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے میرے باپ نے اس شخص کے حوالہ سے بتایا جس نے کمانہ بن ابی الحقیق کو تین سو میں تین تیر چلاتے دیکھا۔ اور اس نے نشانہ میں تیروں کو بالشت در بالشت داخل کر دیا، ابھی وہ اسی حالت میں تھا کہ شور مچ گیا، کہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ کے ساتھ اشق میں آگئے ہیں۔ اہل قموں تیار ہو کر قلعے کے دروازے پر تیرے کرکھڑے ہو گئے، کنانہ بھی اٹھ کر اپنی کان کی طرف گیا مگر لرزے کے باعث وہ اس کا چہ نہ چڑھا سکا اور اس نے اہل قلعہ کی طرف اشارہ کیا کہ تیر اندازی نہ کرو، اور اگ ہو کر بیٹھ گیا، یہاں تک کہ محاصرے نے ان کو تنگ کر دیا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

واقعی اور دیگر مورخین کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ خیبر کے نصف ثانی پر بنی ابی الحقیق کو سیادت حاصل تھی اور بنی ابی الحقیق خیبر کے نصف ثانی کے یہودیوں کے درمیان بادشاہوں کی حیثیت رکھتے تھے،

سب مورخین نے بیان کیا ہے کہ خیبر کے نصف ثانی کے قلعوں (القموں) الوطیح اور السلام) میں قلعہ بند ہونے والوں کو جب محاصرے نے تنگ کر لیا

## یہودیوں کی اطاعت کے لئے مذاکرات کی درخواست کرنا

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قلعوں پر منجنیقوں کے نصب کرنے اور ان پر گولے پھینکنے کا فیصلہ کر لیا تو انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور ان کے دلوں میں خوف جاگزیں ہو گیا تو ان کے بادشاہ کنانہ بن ابی الحقیق نے اطاعت اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا، اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد بھیجا جس نے اس کا نام لیکر درخواست کی کہ وہ آپ سے مذاکرات کے لئے ملاقات کا خواہشمند ہے اور ان مذاکرات کی اساس یہ ہوگی کہ یہودی مسلمانوں کی اطاعت اختیار کر لیں گے اور آپ جنگ کا خاتمہ کر دیں گے، کنانہ نے جو وفد بھیجا اس کے سربراہ کا نام شاخ تھا، جو نہی شاخ قلعہ القموں سے باہر نکلا اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حفاظتی دستے نے پکڑ لیا پھر وہ اسے آپ کے ہیڈ کوارٹر میں لے آئے، وہاں یہودی نمائندے شاخ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ یہودیوں کے سردار کنانہ بن ابی الحقیق کا نمائندہ ہے اس نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں آپ کو اطلاع دوں کہ خیبر کے نصف ثانی کے یہودی مذاکرات کے لئے تیار ہیں اور یہود کا بادشاہ (کنانہ بن ابی الحقیق) آپ سے ملاقات کا خواہش مند ہے اور وہ ملاقات کی اجازت طلب کرتا ہے، رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے مذاکرات کے لئے کنانہ بن ابی العقیق سے ملاقات کرنے پر اتفاق کیا۔

شماخ نے واپس آکر کنانہ کو بتایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ملاقات کرنے پر رضامند

## آخری اطاعت

ہیں تو کنانہ نے اپنے ساتھیوں کو جنگ سے رُک جانے کا حکم دیا اور پھر یہودی لیڈروں کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے چل پڑا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوتے ہی آپ کے بیڈ کو اڑھائی میں آپ کے اور کنانہ کے درمیان اس طریق کے متعلق مذاکرات شروع ہو گئے جس کے ذریعہ خیبر کے بقیہ علاقہ کو مسلمانوں کے سپرد کرنے کا کام مکمل ہو جائے، یہ علاقہ خیبر کے دوسرے حصے میں تھا، یہودی وفد نے ان شروط اور ضمانتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کی جو شروط اور ضمانتیں وہ اہل ذمہ حاصل کرتے ہیں جو اعلان جنگ سے قبل ہمیشہ اسلامی کے سالار کے ساتھ مذاکرات کرنا قبول کرتے ہیں اور اس کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرتے ہیں جس کے مطابق انہیں اپنے علاقے میں رہنے کا حق حاصل ہوتا ہے اور ان کے اموال اور مملوکہ چیزیں بھی محفوظ رہتی ہیں اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی نہیں بنایا جا سکتا اور سب کی جانوں کی حفاظت کی جاتی ہے، اس کے بالمتقابل وہ معین جزیرہ ادا کرتے ہیں اور اسلامی حکمران کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے قانون کے احکام کی پابندی کرتے ہیں۔

لیکن کنانہ اور خیبر کے دوسرے حصے کے لیڈر صلح کی طرف بعد میں آئے، اس لئے کہ انہوں نے قلعہ بند ہو کر شدید مقاومت کرنے اور مسلمانوں سے اس حد تک جنگ

## صرف خون کی حفاظت اور قیدی بنانے سے معافی

کرنے کے بعد صلح کی اس سلسلہ پر علاقہ سپرد کرنے پر آمادگی ظاہر کی کہ اسلامی فوج ان کے تین قلعوں میں (الوطیح، السلام اور القموں) داخل ہونے سے عاجز آگئی باوجودیکہ حملہ کی کوشش مسلسل نصف ماہ کے قریب جاری رہیں..... اس بات نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منجھتی کے نصب کرنے پر آمادہ کیا تاکہ قلعوں کے بوجوں اور فصیلوں پر گولے برسائے جائیں اور مسلمان سہولت کے ساتھ ان میں داخل ہو جائیں، اس اقدام نے کنانہ بن ابی العقیق اور ان قلعوں کے مدافعتین کو ہلاکت کا یقین دلایا تو وہ مذاکرات کرنے اور علاقے کو مسلمانوں کے سپرد کرنے کے متعلق

سوچ بچار کرنے لگے مگر یہ سب کچھ انہوں نے اس وقت کیا جب انہیں یہ یقین ہو گیا کہ جن قلعوں میں پناہ لے کر یہودیوں نے مسلمانوں سے آخر دم تک لڑنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے ان کے برجوں اور فصیلوں کو اسلامی فوج کی منجیقیں تباہ کر دیں گی۔ اور ان کی مقاومت انہیں کچھ فائدہ نہ دے گی۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رواداری

بادجو دیکھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ کناہ اور اس کا وفد اپنے قلعوں سے آپ کے ساتھ مذاکرات کے لئے اس وقت تک نہیں آیا جب تک ان کی مقاومت ختم نہیں ہوگئی اور انہیں یقین نہیں ہو گیا کہ وہ بزور قوت قابو میں آئے والے ہیں اور ان کا حکم ان لوگوں کے حکم کی طرح ہوگا جن کے قلعے اور زمینیں، زبردستی لے لی جاتی ہیں اور ان کے جانباڑوں، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جاتا ہے اور ان کے تمام اموال کو بغیر کسی استثناء کے، ان دشمنوں کی طرح جو محاصرے اور جنگ کے بعد اموال کو سپرد کرتے ہیں، مسلمانوں کے لئے غنیمت کے طور پر لے لیا جاتا ہے..... پھر بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کے ساتھ رواداری برتی اور ان کے ساتھ معاہدہ طے کر کے ان کے خون محفوظ کر دیئے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانے سے معافی دے دی، اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے روادار نہ سلوک نہ فرماتے تو وہ کبھی بھی ان باتوں کے حصول میں کامیاب نہ ہو سکتے۔

## معاہدہ حوالگی کی شروط

آخری معاہدہ کی شروط کا ملخص درج ذیل ہے۔

① یہود پر لازم ہوگا کہ وہ تمام قلعوں کو خالی کر دیں اور ان کا تمام جنگی سامان اور اسلحہ وہیں چھوڑ دیں تاکہ اسلامی فوج اس پر قبضہ کرے اور وہ مسلمان غازیوں کی املاک کا ایک حصہ بن جائے۔

② یہود پر لازم ہوگا کہ ان کے قبضہ میں جو بھی اسلحہ ہے اسے مسلمانوں کے سپرد کر کر دیں اور جب تک وہ خیبر میں ہیں اسلحہ لے کر نہ چلیں۔

③ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، مذاکرات کے مطابق، یہودیوں کے خون کی حفاظت

اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنانے سے معافی دینے کا عہد کریں۔

④ یہودیوں پر لازم ہوگا کہ وہ خیبر سے جلا وطن ہو کر شام کی طرف چلے جائیں۔

⑤ خیبر سے یہودیوں کی جلا وطنی کے وقت مسلمان انہیں اجازت دیں گے کہ جس

قد مال ان کی سواریاں اٹھا سکتی ہیں، اٹھا کر لے جائیں۔

⑥ یہود اس بات کا عہد کریں کہ وہ مخفی خزانوں کے تمام اموال کے متعلق مسلمانوں

کو آگاہ کریں گے اور انہیں فاتحین کے سپرد کریں گے۔

⑦ یہودی اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ جب وہ اس معاہدہ کی شرط کی خلاف ورزی

کریں یا کسی ایسی چیز کو چھپائیں جس کا ظاہر کرنا ضروری ہو تو مسلمانوں پر ان کی کوئی

ذمہ داری نہ ہوگی اور مسلمان اس معاہدہ کی تمام شرط سے آزاد ہوں گے اور یہودیوں

کے اموال اور اولاد مسلمانوں کے لئے حلال ہوں گے۔

یہ معاہدہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیڈ کوارٹر میں طے پایا اور اس پر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ

اور کس یہودیوں نے گواہی ڈالی، اس معاہدہ کے طے پانے کے بعد، یہودیوں نے قلعوں کو مسلمانوں

صلہ الوداد کی یہ روایت حماد بن سلمہ سے ہے دیکھئے نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۲۹۹، بعض

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جلا وطنی کا معاہدہ اس اساس پر مکمل ہوا تھا کہ یہودی جلا وطنی کے وقت صرف

تن کے کپڑے لے جائیں گے لیکن پہلی روایت زیادہ پابدار ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس

طریق کے بھی بہت قریب ہے جو آپ ان شکست خوردہ لوگوں سے کرتے تھے جن کا جلا وطن کرنا مطلوب

ہوتا تھا۔ یہ ایک تعبد امر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم — ان کے خون معاف کر دیں اور ان

کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بھی نہ بنائیں — اور وہ خیبر کو اپنی عورتوں اور بچوں کے ساتھ اس حال

میں چھوڑیں کہ ان کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ہو حتیٰ کہ وہ شام پہنچ جائیں۔۔۔۔۔۔ بلکہ رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، خیبر میں یہودیوں کے رہنے کو قبول کر لیا اور ان کو جلا وطن کرنے سے اعراض

کیا یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا عہد خلافت آگیا جنہوں نے ان کو جلا وطن کیا لیکن

پھر یہی معاہدہ کی پابندی کرتے ہوئے نصف آمدنی پر انہیں زراعت کے کام کیلئے رہنے کی اجازت دی گئی۔

کے سپرد کر دیا، اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ میں سے ایک آدمی کو، اموال، اسلحہ، زمینیں اور باغات وصول کرنے کے لئے مقرر کیا۔ یوں یہ جنگ ختم ہو گئی۔ اور مسلمان تباہ کن معرکوں کے بعد خیبر پر مکمل طور پر قابض ہو گئے۔ یہ جنگیں تقریباً دو ماہ تک جاری رہیں، معرکہ خیبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے طویل مدت معرکہ ہے اتنی مدت آپؐ کی کسی اور معرکہ میں صرف نہیں ہوئی۔

مسلانوں کے ہاتھوں خیبر کے فتح ہوجانے سے، جزیرہ عرب میں کینے اور دخیل

## یہودی استعمار کا خاتمہ

یہودیوں کی حکومت کا آخری اور مضبوط قلعہ پیونہ خاک ہو گیا..... یہ استعماری حکومت یثرب اور خیبر میں (خاص طور پر) تقریباً دو ہزار سال تک رہی اور ان طویل صدیوں میں ان کا وجود شر و فساد، فتنہ و اضطراب اور عربوں کے درمیان تباہ کن مقامی جنگوں کا مصدر و منبع بنا رہا، ان جنگوں کو یہود اپنے روایتی شہرہ آفاق طریقوں کے مطابق بھڑکاتے رہے اور ان کے اسباب کو غذا بہم پہنچاتے رہے تاکہ عرب علاقے میں ذلیل اقلیت کی طرح اپنے وجود کو طاقتور بنا سکیں جس کا دوسرے علاقے اور دوسری قوم کے درمیان جس میں وہ اجنبی اور رہنا ممکن نہیں ہوتا سوائے اس کے وہ اس واحد قوم میں مسلسل لڑائی جھگڑے، قتل و غارتگری اور انتشار و غارت کو ہوا دیتی رہے اور اس واحد قوم کے مختلف قبائل میں خوریز اختلاف کے اسباب کو فروغ دینے میں لگی رہے، اگر وہ قوم متحد ہوجائے اور اس کے افراد جاہلی جھگڑوں اور قبائلی تنگنہ کی برائیوں سے پاک ہوجائیں تو یہ ذلیل یہودی جزیرہ عرب میں پاؤں رکھنے کی جگہ بھی نہ پائیں اور جہاں سے آئے ہیں وہیں واپس جانے کے لئے مجبور ہوجائیں، اور جب عرب قوم توحید کے پرچم تلے متحد ہو گئی تو بادل سسخواستہ ان کے ساتھ عملاً یہی کچھ ہوا..... اگر یہ بات دو ہزار سال قبل رونما ہوجاتی تو ذلیل یہودی اتنی طویل مدت جو بے حد طویل ہے اکبھی جزیرہ عرب میں نہ رہ سکتے،

کیا وہ عرب (یا عرب کی طرف منسوب ہونے والے) اللہ سے ڈریں گے جو عربوں کے اتحاد کو پارا پارا کرنے اور اوران کی

آج کی رات گل کی رات سے کس قدر مشابہ ہے

دو قسمیں بنانے کا سبب ہیں ایک قسم کے لئے ہر چیز کا ہونا ضروری ہے اور دوسری قسم کسی چیز کا بھی حق نہیں رکھتی..... کیا یہ لوگ، اللہ سے ڈریں گے جو وحدت کے شعار کے تحت عربوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے بنیادیں رکھ رہے ہیں..... کیا یہ لوگ اللہ سے ڈر کر صحیح راہ کی طرف پلٹ آئیں گے اور دکھو وہ حالات کا دراک کر لیں گے اور ان حالات کو بدلنے کے لئے صدق و اخلاص سے کام کریں گے؛ حقیقت یہ ہے کہ کہنے، سامراجی اور فلسطین میں وخیل یہودی کی بقاء، ذاتی قوت یا میراج اور فینٹم طیاروں یا ٹیکنالوجی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی بقاء، عربوں کی وحدت کے پارہ پارہ کرنے اور ان کے باہمی اختلاف اور ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کرنے کی وجہ سے ہے، عربوں کی وحدت کا قیام صرف اسلام کے جھنڈے تلے ہو سکتا ہے اس کے سوا کسی دوسری صورت میں اس کا قیام محال ہے۔

**خیبر کی غنائم** | خیبر کے نصف ثانی کے سقوط اور اسلامی فوج کے آگے قلعوں کے مطیع ہو جانے کے بعد مسلمانوں نے غنائم کو

شمار کرنا شروع کر دیا، عہد نبوی میں، مسلمان جن جنگوں میں کامیاب ہوئے ان میں سے کسی جنگ میں بھی اسلامی فوج کو اتنی غنائم نہیں ملیں جس قدر غزوہ خیبر میں ملیں، اس کے علاوہ اسلحہ اور جنگی سامان بھی ملا (جیسے ٹینک اور منجنیقیں) جس پر مسلمانوں نے خیبر کے نصف اول کی فتح کے وقت قبضہ کر لیا تھا نصف ثانی کے قلعوں پر قبضہ کے بعد کثیر اسلحہ ملا جس میں سے کچھ کا ذکر ہم کرتے ہیں۔

۱۔ ایک ہزار نیزہ، ۲۔ چار سو تلوار، ۳۔ پانچ سو گمان، ترکشوں سمیت،

اس دور کی فوجی پوزیشن کے لحاظ سے یہ بہت بڑی چیز ہے۔

**غیر جنگی غنائم** | اس کے علاوہ سونے اور چاندی کی بہت بڑی مقدار بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگی، جس کے جمع کرنے میں یہودی قدم

ترین زمانوں سے مشہور ہیں نیز مسلمانوں نے اس سے اہم اور بڑی چیزیں بھی غنیمت میں حاصل کیں جیسے کھیت، باغات اور کھجوروں کے جھنڈے، جو خیبر کے مضافات میں سینکڑوں مربع میل کے علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔

جب یہیں یہ پتہ چلتا ہے کہ صرف اکتیبر سے مسلمانوں نے غنیمت میں کیا کچھ حاصل کیا



قرہیں خیبر کے فکست غرورہ یہودیوں کی منزروعم اور مغنومہ اراضی کی مقدار کا اندازہ ہو جاتا ہے  
انہیں خیبر کے ایک کھیت سے چالیس ہزار کھجوروں کے درخت ملے تھے اور اس قسم کے  
وہاں وسیوں کھیت تھے۔

**خیبر، حجاز کا سب سے**

**زرخیب زرعی علاقہ ہے**

اس میں کچھ تعجب کی بات نہیں کہ اس دور  
میں خیبر کا علاقہ حجاز، بلکہ علی الاطلاق تمام  
جزیرہ عرب میں زرعی لحاظ سے سب سے  
زیادہ زرخیب تھا اور آج تک اس کی یہی

کیفیت ہے وہاں سیکڑوں چٹے پتے ہیں جس کی علاقہ حجاز میں کوئی مثال نہیں پائی جاتی، اس  
کے ساتھ ساتھ وہاں کی زمین بہت عمدہ ہے اور مختلف اشجار اور پھلوں اور غلے جیسے مکئی،  
گندم اور جو کی کاشت کے لئے وسیع ارضی موجود ہیں۔ اس دور میں 'عرب خیبر کے میدانوں  
کو، حجاز کے سبزہ زار کہتے تھے جب یہ زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں تو ان کی آمدنی میں  
بہت اضافہ ہو گیا، خصوصاً اس موقع کے بعد، جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
خیبر کی غنائم کا خمس بیت المال کے لئے چھوڑ دیا تاکہ حالات اور ضروریات کے مطابق اسے  
عام مسلمانوں کے مفاد کے لئے خرچ کیا جائے۔

جب مسلمانوں نے غنائم کو  
شمار کیا تو انہیں تورات کے کئی  
اجزاء ملے، یہودیوں نے رسول  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا**

**یہودیوں کو تورات واپس کرنا،**

درخواست کی کہ ان کی کتاب کے یہ صحائف انہیں واپس کئے جائیں حضور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے ان کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے انہیں واپس کرنے کا حکم دیا اور وہ  
صحائف انہیں واپس کر دیئے گئے، شاید یہود کو تورات کے صحائف کو، واپس کرنے میں  
وہ دلیل پائی جاتی ہے جو اسلام پر تعصب کے ساتھ اتہام لگانے والوں اور غیر مسلموں کا  
منہ بند کر دیتی ہے کہ جن کا خیال ہے انہیں سختی کے ساتھ اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا  
تھا، پس تورات کے صحائف کو یہودیوں کو واپس کرنا (خصوصاً اس دور میں) اسلام کی

روداداری اور مخالفت عقیدہ شخص کو پوری آزادی دینے کی سب سے بڑی دلیل ہے، اس زمانے میں دوسری اقوام میں (رومیوں کی طرح) دین کے متعلق اس قدر اندھا تعصب تھا کہ انہوں نے ایک ہی دین کے پیروکاروں کا جو ان سے مسلکی اختلاف رکھتے تھے، خون بہانا مباح قرار دیا تھا جیسے رومیوں کی بازلطینی حکومت کے حکام نے، مصر میں نصاریٰ کے ساتھ کیا بس وہ ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہوں گے جو ہر دین میں ان سے مخالفت رکھتے ہوں گے؟

اس کے مقابلہ میں مسلمان فاتحین کے رودادارانہ سلوک کو دیکھئے کہ وہ

اپنے مخالفین کو، اسلامی حکومت کے زیر سایہ پوری آزادی دیتے ہیں کہ وہ اپنی دینی شعائر کو جس طرح چاہیں، بجالاتیں، صلیبوں کے تصرفات کو ان سے کیا نسبت ہے جنہیں کینہ اور تعصب نے اندھا کر رکھا ہے انہوں نے مسلمانوں کو اپنے دینی شعائر کی اولیٰ گئی کی آزادی دینے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں دو باتوں کے درمیان اختیار دیا کہ یا تو انہیں قتل کریں گے یا آگ میں جلائیں گے اور یا انہیں اسلام کو چھوڑ کر، نصرانیت قبول کرنی پڑے گی جیسا کہ اندلس میں شاہ فرڈیننڈ اور ملکہ ایزابلا کی حکومت میں ہوا جب وہ مسلمانوں پر غالب آئے تو انہوں نے ان کے لئے تفتیش کی، حشبانہ عدالتیں قائم کیں جنہوں نے سینکڑوں مسلمانوں کے متعلق تلوار سے قتل کرنے اور آگ سے جلانے کا حکم نافذ کیا اور یہ قتل عام اس وقت تک بند نہ ہوا جب تک تمام مسلمانوں نے اپنی جانوں کو بچانے کے لئے نصرانیت کو قبول کر لیا۔۔۔۔۔

اسی طرح کا واقعہ صلیبوں کے بادشاہ (شیردل) کے زمانے میں ہوا جب وہ قدس پر قابض ہوا تو اس نے مسلمانوں کو امان دینے کے باوجود ان کے تین ہزار قیدیوں کو قتل کر دیا، صلاح الدین ایوبی نے بزور قوت اس سے قدس کو واپس لیا اور صلیبوں نے شیردل کے ہاتھوں جس قتل عام کا ارتکاب کیا تھا اس کے بالمقابل اس نے ایک مسیحی قیدی کو بھی قتل نہ کیا۔۔۔۔۔ صلاح الدین کی اسلامی روداداری اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ اس نے شیردل کی بیماری میں اس کی عیادت کی اور اپنے طبیب کو اس کے علاج کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ مرض سے شفا یاب ہو گیا اس کی شہادت مشرقی ممالک میں اسلام کی آمد سے قبل کے یورپ کے مغربی تاریخی مصادر میں ملتی ہے۔

خیبر کے نصف ثانی  
کے اطاعت گزار

بننے سے، جزیرہ عرب  
کے اس عظیم علاقہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

خیبر میں یہودیوں کو رہنے کی اجازت کیسے دی

میں جنگ ختم ہو گئی اور مسلمانوں کے ہاتھوں، خیبر کے فتح ہونے سے، جزیرہ عرب میں خیل یہودیوں کے وجود کا آخری قلعہ مہیا ہو گیا، خیبر کے نصف ثانی کے معاہدہ حوالگی میں بھی تحریر ہے، کہ جب خیبر سے یہود جلا وطن ہوں گے اس وقت مسلمان ان کے خون کی حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی ہونے سے اس شرط پر بچائیں گے کہ وہ اپنے اموال میں سے کسی چیز کو چھپا کر نہیں رکھیں گے کیونکہ اس دور کے جنگی قوانین کے مطابق وہ مسلمان فاتحین کی املاک ہیں اور اگر یہودیوں نے کچھ چیزوں کو پوشیدہ رکھا تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ذمہ داری سے بری ہوں گے اور مسلمانوں کے لئے ان کے خون حلال ہوں گے اور مسلمانوں کے لئے ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانا جائز ہوگا، یہودیوں نے اس عہد کو توڑا اور خیانت کی اور چیزوں کو چھپایا اس بات نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کے اموال اور خون مباح کر دیئے جیسا کہ معاہدہ جلا وطنی میں اس کی صراحت موجود ہے مگر یاد رکھو کہ یہودیوں نے عہد کو توڑا اور معاہدہ کی نصوص کی خلاف ورزی کی پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، ان کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی دو آدمیوں کے سوا (کنانہ بن ابی الحقیق اور اس کے بھائی ربیع کے) عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا، انہوں نے یہود کی نیابت کرتے ہوئے معاہدہ پر دستخط کئے تھے.....

بقیہ ہزارا یہودیوں کو، آپ نے کوئی اذیت نہیں دی اور ان کی عہد شکنی کا جرم بھی معاف فرمایا اس لئے کہ اس خیانت اور عہد شکنی کا پہلا ذمہ دار کنانہ بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی ربیع تھا۔

ان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ  
حوالگی کی سفید کرتے ہوئے، یہودیوں کو خیبر سے  
جلا وطن کرنے کا فیصلہ کیا، یہود نے اس بارے  
میں کوئی معاذہ نہیں کیا، صرف انہوں نے آپ

یہودیوں کو خیبر میں

ٹھہرنے کی اجازت

کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ انہیں اسلامی حکومت کے تحت خیبر میں رہنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ خیبر میں زمینوں اور باغات میں کام کریں اور اس کے عوض انہیں وہ معاوضہ دیا جائے جس پر فریقین متفق ہو جائیں، جب انہیں پتہ چلا کہ آپ انہیں خیبر سے نکلنے والے ہیں تو انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ سے خیبر کو ہتر جاتے ہیں آپ ہمیں چھڑ دیجئے ہم اسے آپ کے لئے آباد کریں گے، آپ اس کے بدلے ہمیں نصف آمدنی دے دیا کریں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال پسند آیا تو آپ نے یہودیوں کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے انہیں خیبر میں رہنے کی اجازت دے دی اور ان کے ساتھ ایک معاہدے کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ زمین کی آبادی کے لئے کام کریں اس کے مقابل میں انہیں خیبر کی زمینوں کے نصف پھل دیئے جائیں گے لیکن مسلمانوں کو یہ حق ہو گا کہ وہ جب چاہیں یہودیوں کو خیبر سے نکال دیں۔

نسخی، نصب الرایۃ جلد ۱ ص ۱۹۱ پر لکھا ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہم خیبر کی زمینوں کو تم سے ہتر جاتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف آمدنی پر ان سے مصالحت کر لی لیکن جب ہم تم کو نکالنا چاہیں گے نکال دیں گے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو یہ عہد دیا کہ وہ خیبر کی زمینوں پر کام اور مزارعت کریں انہیں نصف آمدنی ملے گی۔

ابن حزم جوامع السیرۃ میں کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اس شرط پر خیبر میں ان کے مال و جان سمیت ٹھہرایا کہ وہ کھیتی اور بھل کے نصف حصے پر کام کریں اور وہ جب تک مناسب سمجھیں گے انہیں ٹھہرائیں گے پس وہ اس عہد پر خیبر میں مقیم رہے یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے اور حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں بھی وہیں رہے اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے تمام زمانے میں بھی رہے مگر آپ کو اپنی خلافت کے آخری عہد میں یہ اطلاع ملی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الموت میں فرمایا کہ جزیرہ عرب میں دو دین نریں پس آپ نے انہیں خیبر سے جلا وطن کرنے کا حکم دے دیا اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے معاہدہ مسلمانوں کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ جب چاہیں یہود کو جلا وطن کر دیں۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ یہودیوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم

خیبر کو آپ سے زیادہ جانتے ہیں اور اسے زیادہ آباد کرنے والے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف آمدنی پر ان سے مصالحت کر لی اور انہیں فرمایا ہم جب تمہیں نکالنا چاہیں گے نکال دیں گے۔

**یہودی مسلمانوں کی پناہ میں** | جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی درخواست قبول کر لی

اور انہیں خیبر کی زمینوں کی آبادی کے لئے نصف آمدنی کے عوض وہاں رہنے کی اجازت دے دی تو یہ یہودی مال و جان اور عزت کے باسے میں مطمئن ہو کر مسلمانوں کی پناہ میں رہنے لگے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کے بعد یہودیوں نے پوری آزادی اور اطمینان کے ساتھ علاقہ میں اپنی تجارتی سرگرمیاں شروع کر دیں (جیسا کہ ان کے متعلق مشہور ہے) کہ وہ تجارتی کاروبار میں سب سے زیادہ سرگرم ہیں۔

اکثر یہودیوں نے جب دیکھا کہ وہ جنگ مار رہے ہیں تو انہوں نے اپنے سونے اور چاندی کو چھپانا شروع کر دیا، واقعات کی ترتیب سے پتہ چلتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود علم ہونے کے اور باوجود اس بات کے کہ معاہدہ کی نصوص انہیں پابند کرتی تھیں کہ وہ اپنے تمام منقولہ اور غیر منقولہ اموال، جنگ کی غنیمت کے طور پر اسلامی فوج کے سپرد کر دیں پھر بھی ان سے روادارانہ سلوک کیا، ان یہودیوں کے ساتھ آپ کی رواداری کا اس امر سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنے اموال سے خیبر کی بہت سی غنائم کو خرید لیا جنہیں اسلامی فوج نے خیبر سے حاصل کیا تھا اور ان سے بہت نفع کمایا۔ اس بات پر واقعہ کی باہر بھی دلالت کرتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو امان دے دی تو وہ آتے جاتے اور خرید و فروخت کرتے تھے، انہوں نے عام مال غنیمت سے کپڑے اور سامان خریدا اور انہوں نے اپنی نقدی اور سونا وغیرہ چھپا لیا تھا۔

**یہودیوں کے مال پر درازی** | جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ زمین کی دیکھ بھال اور مزارعت کا معاہدہ کر لیا اور انہیں امان دے دی تو مسلمان

ان کی فصلوں اور سبز یوں پر دست درازی کرنے لگے، یہودیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس امر کی شکایت کی تو آپ نے تمام مسلمانوں اور فوج کو جو ابھی خیبر میں ہی تھی اکٹھا ہونے کا حکم دیا جب وہ اکٹھے ہوئے تو آپ نے انہیں اتناہ کیا کہ وہ یہود سے متعرض نہ ہوں اور کوئی چیز ان کے کھیتوں سے نہ لیں آپ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ یہودیوں نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تم لوگ ان کے کھیتوں میں دست درازی کرتے ہو ہم نے انہیں مال دیا اور ان اراضی کی جو ان کے ہاتھوں میں ہیں، امان دی ہے اور ہم نے ان سے معاملہ کیا ہے معاہدین کے اموال سے اپنے حق کے سوا کچھ لینا جائز نہیں، مسلمانوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور ان سے قیمتا چیزیں لینے لگے، مسلمانوں کا یہ اجتنب اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ ایک یہودی مسلمان سے کہتا کہ میں تجھے یہ بھل بغیر قیمت کے دیتا ہوں تو وہ قیمت ادا کئے بغیر اسے نہ لیتا۔

جب جنگ ختم ہو گئی اور اس اہم علاقے پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی خیبر کے یہودیوں کو جلا وطن کرنے

## ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں قتل کرنے کی سازش

سے اعراض کر لیا اور ان کے ساتھ کھیتوں اور باغات کے آباد کرنے کا معاہدہ کر لیا اور انہیں امان اور پناہ دے دی تو خیبر میں آپ کے قتل کی شریرانہ سازش تیار ہوئی۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک یہودی عورت جس کا نام زینب بنت الحارث تھا، نے کھانے میں زہر ملا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا (یہ عورت سلام بن مشکم کی بیوی تھی جو قلعہ انطاہ میں قتل ہوا تھا اور مر حبیب کے بھائی حارث کی بیٹی تھی) اس نے ایک بکری کو ذبح کیا۔ اور یہ کام اس نے بعض یہودیوں کے مشورے سے کیا۔ اس نے ایک خطرناک قسم کا زہر لیا جسے لاطلی (بچھاٹنے والا) کہا جاتا ہے جو کھاتے ہی انسان کو ہلاک کر دیتا ہے پھر اس نے اسے بکری کے ہر جوڑ میں رکھا اور خاص طور پر زیادہ زہر دونوں دستوں میں رکھا کیونکہ اس نے منصوبہ بناتے وقت بوجھاٹھا کہ کون سا گوشت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے گا تو اسے بتایا گیا کہ آپ کو دستی اور کندھے کا گوشت زیادہ پسند ہے اس

کا بڑا مقصد یہ تھا کہ بکری کے کسی حصے کا تھوڑا سا گوشت کھاتے ہی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام تمام کرنے وہ اُسے بھون کر، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیڈ کوارٹر میں ہریکے طریق پر لائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہریکے کا گوشت کھایا کرتے تھے صدقہ کا گوشت نہیں کھاتے تھے، جب حضور مغرب کی نماز پڑھ کر اپنے ہیڈ کوارٹر میں واپس آئے تو آپ نے زینب بیہودہ کو اپنے مکان کے باہر بیٹھے پایا آپ نے دریافت فرمایا کیا بات ہے اس نے کہا ابوالقاسم آپ کے لئے ہدیہ لائی ہوں اسے قبول فرمائیے آپ نے اُسے لینے کا حکم دیا اُسے لے کر زہر آلود بکری کو آپ کے سامنا رکھا گیا آپ کے بعض اصحاب آپ کے ساتھ تھے، آپ نے انہیں فرمایا، کھاؤ انہوں نے قریب ہو کر ہاتھ بڑھائے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دستی کو پکڑ کر اس سے گوشت کھانا شروع کر دیا اور لقمہ چایا، بشر بن البراء نے ایک ہڈی لی اور اس سے ایک لقمہ لیا، اچانک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ وہ کھانے سے رُک جائیں آپ نے فرمایا اس دستی کے کھانے سے اپنے ہاتھ روک لو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زہر آلود ہے، بشر نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی ہے مجھے بھی اپنے لقمہ میں جو میں نے کھایا ہے یہی بات معلوم ہوئی تھی مگر میں نے اس خیال کے پیش نظر اس کو نہیں اگلا کہ میں آپ کے کھانے کو بے لطف نہ کر دوں جب آپ نے اپنے ہاتھ کے کھانے کو اچھا سمجھا تو میں نے اپنے آپ کو آپ پر ترجیح نہیں دی، ابھی بشر اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے کہ زہر کی تاثیر کی شدت سے ان کا رنگ سیاہ ہو گیا اور وہ ایک سال تک مشکل ہو کر اس کی تکلیف کو برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ اسی زہر کے اثر سے فوت ہو گئے، چونکہ بعض صحابہ نے اس بکری کا گوشت کھایا تھا اس لئے ایسے تمام لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچنے لگانے کا حکم دیا اور آپ نے خود بھی زہر کے اثر کو کم کرنے کے لئے اپنے کندھے پر بچنے لگوائے، ابن قیم بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار سال تک اس زہر کی تکلیف کو برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے مرض الموت میں فرمایا کہ خیر کے روز میں نے بکری کے گوشت کا جو لقمہ کھایا تھا میں ہمیشہ ہی اس سے تکلیف اٹھاتا رہا ہوں، پس یہ میری موت کا وقت ہے، زہر ہی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شہید ہو کر فوت ہوئے تھے۔

اس واقعہ کے بعد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب طلبی کے لئے زینب بیورہ کو حاضر کرنے کا حکم دیا، تحقیق کے دوران اس نے تسلیم کیا کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے بکری کو زہر آلود کیا تھا، جب آپ نے اس سے پوچھا کہ اس کام پر تجھے کس نے آمادہ کیا تھا تو اس نے پوری وضاحت سے جواب دیا کہ میری قوم کو آپ سے جو تکلیف پہنچی ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں، آپ نے میرے خاوند، باپ اور چچا کو قتل کیا ہے، اللہ نے کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے تو وہ اس کو تباہے گا اور اگر بادشاہ ہے تو ہم اس سے راحت حاصل کریں گے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرمادیا۔ حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اپنا خاص حق معاف فرمادیا تھا، مگر بعد میں آپ نے اُسے، بشر بن ابراہیم کے قصاص میں قتل کرنے کا حکم دیا جو اس زہر کے اثر سے فوت ہو گئے تھے جس سے اس نے بکری کو مسموم کیا تھا ان دونوں روایتوں کے درمیان حمان نے یوں تطبیق دی ہے کہ آپ نے اُسے معاف فرمادیا اور قتل نہیں کیا مگر جب بشر فوت ہو گئے تو آپ نے اُسے قصاص میں قتل کر دیا، قصاص کی تنفیذ ہر شخص پر ہوتی ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو۔

### معمرہ خیبر میں عورت کا کردار

معمرہ خیبر، عہد نبوی کا دوسرا معرکہ ہے جس میں مسلمان عورت نے شرکت

کی، امام احمد، حشر بن زیاد سے اور وہ اپنی داوی یا باپ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہے کہ ہم غزوة خیبر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلیں میں آپ کے ساتھ نکلنے والی عورتوں میں سے چھٹی عورت تھی، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ آپ کے ساتھ عورتیں بھی ہیں تو آپ نے ہماری طرف آدمی بھیج کر ہمیں بلوایا ہم نے دیکھا کہ آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار ہیں آپ نے فرمایا تمہیں کس نے نکالا ہے؟ اور تم کس کے حکم سے نکلی ہو؟ ہم نے جواب دیا ہم تیرے پکڑنے، ستوپلانے کے لئے نکلی ہیں ہمارے پاس زخمیوں کے لئے دوا بھی ہے اور ہم اشعار پڑھ کر اللہ کی راہ میں مدد کریں گی، راوی کہتا ہے کہ انہیں واپس چلے جانے کا حکم دیا گیا اور وہ واپس چلی گئیں، وہ عورت بیان کرتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیبر پر فتح عطا فرمائی تو آپ نے مردوں کی طرح ہمارا حصہ نکالا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ



رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم غنیمت میں عورتوں کو مردوں کے برابر قتل دیا ہے ابن اسحاق نے بھی ایک ایسی ہی روایت بیان کی ہے جو غزوة خیبر میں عورتوں کے نکلنے کے بارے میں امام احمد کی روایت سے ملتی جلتی ہے مگر اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں کو غنیمت کا حصہ بغیر کسی قاعدہ کے دیا تھا اور مردوں کی طرح ان کا حصہ نہیں لگایا تھا، ابن اسحاق کہتا ہے کہ مجھ سے سیمان بن عجم نے امیر بنت ابی اہصت سے بیان کیا۔ یہ غفار قبیلہ کی ایک عورت تھی اور اس نے میرے پاس اس کا نام بھی لیا۔ وہ کہتی ہے کہ میں غفار قبیلہ کی عورتوں کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کے ساتھ خیبر جانے کا ارادہ کیا ہے ہم زخمیوں کا علاج کریں گی اور مقدمہ ہجر مسلمانوں کی مدد کریں گی آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ برکت دے وہ کہتی ہے کہ ہم آپ کے ساتھ نکلیں اور میں بس وقت، نو عمر تھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے کجاوے کے گوشہ دل پر بٹھایا رہتی ہے خدا کی قسم، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت اترے تو میں گوشہ دل سے نیچے اتری تو مجھے پہلی بار عورتوں کی طرح حیض آیا تو میں اچھل کر اونٹنی کی طرف گئی اور شرم محسوس کرنے لگی، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کیفیت دیکھی تو فرمایا تجھے کیا تکلیف ہے شاید تجھے خون آیا ہے میں نے جواب دیا ہاں، آپ نے فرمایا اپنے خون کو صاف کرنے پھر پانی کا ایک برتن لے کر اس میں نمک ڈال دے پھر گوشہ دل جو خون لگا ہے اسے دھو دے پھر اپنی سواری کی طرف واپس آ جا، وہ کہتی ہے جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کو فتح کیا تو آپ نے غنیمت سے وہیں بھی حصہ دیا اور میرے گلے میں تو جو مار دیکھ رہی ہے آپ نے اسے پکڑ کر مجھے عطا فرمایا اور میرے گلے میں ڈال دیا خدا کی قسم میں اسے کبھی بھی اپنے سے جدا نہیں کروں گی اور یہ امر تیرے دم تک اس کی گردن میں رہا۔ پھر اس نے وصیت کی کہ اس بار کو اس کیساتھ ہی دفن کر دیا جائے، حافظہ بیہوشی نے مشہور صحابی عبداللہ بن انیس کی حدیث بیان کی ہے آپ کہتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف گیا میرے ساتھ میری حاملہ بیوی بھی تھی اسے راستے میں خون آ گیا تو میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی آپ نے فرمایا اس کے لئے کھجوریں بھگو دو جب وہ پانی میں ڈوب جائیں تو اسے اس پانی کے پینے کا حکم دو، اس نے اسی طرح کیا تو کوئی ناگواریات نہ ہوئی، جب ہم نے خیبر کو فتح کیا تو عورتوں نے بھی عطیات حاصل

کئے مگر آپ نے ان کا حصہ نہ لگایا پس میری بیوی نے بھی عطیہ پلایا اور اس بچے نے بھی جو پیدا ہوا تھا۔

جہاد کئے،  
عورتوں کے خروج کا جواز

یہ تمام روایات جو ایک دوسرے کو قوت دیتی ہیں اس بات میں کچھ شبہ نہیں رہنے دیتیں کہ جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لینے کے لئے عورتوں کا نکلنا اصل میں جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ ان کا نکلنا اسلامی آداب اور تعلیمات کے خلاف نہ ہو..... جیسا کہ اس فصل کی اسودگی حاصل کرنے کے ارادے کو جو ان درکیوں کو قص و سرور وغیرہ کے لئے بھرتی کیا جاتا ہے جسے کلمہ قیامات کے خلاف تہرہ سمجھا جاتا ہے اور جو فرجیوں پر غضب الہی کے نزول کا باعث بنتا ہے اور انہیں مدد الہی سے محروم کر دیتا ہے اور ان کی شکست کا سبب بنتا ہے۔

فریقین کے مقتولین،  
معرکہ خیبر میں اسولہ مسلمان شہید ہوئے  
جن میں سے چار قریشی تھے اور ایک سنی

اور ایک سلمی اور ایک شخص خیبر کا تھا اور باقی انصاری تھے۔

مہاجرین کے شہداء کی تعداد،  
از: بنی امیہ بن عبدمنان میں سے  
رضیہ بن اکثم بن سبخرہ شہید ہوئے انہیں

المنظاة میں حارث یہودی نے قتل کیا تھا۔

۲۔ ثقیف بن عمرو، انہیں المنظاة میں آسیر یہودی نے قتل کیا تھا۔

۳۔ رفاعہ بن مسروح، انہیں المنظاة میں حارث یہودی نے قتل کیا تھا۔

بنی اسد بن عبد العزی میں سے، عبدالشہ بن ابی امیہ بن وہب شہید ہوئے جو ان

کے بھانجے تھے، المنظاة میں قتل ہوئے تھے۔

قبیلہ فہر میں سے عمار بن عقبہ شہید ہوئے یہ ایک تیر گنے سے فوت ہوئے تھے۔

قبیلہ سلم سے عامر بن کسان بن الاکوع شہید ایک یہودی سے مبارزت کے دوران،

اپنی تلوار کے گنے سے فوت ہوئے تھے۔

ابن خیبر میں سے الاسود الراعی شہید ہوئے، ان کے نام کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا جس

رضی اللہ عنہ اسی روز قتل ہو گئے، اس کتاب میں ان کا واقعہ مفصل طور پر بیان ہوا ہے۔  
اشجع قبیلہ سے ایک آدمی شہید ہوا جس کا نام مؤرخین نے بیان نہیں کیا۔

غزیرہ قبیلہ سے :

### النصار کے شہداء

۱: بشر بن البراء بن معرور،

۲: فضیل بن النعمان، ۳: مسعود بن سعد بن قیس،

اس قبیلہ سے :

۱: محمود بن سلمہ، انہیں مرحب یہودی نے قلعہ ناعم کی چوٹی سے تیر مار کر قتل کیا تھا۔

۲: ابویاح بن ثابت بن النعمان، ۳: الحارث بن حاطب،

۴: عروہ بن مرہ بن کسراقہ، ۵: اس بن القائد،

۶: انیف بن حبیب، ۷: ثابت بن آلمہ،

۸: طلحہ بن یحییٰ بن طیل،

بنی زہرہ سے، ۱: مسعود بن ربیع،

خبر کے معرکوں میں یہودیوں کے ۹۳  
آدمی قتل ہوئے ان میں سے اکثر آدمی

### یہود کے مقتولوں کی تعداد

النظاۃ اور الشق کے معرکوں میں قتل ہوئے جو خبر کے نصف اول میں واقع ہیں، یہودیوں کے  
ان مقتولوں کے سر کردہ گیارہ لیڈر مارے گئے۔

۱: مرحب، جسے حضرت علیؑ نے مبارزت میں قتل کیا، بعض کہتے ہیں کہ اسے محمد بن

سلمہ نے قلعہ ناعم کے سامنے قتل کیا تھا۔

۲: الحارث البزینب، یہ مرحب کا بھائی تھا جسے حضرت علیؑ نے مبارزت میں قتل کیا تھا

۳: یاسر، اسے قلعہ ناعم کے سامنے مبارزت میں حضرت زبیر بن العوامؓ نے قتل کیا۔

۴: أسیر، اسے بھی حضرت زبیر بن العوامؓ نے قلعہ ناعم کے سامنے مبارزت میں قتل کیا۔

۵: عامر، اسے حضرت علیؑ نے مبارزت میں قلعہ ناعم کے سامنے قتل کیا۔

۶: یوشع، اسے جناب بن منذر نے مبارزت میں قلعہ الصعب کے سامنے قتل کیا؛

۷: الدیال، اسے عامر بن عقبہؓ نے قتل کیا۔

۸: سلام بن مشکم، یہ معرکہ النظاۃ میں قتل ہوا۔

۹: عزول، اسے جاب بن مندثر نے قلعہ ابی کے سامنے الشق میں مبارزت میں قتل کیا۔

۱۰: کنانہ بن ابی الحقیق نضری کو، غداری اور عہد شکنی کے باعث، خیبر کے نصف ثانی

میں قتل کیا گیا۔

۱۱: ربیع بن ابی الحقیق نضری کو بھی غداری اور عہد شکنی کی وجہ سے خیبر کے نصف ثانی میں

قتل کیا گیا۔

یہ لوگ، یہودیوں کے نمایاں لیڈر تھے جو خیبر کے معرکوں میں مارے گئے..... ان

معرکوں میں یہودیوں کے جو مزید آدمی مارے گئے ان کا تعداد کیا ہی ہے مگر مورخین نے ان میں سے کسی کا نام نہیں لکھا۔

## مہاجرین حبشہ کا خیبر میں آنا

خیبر کی فتح کے بعد، مشرکین مکہ کے مظالم سے تنگ آکر جو لوگ حبشہ کی

طرف ہجرت کر گئے تھے وہ خیبر میں آئے، انہوں نے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت

کے مطابق ہجرت کی تھی ان مہاجرین کے سربراہ حضرت جعفر بن ابی طالب تھے یہ لوگ حبشہ سے

اس وجہ سے آئے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شاہ حبشہ کی طرف ان کو بلانے کے لئے ایک

آدمی بھیجا تھا جس کا نام عمرو بن امیہ ضمری تھا، یہ مہاجرین حبشہ سے عرب علاقے تک دو

کشتیوں پر سوار ہو کر آئے تھے۔

حضرت جعفر کی آمد سے،  
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو بہت خوشی ہوئی۔ آپ  
کے متعلق یہاں تک بیان

## حضرت جعفر کی آمد سے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار مسرت

ہوا ہے کہ حضرت جعفر کی آمد کے وقت آپ کھڑے ہو گئے اور جعفر کو اپنے جسم کے ساتھ لگایا

اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا پھر فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ مجھے خیبر کی فتح سے

زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر کی آمد سے۔

## فدک، تیمار اور وادی القرئی کی فتح

سقوط خیبر کے بعد، خیبر کے اردگرد کے متفرق علاقوں میں

یہود کے کئی مورچے باقی رہ گئے تھے جہاں پر فرجیں، مسلمانوں کی مقاومت کا عزم لئے بیٹھی تھیں، لیکن وہ معرکہ خیبر کے نتائج کی منتظر تھیں، یہودی، ان متفرق مورچوں جو فدک، وادی القرئی اور تیمار کے نواح میں تھے، یہ توقع ہی نہ رکھتے تھے کہ خیبر کے یہودیوں پر مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوگا کیونکہ وہ بڑے صاحب قوت اور بڑے ساز و سامان والے اور کثیر التعداد تھے لیکن مورچوں میں بیٹھے ہوئے ان یہودیوں کے لئے جو کچھ ہوا وہ ایک اچھا واقعہ تھا اس لئے ان میں سے بعض نے اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی، اور بعض نے جزیہ دیا اور بعض نے مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کیا اور وادی القرئی کے یہودیوں کی طرح جنگ کے بعد اطاعت اختیار کی۔

خیبر آنے سے قبل، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی مجیبہ بن مسعود کو، فدک کے یہودیوں کی طرف بھیجا کہ وہ ان کے سامنے اسلام کو پیش کرے اور انہیں اسلام میں

### فدک کے یہودیوں

کا

### اطاعت اختیار کرنا

داخل ہونے کی دعوت دے تاکہ وہ سلامی سوسائٹی میں شامل ہو جائیں لیکن فدک کے یہودیوں کو یقین تھا کہ مسلمان، خیبر کے حملے میں ناکام ہو جائیں گے اس لئے انہوں نے، دعوت اسلام کے مقابلہ میں بہت خباثت اور مال مٹول سے کام لیا، اور آپ کے اہلچی کو کوئی قطعی جواب نہ دیا گو یا وہ مسلمانوں پر یہودیوں کے غالب آنے کی خبر کے منتظر تھے تاکہ اسلام کے قبول کرنے سے انکار کا اعلان کر دیں لیکن انہیں اچانک معلوم ہوا کہ قلعہ ناعم کے یہودیوں نے اطاعت اختیار کر لی ہے (جو خیبر کے طاقتور ترین یہودی تھے) تو ان کا مورال گر گیا اور انہوں نے نصف زمین پر مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر آئے تو آپ نے اس کے قریب آکر، مجیبہ بن مسعود کو فدک کی طرف بھیجا کہ اہل فدک کو دعوت اسلام دو اور انہیں ڈاؤ کر آپ اہل خیبر کی طرح ان سے جنگ کر کے ان کے صحن میں اتر جائیں گے، مجیبہ نے بیان کرتا ہے کہ میں ان کے پاس گیا اور ان کے ہاں دو دن ٹھہرا وہ انتظار کر رہے تھے وہ کہتے کہ النظاہ میں

عامر، یاسر، اسیر اور عارت موجود ہیں اور یہودیوں کا سردار مرحب بھی ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے صحن کے قریب بھی نہیں پھینکیں گے، خیر میں دس ہزار جانبازیں، محیصہ کہتا ہے جب میں نے ان کی خباثت کو دیکھا تو ویسی کا ارادہ کیا، وہ کہنے لگے ہم تمہارے ساتھ آدمی بھیجتے ہیں جو ہمارے لئے صلح کریں گے۔ ان کا خیال تھا کہ خیر کے یہودی محفوظ رہیں گے۔ وہ اسی حالت میں تھے کہ ان کے پاس اہالیانِ قلعہ ناعم اور ان کے بہادروں کے قتل ہونے کی اطلاع آگئی..... جس نے ان کی کمر توڑ دی اور وہ محیصہ سے کہنے لگے ہم نے تم سے جو باتیں کی ہیں انہیں پوشیدہ رکھنا ہم تمہیں زیور دیں گے اور انہوں نے اپنی عورتوں کے بہت سے زیورات اکٹھے کر لئے محیصہ بیان کرتا ہے کہ جو باتیں میں نے تم سے سنی ہیں، ان کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوگئی ہے پھر جو باتیں انہوں نے کی تھیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادیں، محیصہ کہتا ہے کہ یہودی وفد کے ساتھ ان کا ایک سردار یوشع بن نون بھی مذاکرات کے لئے آیا تھا۔

مورخین نے مذکورہ کے یہودیوں کے اطاعت اختیار کرنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس شرط پر مصالحت کی کہ آپ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک کے یہودیوں کے ساتھ کیے مصالحت کی

ان کے خون کی حفاظت کریں، یہاں اور انہیں جلا وطن کر دیں اور وہ آپ کے اور اموال کے درمیان حائل نہیں ہوں گے تو آپ نے ایسا ہی کیا اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات پیش کی کہ وہ اپنے علاقے سے چلے جاتے ہیں لیکن آپ کو ہمارے اموال پر کوئی اختیار نہ ہوگا، لیکن جب ان کی علیحدگی ہوئی تو انہوں نے اگر مال کے حصے لئے مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور بعض مورخین کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آخری پیش کش کو مسترد کر دیا تو انہوں نے مقادمت کرنے کا فیصلہ کر لیا، تو آپ کے نامندے محیصہ بن مسعود نے انہیں کہا۔ تمہارے پاس نہ کوئی محفوظ جگہ ہے نہ جوان ہیں نہ قلعے، اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف سوجوان بھی بھیج دیئے تو

وہ تمہیں ہانک کر آپ کے پاس لے جائیں گے، اس وقت انہوں نے صلح کرنی چاہی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نصف زمین پر صلح کی، واقدی بیان کرتا ہے کہ یہ قول زیادہ پابدار ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان، بغیر اس کے کہ آپ ان کے پاس اپنی فوج لے کر جائیں، صلح، مکمل ہو گئی اور وہ مسلسل اسی پوزیشن میں رہے یہاں تک کہ حضرت عمر بن الخطاب نے اپنے دورِ خلافت میں خیبر کے یہودیوں کے ساتھ فدک کے یہودیوں کو بھی جلاوطن کرنے کا فیصلہ کیا، آپ نے مال اور اقتصادیات کے ماہر صحابہؓ کو فدک کے کھیتوں اور اس کی تمام اراضی کی قیمت لگانے کے لئے بھیجا جب ان کی قیمت کا اندازہ مکمل ہو گیا تو خلیفہ وقت نے فدک کے یہودیوں کو نصف قیمت ادا کر دی جو پچاس ہزار یا اس سے کچھ زیادہ تھی، پھر انہیں خیبر کے یہودیوں کے ساتھ شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔ جیسا کہ اس کتاب کی فصل اول میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

وادی القریٰ، خیبر اور مدینہ کے درمیان واقع ہے  
یہ ایک سرسبز وادی ہے جہاں بڑے بڑے

## وادی القریٰ کی فتح

کھیت اور بے شمار چشمنے ہیں، فتح خیبر کے وقت یہاں پر یہودیوں کی ایک جماعت رہتی تھی جو بہت طاقتور تھی، یہی وجہ ہے کہ سقوطِ خیبر کے بعد اس وادی کے یہودیوں نے ہی مسرف مسلمانوں کی اطاعت اختیار کرنے سے انکار کیا اور بنوک شمشیر ان کی مقاومت کرنے کا فیصلہ کیا..... خیبر کے یہودیوں کی طرح، وادی القریٰ کے یہودی بھی گڑھیوں اور جنگی قلعوں میں پناہ لیتے تھے، نیز انہوں نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ان بُت پرست عربوں سے بھی مدد طلب کی جو خیبر سے وادی القریٰ کے رستے میں پڑتے تھے، اور عملاً بہت سے بُت پرست عرب، وادی القریٰ کے یہودیوں سے مل گئے اور محض مسلمانوں کے وادی تک پہنچنے پر ہی وہ ان سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ  
دستور تھا کہ آپ انتباہ کرنے اور

## یہودیوں کا جنگ کی ابتداء کرنا

حجت کرنے اور اسلام پیش کئے بغیر کسی سے جنگ نہیں کرتے تھے اگر وہ اسلام قبول کر لیتے، تو

ان سے جنگ کرنے سے رُک جاتے اور انہیں اسلامی سوسائٹی کا ایک حصہ سمجھتے، مگر وادی القرئی کے یہودیوں نے آپ کو اسلام پیش کرنے کا موقع ہی نہ دیا تاکہ آپ ان کی خونریزی سے رُک جاتے، جو نہی اسلامی فوج وادی القرئی پہنچی، ابھی اس نے کجاوے بھی نہیں آتا تھے اور جنگ کے لئے تیار بھی نہیں ہوئی تھی (تو یہودیوں نے اس پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام مدغم تھا، اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اتارتے ہوئے کسی یہودی کا تیز آنگار۔

## جنگ کیلئے مسلمانوں کی تیاری

اسی وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو جنگ

کے لئے تیار کیا اور ان کی صف بندی کی، اور دستے بنائے اور معرکہ میں حصہ لینے کے لئے اپنے چنیدہ صحابہ میں جھنڈے تقسیم کئے، آپ نے اپنا جھنڈا، خنزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ کو دیا اور ایک جھنڈا حضرت حباب بن منذر کو دیا اور ایک جھنڈا حضرت عباد بن بشر کو دیا اور ایک جھنڈا حضرت ہبل بن حنیف کو دیا تاکہ وہ جاننازوں کی قیادت کا کام سنبھالیں۔

## یہودیوں کو دعوتِ اسلام

باوجودیکہ وادی القرئی کے یہودیوں نے جارحیت میں ابتداء کی تھی پھر بھی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جنگ کرنے میں جلد بازی سے کام نہیں لیا بلکہ آپ کی آرزو تھی کہ ان کی خونریزی نہ ہو اور ان یہودیوں کو ہدایت نصیب ہو، آپ نے انہیں دخولِ اسلام کی دعوت دی اور انہیں یقین دلایا کہ اگر انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو وہ اپنے اموال کو محفوظ کر لیں گے اور ان کی خونریزی بھی نہیں ہوگی اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔

مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

مصالحانہ دعوت کا جواب، وادی القرئی

کے یہودیوں نے جنگ کو بھڑکانے کی

صورت میں دیا، انہوں نے آپ کی

دعوت کو رد کر کے جنگ کے لئے جلدی

## یہودیوں کا دعوتِ اسلام

### کو رد کرنا اور

## جنگ کے لئے جلدی کرنا

کی اور ان کا ایک شہسوار قلعوں سے باہر آکر مبارزت طلب کرنے لگا، اس کے مقابلہ میں حضرت



دبیر بن عوام نکلے اور اُسے قتل کر دیا پھر ایک اور شہسوار نکلا، اُسے بھی حضرت زبیر نے مقابلہ میں نکل کر قتل کر دیا پھر ایک اور یہودی نکلا، اس کے مقابلے میں حضرت علی بن ابی طالب نکلے اور اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر اور دو شہسوار نکلے، ان دونوں کے مقابلے میں حضرت ابو جہز نکلے آپ نے یکے بعد دیگرے دونوں کو ڈھیر کر دیا۔ یہ مبارزت مسلسل جاری رہی یہاں تک کہ یہودیوں کے گیارہ آدمی مارے گئے، جب کبھی ان کا آدمی مارا جاتا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بقیہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے، مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان شام تک مسلسل جنگ جاری رہی اور جب نماز کا وقت آجاتا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے اور ہر نماز کے بعد یہودیوں کو دعوت اسلام دیتے لیکن وہ انکار کرتے رہے اور مسلسل لڑتے رہے۔

## یہودیوں کا اطاعت کرنا

دوسرے دن مسلمانوں نے یہودیوں

پر بڑا تباہ کن حملہ کیا، ابھی سورج نیرہ

بھر بھی بلند نہ ہوا تھا کہ یہودیوں نے اطاعت کا اعلان کر دیا اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا، وادی القریٰ کو زبرد قوت فتح کیا گیا اور یہ پوری کی پوری وادی مسلمانوں کو فقیہت میں ملی۔

اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی القریٰ کے یہودیوں سے بھی خیبر کے مغلوب یہودیوں کی طرح سلوک کیا، مگر اطاعت اختیار کرنے کے بعد آپ نے وادی القریٰ کے کسی یہودی کو قتل نہیں کیا، آپ نے وادی القریٰ کے

## وادی القریٰ میں

## یہودیوں سے کو

## رہنے کی اجازت دینا

یہودیوں کو، وادی میں رہنے کی اجازت فرمائی اور کھجوروں اور زبین کو ان کے پاس رہنے دیا کہ وہ اس کی دیکھ بھال کریں اور اس میں کاشت کاری کریں اور اس کے معاوضہ میں اس کی نصف آمدنی لیں۔ جیسا کہ آپ نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ کیا تھا، آپ نے وادی القریٰ میں فقط چار روز قیام کیا، مجھے معلوم نہیں کہ کسی مورخ نے یہ ذکر کیا ہو کہ مسلمانوں نے وادی القریٰ کے یہودیوں کی عورتوں اور بچوں میں سے کسی ایک فرد کو بھی قیدی بنایا ہو، معلوم ہوتا ہے کہ

وہ معالیٰ لینے میں کامیاب ہو گئے تھے جیسا کہ خیبر کے نصیب ثانی کے یہودی کامیاب ہو گئے تھے، وادی القریٰ کے یہودیوں کے اطاعت اختیار کرنے سے جزیرہ عرب میں یہودیوں کے سب سے طاقتور مورچے کا خاتمہ ہو گیا جس نے سقوط خیبر کے بعد مسلمانوں کا مقابلہ کیا تھا۔

## تیمار کے یہودیوں کا جزیرہ ادا کرنا

طادی تیمار جزیرہ کے شمال

مغربی حصے میں واقع ہے

کچھ یہودی رہتے تھے جو بڑے صاحب قوت تھے اور ان کے قلعے پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے ان کے متعلق توقع تھی کہ وہ کچھ مقاومت کریں گے مگر جب انہیں یہ خبر ملی کہ خیبر منہک اور وادی القریٰ نے مسلمانوں کی اطاعت اختیار کر لی ہے تو انہوں نے اپنی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صلح کی درخواست کی اور مسلمانوں کو جزیرہ دینے کی بھی پیشکش کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جزیرہ کو قبول کر لیا اور ان کے اموال ان کے پاس ہی رہنے دیئے اور مسلمانوں نے ان کی کسی چیز پر قبضہ نہ کیا کیونکہ وہ جزیرہ دینے سے اہل ذمہ (موسلم) میں جزیرہ دے کر رہنے والے غیر مسلم) ہو گئے تھے ان کی پنشن اس جنگ باز دشمن کی نہ تھی جو جنگ کے بعد اطاعت اختیار کرتا ہے..... اس لئے جب حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں خیبر کے یہودیوں کو جلا وطن کیا، تو تیمار کے یہودیوں کو جلا وطن نہ کیا بلکہ ان کو ان کے گھروں میں آزاد چھوڑ دیا کیونکہ وہ اہل ذمہ تھے اور ان سے کوئی ایسی بات بھی سرزد نہ ہوئی جو اس عہد کو توڑنے کا باعث بنتی، جس کے مطابق مسلمانوں نے ان کے خون کی حفاظت کی اور ان کے اموال کے ذمہ دار بنے رہے۔

## قبیلہ فزارہ کی سازش

غطفان کا فزارہ قبیلہ، نجدی قبائل

میں سے سب سے زیادہ کوشش اور

مسلمانوں پر سب سے بڑھ کر سخت مہم، اس نے اپنے سردار عینیہ بن حصین کی قیادت میں سازش کی کہ وہ خیبر کے یہودیوں کی چار ہزار جانباڑوں سے مدد کریں تاکہ وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ان کے ساتھ ہوں جیسا کہ اس کتاب میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے نیز غطفان کے قبائل (خاص کر فزارہ) اپنے آپ کو خیبر کے یہودیوں کا حلیف و دل سمجھتے تھے، عینیہ نے دوبارہ یہودیوں کی مدد کرنے کی کوشش کی لیکن وہ وقت گزر جانے کے بعد خیبر پہنچا

اس نے دیکھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ خیبر کے تمام نواح پر قابض ہو چکے ہیں تو وہ ناکامی و نامرادی کا دامن گھسیٹتا ہوا اپنے ساتھیوں کے ساتھ غطفان کی طرف واپس آ گیا۔

### فزارہ کا

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم،  
کاراستہ روکنے کی کوشش کرنا  
اور آپ کا اسے چیلنج دینا

بادجو دیکھ فزارہ کے خیبری حلیفوں  
پر تباہ کن شکست نازل ہو چکی تھی  
اور اس شکست کی وجہ سے اس  
کی امیدوں پر پانی پھر گیا تھا، پھر  
بھی اس قبیلہ کے جوانوں کو مسلمانوں  
پر حملہ کرنے اور ان پر غالب آنے

کی امید بھاتی رہی، لہذا فزارہ نے، عینیہ بن حصن کی قیادت میں فیصلہ کیا کہ خیبر سے واپسی پر مسلمانوں پر حملہ کیا جائے اس غرض کے لئے، انہوں نے ان علاقوں سے جو مدینہ کی طرف توابس آتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں پڑتے تھے، بہت سی فوجوں کو اکٹھا کیا، جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ فزارہ آپ سے جنگ کرنے کا خواہاں ہے تو آپ نے اسے چیلنج دیا اور ایک جگہ مقرر فرمایا کہ وہ وہاں پر اس کے جوانوں سے جنگ کریں گے، اس نبوی چیلنج کے پہنچتے ہی فزارہ کے لیڈروں کے قوی جواب دے گئے اور وہ سخت خوفزدہ ہو گئے اور اپنے فیصلے سے روگردان ہو گئے اور بھاگ گئے اور جب انہیں پتہ چلا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب اپنی فوج کے ساتھ مراج کر دیا ہے تو وہ خوفزدہ ہو کر آپ کے رستے سے ہٹ گئے، معلوم ہوتا ہے کہ فزارہ کے لیڈروں نے مسلمانوں کو ڈرنے کے لئے ان سے جنگ کرنے کا اعلان کیا تھا کہ وہ ان کا راستہ کاٹ دیں گے تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیڈروں سے گفتگو کرنے پر آمادہ ہو جائیں اور ان کا راستہ چھوڑ دینے پر انہیں کچھ مال دیں کیونکہ وہ ہمیشہ اس بات کا تذکرہ کرتے تھے کہ معرکہ خیبر سے قبل، کیسے آپ نے ان کے سامنے یہ پیش کش کی تھی کہ اگر وہ ان کے اور یہودیوں کے درمیان راستہ چھوڑ دیں اور ان کی مدد نہ کریں بلکہ غیر جانبدار رہیں تو آپ انہیں اس کے عوض میں خیبر کے بھل دیں گے لیکن اب وہ بات نہ رہی تھی کیونکہ خیبر پر حملہ

کے وقت آپ کی جو پوزیشن تھی وہ اہم تھی اور خیبر سے واپسی کے وقت آپ کی پوزیشن اہم تھی، خیبر پر حملہ کے وقت آپ بڑی تنگ حالت میں تھے اس تنگی میں آپ کو، فطغان کے اس اصرار نے ڈالا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف چار ہزار جانبازوں سے یہودیوں کی مدد کرے گا، اس بات نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی فوج کو دو آگوں کے درمیان ڈال دیا تھا..... یہود کے جانبازوں کی تعداد دس ہزار تھی اور فطغانی بھی فزارہ کے سردار کی قیادت میں چار ہزار جانبازوں پر مشتمل تھے اور ان دونوں کے درمیان، مسلمانوں کی تعداد چودہ سو جانبازوں سے زیادہ نہ تھی اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور ہو کر فطغان کے لیڈر اور فزارہ کے سردار، عینہ بن حصن کو، یہود اور مسلمانوں کے درمیان ہونے والی جنگ میں غیر جانبداری اختیار کرنے کے مقابل، خیبر کے پھلوں کی پیش کش کی، لیکن فطغان نے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا، اس کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معرکہ جیت لیا اور پورے خیبر اور تمام نخل میں دخیل یہودیوں کے وجود کو بے حیثیت بنا دیا اور اب آپ اپنی فوج کے ساتھ خیبر پر شاندار اور تباہ کن فتح حاصل کر کے واپس آئے تھے اب آپ کی شان ہی اور تھی، دس ہزار یہودی جانبازوں کی حد سے بڑھی ہوئی فوج کو کچلنے کے بعد اب آپ کو نہ فزارہ کا خوف تھا نہ فطغان کا، آپ نے ساز و سامان والوں کو کثیر التعداد اور بلند اور مضبوط قلعوں والوں کو شکست دے دی تھی..... اس لئے جب فزارہ نے آپ کی واپسی پر آپ کے دستے میں فوجوں کو اکٹھا کر دیا تو آپ بالکل خوفزدہ نہ ہوئے بلکہ آپ نے جلیج دے کر اس کا مقابلہ کرنے کے لئے جگہ بھی مقرر کر دی مگر وہ بھاگ گیا اور وہ راستہ بھی چھوڑ گیا جس میں اس نے آپ کو روکنے کا فیصلہ کیا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپسی پر مسلسل چلتے ہوئے مدینہ پہنچ گئے اور علاقے کے اطراف میں سے کوئی ایک بھی آپ کی راہ میں حائل ہونے کی جرأت نہ کر سکا۔

**مکہ میں دو چھپے شرط کا واقعہ** قریش مکہ راجن میں مسلمانوں کے دوست اور دشمن دونوں شامل تھے

معرکہ خیبر کے نتائج پر نظر کے ہوئے تھے کہ یہ معرکہ کفر و ایمان کی جنگ کا قطع فیصلہ کرنے والا اور عہد نبوی کے اس مفہوم پر نظر ناک معرکہ کے نتائج کی روشنی میں یہ بات طے ہوگی کہ

دونوں دھڑوں کا آخری انجام نہ صرف خیبر میں بلکہ تمام جزیرہ عرب میں کیا ہوگا، کیوں کہ اس وقت جزیرہ عرب میں یہودی خیبر اور ان کے فطفاقی حلیفوں سے بڑھ کر، تعداد، تیاہی اور قلعوں کی مضبوطی کے لحاظ سے جن میں خیبر کے یہودی پناہ لے لیتے تھے، مسلمانوں کا اور کوئی دشمن نہ تھا نیز شجاعت اور سخت جنگ کرنے میں بھی خیبر کے یہودی جزیرہ عرب کے تمام یہودیوں سے ممتاز تھے اس لئے اہل مکہ خیبر کے معرکوں کی خبروں کا بڑے اہتمام سے جاننے لے رہے تھے،

معرکہ خیبر کی اہمیت کے پیش نظر قریش کی محفلوں میں، اس معرکہ اور اس کے نتائج کے متعلق ہی باتیں ہوئیں اور اکثر ان کی مداخلت میں یہ جھگڑا ہو جاتا کہ اس فیصلہ

## معرکہ کے نتائج کے متعلق جھگڑا اور شرط

کن معرکہ میں فتح کس کو حاصل ہوگی، مسلمانوں کو، یا یہود کو،

مشرکین مکہ کے ایک فریق کا سردار حویطب بن عبدالمزی تھا، یہ فریق اس بات پر اصرار کرتا کہ اس معرکہ میں مسلمانوں کو، یہودیوں اور ان کے حلیفوں پر فتح حاصل ہوگی، اور دوسرے فریق کا سردار مغولان بن امیہ تھا، یہ فریق اس کے برعکس مسلمانوں پر یہودیوں اور ان کے حلیفوں کو فتح قرار دیتا تھا۔

مکہ میں فریقین کے درمیان یہ جھگڑا اس حد تک پہنچ گیا کہ انہوں نے ایک سواڈینیوں

کی شرط لگا دی کہ جس فریق کا قتل سپانابت ہو وہ سواڈینیوں لے لے، معرکہ خیبر کی خبروں کے حصول کے لئے سادات مکہ نے یہ اہتمام کیا کہ وہ سواروں سے ان معرکوں کی خبریں حاصل کرنے کے لئے مکہ سے کئی میل باہر چلے جاتے، اب یہاں اس جگڑے اور اس دلچسپ شرط کا تقاضا مادی سے سنتے ہیں وہ بیان کرتا ہے کہ محمد سے عبدالرحمن بن عبدالمزی نے مہمانداری کی بکر بن حزم سے بیان کیا کہ اس نے اس شرط کے متعلق پوچھا جو قریش کے درمیان اس وقت گئی تھی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف گئے تھے وہ کہتا ہے کہ حویطب بن عبدالمزی کہتا تھا کہ جب میں صلح حدیبیہ سے واپس آیا تو مجھے یقین تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مغرب ہو

غالب آجائیں گے اور شیطان کی غیرت میرے دین کے ساتھ ہے گی، ہمارے پاس عباس بن مرکاس سلمی نے آکر بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہود خیبر کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے بڑی جمعیت اکٹھی کر لی ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کامیاب نہیں ہوں گے، عباس نے کہا یہاں تک کہا کہ جو چاہے میں اس کی بیعت کرتا ہوں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کامیاب نہیں ہوں گے، میں نے کہا، میں تجھ سے شرط لگاتا ہوں، صفوان بن امیہ نے کہا، عباس میں تیرے ساتھ ہوں اور نوفل بن معادیہ نے بھی کہا، عباس میں تیرے ساتھ ہوں، قریش کی ایک پارٹی میری طرف مائل ہو گئی تو ہم نے پانچ اونٹوں سے لے کر ایک سو اونٹ تک شرط لگائی، میں اور میری پارٹی کہتی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غالب آئیں گے اور عباس اور اس کی پارٹی کہتی کہ غطفان اور یہود غالب آئیں گے شدید جھگڑے کی وجہ سے آواز بلند ہوئی تو ابوسفیان بن حرب نے کہا، لات کی قسم مجھے عباس بن مرکاس اور اس کی پارٹی کے متعلق خدشہ ہے تو صفوان نے ناراض ہو کر کہا میں نے تجھے مخالف پایا ہے تو ابوسفیان نے اس کو خاموش کروا دیا یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غالب آنے کی اطلاع آگئی تو حویطب اور اس کی پارٹی نے شرط جیت لی، مورخین کہتے ہیں کہ خیبر کے متعلق قسمیں کھائی جاتی تھیں، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف گئے تو اہل مکہ میں سے بعض کہتے کہ خیبر میں دونوں حلیف اسد، غطفان اور یہودی غالب آئیں گے کیونکہ یہودیوں نے اپنے حلیفوں سے مدد مانگی تھی اور انہیں خیبر کے ایک سال کی کھجوریں دینے کا وعدہ کیا تھا اس بارے میں ان کے درمیان بڑے بڑے عہد و پیمان ہوئے تھے۔

## حجاج بن علاط کا واقعہ

حجاج بن علاط سلمی ثم الغہری اپنی لوٹ مار کے سلسلے میں نکلا ہوا تھا کہ اسے

پتہ چلا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں ہیں تو وہ مسلمان ہو کر خیبر میں رسول کریم صلی اللہ

سے حجاج بن علاط ابن خالد سلمی ثم الغہری یہ پہلا شخص ہے جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بنی سلیم کی کان کا صدقہ بھیجا، شام کے معرکوں میں شامل ہوا اور اہل شام کی طرف سے حضرت عمر کی خدمت میں اس وقت نمائندہ بن کر آیا جب آپ نے انہیں لکھا کہ اپنے (باقی اگلے صفحہ پر)

علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو گیا، ام شیبہ بنت میسر بن ہاشم، مصعب عبدی کی بہن اس کی بیوی تھی، حجاج بڑا سرمایہ دار آدمی تھا۔ اس کی ارض بنی سلیم میں سونے کی کانیں تھیں۔ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر اپنی بیوی سے اپنا مال لے لوں، اگر اُسے میں سے اسلام لانے کا علم ہو گیا تو میں اس سے کچھ نہیں لے سکوں گا، آپ نے اُسے اجازت دے دی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ باتیں کہنے بغیر چاہ نہیں آپ نے اُسے اجازت دی کہ جو چاہو کہو، حجاج بیان کرتا ہے کہ جب میں حرم میں پہنچا تو میں نیچے اُترا تو میں نے ثنیۃ البیضاء میں قریش کے آدمیوں کو خبروں کی ٹوہ لگاتے دیکھا، انہیں یہ اطلاع مل چکی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف چلے گئے ہیں اور انہیں پتہ تھا کہ خیبر، حجاز کا سبزہ زار اور محفوظ علاقہ ہے وہاں پر آدمی اور اسلحہ بھی موجود ہے۔ وہ خبروں کی ٹوہ لگتا ہے تھے حالانکہ ان کے درمیان کوئی شرط نہ لگی تھی جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے خدا کی قسم حجاج بن علاط کے پاس کوئی خبر ہو گی کہنے لگے، اے حجاج ہمیں پتہ چلا ہے کہ رشتوں کو قطع کرنے والا یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، یہود کے علاقے اور حجاز کے سبزہ زار کی طرف چلا گیا ہے، میں نے جواب دیا کہ مجھے بھی پتہ چلا ہے کہ وہ خیبر کی طرف گئے ہیں، میرے پاس تمہارے لئے ایک خوشگن خبر ہے تو وہ میری سواری کے ارد گرد اکٹھے ہو کر کہنے لگے، حجاج، ہمیں وہ خبر بتاؤ، میں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے ساتھیوں کو، آج تک اہل خیبر کی طرح اچھی طرح جنگ کرنے والی قوم سے پالا نہیں پڑا، انہوں نے عربوں میں گھوم پھر کر آپ کے مقابلہ کے لئے دس ہزار آدمیوں کو جمع کیا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایسی شکست ہوئی ہے کہ اس قسم کی شکست کی بابت کبھی سنا بھی نہیں گیا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قید کر لیا گیا ہے اور یہودی کہتے ہیں کہ ہم اسے اس وقت تک قتل نہیں کریں گے جب تک اسے مکہ نہ لے جائیں پھر ہم اسے ان لوگوں کے بدلہ میں قتل کریں گے جو اس نے ان میں سے اور ہم میں سے قتل کئے ہیں اور مسلمان تمہاری طرف اپنے اپنے قبیلوں میں امان طلب کرتے ہوئے واپس آئے ہیں اور اپنے پہلے دین کو

بقیہ حاشیہ: اشرف میں سے کوئی آدمی میری طرف بھیجا، حجاج، حضرت عمرؓ کے مہد خلافت میں فوت ہوا۔

ہی اپنا رہے ہیں پس تم ان کی بات نہ ماننا جو کچھ انہوں نے تمہارے ساتھ کرنا تھا وہ کر چکے  
 ہیں۔ حجاج کہتا ہے کہ انہوں نے مکہ میں شور ڈال دیا اسکا کہ ہمارے پاس خبر آئی ہے محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی تمہارے سامنے لایا جاتا ہے میں نے کہا کہ میرے قرضداروں سے میرا  
 مال جمع کرنے میں میری مدد کرو، میں چاہتا ہوں کہ میں ان لوگوں کے پاس جنہیں محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم امان کے صحابہ نے شکست دی ہے اور دوسرے تاجروں سے پہلے پہنچ جاؤں، تو  
 انہوں نے مجھے نہایت احسن طریق پر میرا مال اکٹھا کر دیا، پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا،  
 اس کے پاس بھی میرا مال تقاضا میں نے اُسے کہا مجھے میرا مال دے دو تاکہ میں خیبر چلا جاؤں  
 اور جن لوگوں نے مسلمانوں سے شکست کھائی ہے ان کے پاس دوسرے تاجروں سے پہلے  
 پہنچ جاؤں تاکہ مجھے تجارت میں نقصان نہ ہو، عباس بن عبدالمطلب یہ بات سن کر کھڑے ہو  
 گئے توڑ کھڑ گئے اور کھڑے نہ ہو سکے اور ڈر گئے کہ کہیں انہیں گھر میں داخل کر کے ایذا نہ  
 دی جائے اور انہیں پتہ چل گیا کہ انہیں تکلیف پہنچائی جائے گی تو آپ لیٹ گئے اور  
 اپنے گھر کے دروازے کو کھول دینے کا حکم دے دیا اور اپنے بیٹے فطم کو بلا یا وہ حضرت  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم شکل تھا اور آپ خود بلند آواز سے شعر پڑھنے لگے تاکہ دشمن خوش  
 نہ ہوں، عباس کے دروازے پر ٹمکن اور خوش اور مسلم مرد اور عورتیں جو کفر کے غلبے سے مقہور  
 ہو گئے تھے، آئے، جب مسلمانوں نے حضرت عباس کو خوش باش دیکھا تو وہ بھی خوش ہو گئے  
 امان کی طاقت میں اضافہ ہو گیا، عباس نے اپنے ایک غلام ابوزبینہ کو بلا کر کہا کہ حجاج کے  
 پاس جاؤ اور ہاں سے جا کر کہو، عباس کہتا ہے کہ تو نے جو خبر دی ہے اس سے اللہ تعالیٰ  
 کی شان بہت بلند ہے، کیا وہ خبر سچی ہے وہ اس کے پاس آیا تو حجاج نے کہا، ابوالفضل  
 سے کہنا کہ آپ نے مجھے اپنے بعض گھرانوں میں بڑی عزت دی ہے آپ جو بات پسند کرتے  
 ہیں، میں آپ کے پاس ظہر کے وقت اس کی خبر لے کر آؤں گا پس آپ میری بات کو پوشیدہ  
 رکھیں، ابوزبینہ، عباس کو خوش خبری دیتے ہوئے آیا اور کہنے لگا میں آپ کو ایسی  
 خوشخبری دیتا ہوں جو آپ کو خوش کرنے کی تو عباس ایسے ہو گئے گویا انہیں کوئی تکلیف  
 ہی نہ تھی ابوزبینہ آپ کے پاس آیا تو عباس نے اُسے گلے لگایا اور آزاد کر دیا، اس نے  
 عباس کو، حجاج کی بات بتائی عباس نے کہا بھڑے اللہ دس غلاموں کا آزاد کرنا فرض



ہے، جب ظہر کا وقت ہوا حجاج نے آکر عباس کو خدا کا واسطہ دے کر کہا کہ تمہیں دن تک میرے پاس رہنا پڑے گا، عباس نے اسے یقین دلایا تو اس نے کہا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں میرا مال، میری بیوی کے پاس تھا اور لوگوں کے ذمہ کچھ قرض بھی تھا، اگر ان لوگوں کو میرے اسلام لانے کے متعلق علم ہو جانا تو وہ مجھے میرا مال نہ دیتے، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ آپ خیبر کو فتح کر چکے ہیں خیبر میں خدا اور اس کے رسول کے تیرے ہیں اور جو کچھ خیبر میں تھا آپ نے اسے نکال کر قبضہ میں کر لیا ہے، آپ نے جی بن اخطب کی بیٹی سے شادی کر لی ہے اور ابن ابی الحقیق کو قتل کر دیا ہے، واقدی بیان کرتا ہے جس شام کو حجاج چلا گیا تو عباس پر وہ اتنی طویل ہو گئیں اور وہ کہنے لگے اے حجاج تو جو کہتا ہے میں اسے دیکھ رہا ہوں، میں خیبر کو جانتا ہوں وہ حجاز کا سبزہ زار ہے اس نے ساز و سامان والے لوگوں کو اکٹھا کر لیا ہے اور وہ لوگ بڑے محفوظ ہیں، تو نے جو بات کہی ہے کیا وہ سچ ہے؟ اس نے کہا تھا خدا کی قسم ایک دن رات میرے پاس میں یہ بات پوشیدہ رکھنا۔

واقعی بیان کرتا ہے، جب مدت گزر گئی اور لوگ شرط کے متعلق مضطرب تھے تو عباس نے ایک محلہ زیب تن کیا اور خوشبو لگائی اور ہاتھ میں چھڑی لی اور چل کر حجاج کے دروازے پر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی بیوی نے کہا ابو الفضل اندر نہ آنا، عباس نے دریافت کیا حجاج کہاں ہے اس نے جواب دیا وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غنائم کو خریدنے گیا ہے جو انہیں یہودیوں سے ملی ہیں تاکہ دوسرے تاجر اس سے پہلے وہاں نہ پہنچ جائیں۔

عباس نے اسے کہا جب تک تو اس کے دین کی پروا نہ بنے وہ تیرا خاندان نہیں ہے وہ مسلمان ہو گیا ہے اور وہ فتح خیبر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ وہ تجھ سے اور اپنے رشتہ داروں سے اپنا مال لے کر اس لئے بھاگ گیا ہے کہ کہیں وہ اس سے چین نہ لیں اس نے کہا ابو الفضل کیا یہ بات سچ ہے، عباس نے کہا خدا کی قسم سچ ہے۔ اس نے کہا، روشن ستاروں کی قسم آپ سچ کہتے ہیں پھر وہ اپنے اہل کو خبر دینے کے لئے چلی گئی، عباس، مسجد کی طرف واپس آگئے اور قریش، حجاج کی باتوں پر واپس میں گفتگو کرنے لگے،

جب انہوں نے عباس کی حالت کو دیکھا تو آپس میں آنکھوں سے اشکے کرنے لگے اور ان کے صبر پر متعجب ہونے لگے، پھر آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا تو قریش نے کہا اے ابوالفضل خدا کی قسم اس شدید معصیت میں یہ صبر، تین دن سے آپ کہاں تھے کہیں نظری نہیں آئے، عباس نے جواب دیا خدا کی قسم وہ بات نہیں ہے جس کی تم نے قسم کھائی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کر لیا ہے اور ان کے بادشاہ حبیب بن اخطب کی بیٹی سے شادی کر لی ہے اور بنی ابی الحقیق جو شہر میں نصیر کے سردار تھے اس نے ان کو تلواریں سے قتل کر دیا ہے اور حجاج کی بیوی آپس اس کا جو مال تھا وہ اُسے لے کر بھاگ گیا ہے انہوں نے پوچھا آپ کو یہ خیبر کس نے دی ہے، عباس نے کہا میرا دل اس کو سچ کہتا ہے اور مجھے اس پر اعتماد ہے انہوں نے اس کے گھر آدمی بھیجا تو پتہ چلا کہ حجاج اپنا مال لے کر چلا گیا ہے اور وہ صبح تک اپنے گھر والوں سے پوشیدہ رہا ہے، دریافت کرنے پر انہوں نے تمام باتوں کو درست پایا تو مشرکین بہت ذلیل ہوئے اور مسلمان بہت خوش ہوئے، ابھی پانچ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ قریش کے پاس یہ خبر پہنچ گئی۔

## تحلیل و تجزیہ

اسلامی اور یہودی

فوجوں کے درمیان موازنہ

عہد نبوی میں مسلمانوں نے جن معرکوں میں حصہ لیا، ان

میں انجام کے نقطہ نظر سے معرکہ احزاب سب سے اہم اور خطرناک معرکہ ہے..... کیونکہ اس جنگ کا مقصد مسلمانوں کی ہستی کو نیست و نابود کر دینا تھا..... پس احزاب کی جارحیت کے خلاف مسلمانوں کی کامیابی کو، سب سے بڑی فتح خیال کیا جاتا ہے اس لئے کہ اسلام کی ہستی تیز ہواؤں کے تھپیڑوں سے تباہی کی طرف مائل ہونے کے بعد مضبوطی کے ساتھ قائم ہوئی تھی..... معرکہ احزاب میں مسلمانوں کی کامیابی کا یہ مقام ہے.....

اور معرکہ خیبر میں یہودیوں پر فتح حاصل کرنا (جنگی اندازوں کے مطابق) عہد نبوی کی سب سے بڑی فتح ہے، معرکہ احزاب میں مسلمان، جارحیت کے بعد غالب ہوئے تھے یہ کامیابی انہیں اس لئے حاصل ہوئی کہ وہ معرکہ خیبر میں مندرجہ ذیل امتیازات رکھتے تھے:

۱ : وہ ایک طویل اور وسیع خندق کے پیچھے محفوظ تھے، یہ خندق، احزاب کی فوجوں کو روکنے کے لئے کھودی گئی تھی اسے جنگی دفاعی منصوبوں کے درمیان رکاوٹ کا ایک بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور کثیر حملہ آور فوج جو قبیل فوج پر دفعۃً حملہ کر کے اس کا کام تمام کرنا چاہتی ہے اس کے مقابلہ میں یہ ایک خطرناک روک بن جاتی ہے جیسا کہ تینوں احزاب کے لیڈروں نے جارحیت کا ناکام منصوبہ بنایا تھا..... احزاب کی فوجوں کے سالاروں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ مدینہ میں قبضہ کے منصوبے کی ناکامی کا سب سے بڑا مادی سبب وہ خندق ہے جس سے انہیں اچانک واسطہ پڑا، یہاں تک کہ انہوں نے خندق کے کناروں پر کھڑے ہو کر حیرانی کے عالم میں کہا —

خدا کی قسم یہ ایک چال ہے، عرب تو اس چال کو جانتے بھی نہ تھے۔

۲ : احزاب کی فوجیں حملہ آور تھیں... اور مسلمان مدافعت کرنے والے تھے اور یہ قاعدے کی بات ہے کہ حملہ آور کو زیادہ مصیبت اٹھانی پڑتی ہے..... اور قلعہ بند ہو کر مدافعت کرنے والے کو، حملہ آور سے بہت کم تکلیف اٹھانی پڑتی ہے خواہ اس کی فوج، حملہ آور کی فوج سے بہت کم ہو، ہر دور اور ہر زمانے میں جنگی اندازوں کے مطابق یہ ایک مشہور و معروف بات ہے۔

۳ : باوجودیکہ احزاب، حملہ آور تھے ان کی اور مدافعت کرنے والی مسلمان فوج کی نسبت ایک سدس کی تھی..... اور خیبر کے یہودیوں کی نسبت ایک درپندرہ کی تھی۔

۴ : جنگ بازا احزاب کی فوج میں اعراب بھی شامل تھے جن کی اکثریت کو رسد ملتی تھی، وہ، جان، اہل و عیال اور بچوں کے دفاع کے مقام میں نہ تھے اور نہ ہی وہ عقائد کی جنگ لڑ رہے تھے کہ وہ جنگ میں جان کی بازی لگا دیتے وہ تو صرف غنیمت حاصل کرنے کے لئے جنگ میں شریک ہوئے تھے حالانکہ انہیں کوئی قابل ذکر غنیمت نہیں ملی اس لئے انہوں نے سمجھ لیا کہ اگر وہ خندق میں گھس کر، یہاں پر قبضہ بھی کر لیں تب بھی انہیں ہرگز اتنی

غنیمت نہیں ملے گی جتنے وہ خندق کے کناروں پر، خندق میں داخل ہونے سے قبل، مسلمانوں کی تلواروں سے اپنے آدمی مروادیں گے، لہذا وہ مدینہ پر حملہ کرنے سے باز آگئے اور انہوں نے واپس چلے جانے ہی کو کافی غنیمت خیال کیا۔

۵: جو مسلمان خندق کے پیچھے پڑاؤ کئے ہوئے تھے وہ عقائد کی جنگ لڑ رہے تھے جس کو آج کل کی زبان میں آئیڈیالوجی کہتے ہیں، پس وہ حرمت، اور جان و مال اور عزت کے دفاع کے علاوہ ایک نئی ہستی کا بھی دفاع کر رہے تھے جس کی بقا انہیں اپنی جانوں، مالوں سے بھی زیادہ عزیز تھی اور وہ تھی اسلام کی ہستی، ..... یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خندق کی پناہ لینے کے باوجود، نہایت سخت جنگ لڑی اور احزاب کی فوجیں ان پر جو عدوی تفوق کا امتیاز رکھتی تھیں انہوں نے اس امتیاز کو خاک میں ملا دیا۔

مگر معرکہ خیبر میں صورت حال اس کے برعکس تھی وہاں (صرف فوجی نقطہ نگاہ سے) کوئی ایسا مادی سبب نہ تھا جس سے مسلمان یہودیوں پر فوقیت رکھتے .... بلکہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خیبر میں جنگی لحاظ سے یہودی کی پوزیشن مضبوط تھی اور اس کے ساتھ ساتھ عسکری مادی اندازوں کے مطابق یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ ان کے پاس مسلمانوں پر فتح حاصل کرنے کے تمام اسباب موجود تھے ان میں سے اہم اسباب یہ تھے:

## ۱۔ عدوی تفوق،

یہودی فوجوں کی تعداد کس ہزار تھی اور پانچ ہزار کے قریب ان کے غطفانی حلیف ان کی مدد کر رہے تھے، یہ لوگ معرکہ خیبر کے اختتام پذیر ہونے تک ان کی ریزرو فوج تھے بلکہ انہوں نے یہودیوں کا حلیف ہونے کے لحاظ سے مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کرنا بھی گوشش کی تھی۔

## ۲۔ خوفناک تعداد،

اس خوفناک تعداد کے مقابل، مسلمانوں کی فوج چودہ سو جانبازوں سے زیادہ نہ تھی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس معرکہ میں مسلمانوں کی نسبت، یہودیوں اور ان کے حلیفوں

کے مقابلہ میں ایک درپندرہ کی تھی یہ ایک خوفناک مددی تفوق ہے جس میں کوئی ماہر فوجی شک نہیں کر سکتا اور وہ عام اندازوں کے مطابق جنگ کے نتائج کی توقع رکھتا ہے۔  
 اور وہ یہ کہ یہودیوں کو مسلمانوں پر فیصلہ کن فتح حاصل ہوگی۔

### ۳۔ تیاری اور اسلحہ میں زبردست برتری،

مددی کثرت کے ساتھ ساتھ یہودی، مسلمانوں پر اسلحہ کی عمدگی اور حملہ اور دفاع کی جنگی تیاری میں بھی فوقیت رکھتے تھے۔ اس لئے کہ بے پناہ دولت ان کے ہاتھوں میں تھی جس سے وہ ہر طرح کا اسلحہ حاصل کر سکتے تھے اور ہر طرح کی تیاری بھی کر سکتے تھے۔

### ۴۔ ممتاز جنگی حکمت عملی،

خیبر میں یہودی جنگ باز جس ممتاز جنگی حکمت عملی سے بہرہ ور تھے۔ وہ یہ تھی کہ وہ عمدگی کثرت، تیاری اور اسلحہ برتری کے ساتھ ساتھ ان مضبوط قلعوں میں قلعہ بند تھے، تجربہ شدہ حربی منصوبوں کے تحت پہاڑوں کی چوٹیوں پر بنائے گئے تھے، ان میں داخل ہونا تو گنجا، ان پر حملہ کا اقدام کرنا ہی محال تھا کیونکہ یہ قلعے بلند چوٹیوں پر واقع تھے اور ان کے بڑوں سے اردگرد کی تمام فوجی چوکیاں نظر آتی ہیں اور وہ قریب آنے والے پر بڑی سہولت کے ساتھ تباہ کن تیر برماکتے تھے۔

### ۵۔ غذائی مواد کی کثرت،

یہودیوں نے اپنے قلعوں میں مختلف غذائی مواد کی بڑی مقدار سٹور کر رکھی تھی۔ تاکہ وہ کئی سال ان کے گناہ کے لئے کافی ہو اس کا پتہ ان غنائم کے اعداد و شمار سے لگتا ہے جو ان قلعوں پر قبضہ کے وقت مسلمانوں کے ہاتھ آئے ان قلعوں میں پانی بھی وافر مقدار میں تھا اور ہمیشہ بہتا رہتا تھا جس کی موجودگی میں وہ کئی سال تک مسلسل جنگ لڑ سکتے تھے۔

## ۶۔ شجاعت

خیبر کے یہودی علی الاطلاق، جزیرہ عرب کے تمام یہودیوں سے شجاع تھے مسلمانوں سے لڑتے وقت بھی ان کی شجاعت میں کمی واقع نہیں ہوئی یہ بات ان معرکوں سے ثابت ہے جو انہوں نے اپنے قلعوں کے دفاع میں لڑے بلکہ یہ کہنا ممکن ہے کہ انہوں نے اس وقت تک اپنے قلعوں کو خالی نہیں کیا جب تک ان کے ایک ایک انچ کے لئے زبردست دفاع نہیں کیا... خصوصاً خیبر کے نصف اول کے قلعوں کے لئے، اور اس حقیقت پر سب سے زیادہ یہ بات روشنی ڈالتی ہے کہ ان کے تمام سالار مثلاً مرحب، یاسر، اسیر، حارث اور عامر میدان جنگ میں ہاتھ میں تلواریں پکڑے ہوئے قتل ہوئے،

## ۷۔ دین کا دفاع

یہودیوں کا دین بہت پرانا ہے مگر اس میں بہت تحریریت اور تبدیلی آچکی ہے پھر بھی وہ اسی دین سے مشک کئے ہوئے ہیں اور اس کے لئے اس حد تک تعصب رکھتے ہیں کہ وہ اس سے علیحدگی کی نسبت، ہر چیز کو قربان کر دینا بہتر سمجھتے ہیں، یہودیوں کو اپنے دین کے لئے بڑا تعصب ہے اس کا یقین ان واقعات سے ہوتا ہے جو ہر زمانے میں دیکھے جاسکتے ہیں... اور یہودیوں کو اس دین کے ساتھ اس لئے زیادہ تعصب ہے کہ یہ ایک قومی دین ہے اور بنی اسرائیل اکیلے ہی اپنے آپ کو خدا کا پسندیدہ گروہ سمجھتے ہیں اس وجہ سے وہ اپنے دین کے مقابل، کسی دین کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتے، خیبر کے یہودی، اپنے عقیدہ سے بڑا تعصب رکھتے ہیں اور اس راسخ عقیدہ کا جنگ باز، جنگ میں سخت عناد اور شوق رکھتا ہے، خاص کر جب اُسے یہ دم ہو کہ کوئی خطرہ اس کے دین اور عقیدہ کو ختم کر دے گا اور یہی کام خیبر کے جنگ باز یہودیوں نے کیا۔

## ۸۔ بیوی، بچوں اور مال کی حفاظت کا سبب اپنا اور حکومت

جب خیبر کے یہودی جنگ لڑے تھے تو ان کی عورتیں اور بچے بھی ان کے

ساتھ ہی تھے جن عزیز چیزوں کی انسان حفاظت کرتا ہے یہ ان میں سب سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں ... نیز یہودی بڑے سرمایہ دار تھے اور منقولہ اور غیر منقولہ بڑی جائداد رکھتے تھے اور وہ خیبر میں بڑے صاحبِ عزت اور مطلق العنان بادشاہ تھے اور وہ ان تمام امور کی موجودگی میں اچھی طرح جانتے تھے کہ اس دور کے عالمی جنگی قانون کے مطابق مسلمانوں کے غلبہ کی صورت میں وہ ان تمام باتوں سے محروم ہو جائیں گے اس لئے یہ ایک بدیہی بات تھی کہ ان عوامل کے تحت یہودی جنگ نہایت سخت ہوگی اور اس میں کسی قسم کی مصالحت اور تساہل نہیں ہوگا، اس بات نے مسلمانوں کے لئے عملاً بڑی مصیبت پیدا کر دی اور اسلامی فوج کو خیبر کے یہودیوں کے مقابلہ میں ایک ایسی جنگ لڑنی پڑی جس قسم کی جنگ سوائے معرکہ خنین کے، انہوں نے عہد نبوی میں کبھی نہیں لڑی تھی۔

## ۹۔ اسلامی فوج حملہ آور تھی۔ اور یہودی فوج مدافعت کرتی تھی،

فوجی نقطہ نگاہ سے یہ بات معلوم ہی ہے کہ حملہ آور کو مدافعت کرنے والے کی نسبت زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ جیسا کہ یہ بات بدیہی طور پر حملہ آور پر واجب ہے کہ ہمہ گیر جنگ کے لئے اس کی فوج، دشمن کی فوج سے زیادہ ہونی چاہیے اور جب یہ معلوم ہوگا کہ یہودی اپنے قلعوں کی فصیلوں کے پیچھے قلعہ بند تھے اور ان کے جانبازوں کی تعداد دس ہزار تھی اور اس کے بالمقابل مسلمان چودہ سو سے زیادہ نہیں تھے تو یہیں اسلامی فوج کی اس صعوبت کا پتہ چل جاتا ہے جو اسے قلعہ بند یہودیوں کے مقابلہ میں برداشت کرنی پڑی، یہود کے اس ہمہ گیر تفوق کے مقابل، جو انہیں تعداد، ساز و سامان، اسلحہ اور فوجی حکمت عملی اور محفوظ دفاعی پوزیشنوں اور مسلمانوں پر فتح حاصل کرنے کے لئے تمام مادی وسائل کی موجودگی کی وجہ سے حاصل تھا، مسلمان ان سے ہر مادی چیز میں کم تر تھے۔

اسلامی فوج کے پاس تعداد کی قلت کے ساتھ ساتھ کسی قسم کے بچاؤ کرنے والے بڑے بڑے ہتھیار بھی نہ تھے جیسے بڑی زدیں اور ٹیک، کیونکہ فوج اس زمانے میں ان کی حفاظت میں ان کے پیچھے پیچھے چلتی تھی اور قلعوں پر حملہ کرتی تھی، اسلامی فوج کی اکثریت کے پاس

عام رہیں بھی نہ تھیں جنہیں جنگ کے موقع پر جنگ کر نیا لا پہناتا ہے ان میں سے اکثر جنگی سرستے اور اس کے باوجود وہ حملہ کے لئے تیار تھے اور یہود کے سامنے کھلے میدان میں تھے، اسی طرح جیش نبوی کے پاس چھوٹا تباہ کن اسلحہ بھی نہ تھا جس کا خیبر کے یہودیوں کے قلعوں پر حملہ کرنے والے کے پاس ہونا ضروری ہے جیسے آگ برسانے والی منجنیقیں اور قلعوں کو تباہ کرنے کے لئے پتھر پھینکنے والی منجنیقیں، یہ اس دور کے معروف ہتھیار تھے اور خاص طور پر رومیوں اور ایرانیوں کے پاس موجود تھے اور یہودیوں کے پاس ان کی نفیس ترین مقدار تھی جس پر جیش اسلامی نے قبضہ کیا، اور پھر اسے بعض قلعوں کو تباہ کرنے کے لئے استعمال کیا، یہاں تک کہ خیبر فتح ہو گیا۔

اسی طرح مادی اور فیکری انلازوں کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کے یہودیوں کے پاس، مسلمانوں کو بھگانے اور حملہ کے وقت ان پر غالب آنے کے لئے اہر بہرہوت موجود تھی اس لئے کہ جنگ بلا کو فتح حاصل کرنے کے لئے جن مادی اور فیکری وسائل کی ضرورت ہوتی ہے وہ تمام وسائل یہود کو پیشتر تھے لیکن اس کے باوجود معاملہ بالکل برعکس ہوا کہ خود سے مسلمانوں کو جو یہودیوں سے تمام مادی وسائل سے کم تھے، یہودیوں پر فتح حاصل ہوئی، یہ فتح اچانک اور اس حیران کن انداز میں ہوئی جس نے فوجی سطحی انلازوں کو باطل کر دیا اور اصل طور پر یہ ثابت کر دیا کہ جنگی قوت غلام کس قدر زیادہ ہو معرکوں میں فتح حاصل کرنے کے لئے اکیلے اس کا ہونا کافی نہیں۔

اسی طرح خیبر میں یہودیوں پر مسلمانوں کی فتح نے ثابت کر دیا کہ اسلحہ اور تیاری اور جوانوں کی کمی، ہر حال میں ہمیشہ شکست اور مطلوبہ فتح حاصل نہ کرنے کا سبب نہیں ہوتی ان حقائق کی موجودگی میں شاید ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ صحیح اور راسخ عقیدہ جس سے مسلمان جانناز تمسک کئے ہوئے ہوتا ہے اور جس کے بہرہم تھے وہ صدق و وفا سے لڑتا ہے، اسی نے معرکہ خیبر میں، طاقت کے توازن کو تباہ کر دیا تھا اور یہی کثیر تعداد یہودیوں پر قلیل مسلمانوں کے غالب آنے کا پہلا قطعی سبب ہے، حالانکہ ہر مادی چیز میں جس کی ایک جانب کو ضرورت ہوتی ہے یہودی کثرت فوقیت رکھتی تھی۔



## معرکہ خیبر میں اسباق

خیبر کے فیصلہ کن معرکہ کی تفصیل کی تہ  
ہیں، بہادری، قربانی، عقیدے کی

مضبوطی، صدق جہاد اور قوت ایمانی کے ایسے نمونے پائے جاتے ہیں جنہیں سمجھنا اور یاد رکھنا  
چاہیے اور قضا و قدر نے جن لوگوں کو امت کی حفاظت کرنے اور اس عار کو دور کرنے کی  
ذمہ داری بخشی ہے جو اس کے شامل حال ہو گئی ہے اور جس نے اس کے ماتھے پر کلکے کا ٹیکہ  
لگا دیا ہے اور اس کے مقدس مقامات کو گندہ کر دیا ہے اسی آج یہود کے ہاتھوں اس کی عزت  
کو برباد کر دیا ہے، وہ جہاد کے راستوں اور عزت کی حفاظت اور مسلوب حقوق کے واپس  
لینے میں، اس کی روشنی سے نور حاصل کریں، خیبر کے معرکوں میں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے چہرہ سو صحابہ نے، اس ہزار یہودیوں سے جنگ کی، جو مضبوط اور بلند قلعوں میں قلعہ بند  
تھے اور اہل عرب نجد کی شجاع اور طاقت ور پانچ ہزار ریزہ و فوج ان کی مدد کر رہی تھی اور یہ  
سخت ترین معرکہ پورے دور ماہ تک جاری رہا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہودی مسلمانوں پر  
ہر ماری چیز میں فوقیت رکھتے تھے ... بشری قوت، اسلحہ، فلاح، فوجی حکمت عملی اور  
ٹیکنالوجی وغیرہ میں۔ یہودیوں کے اس تفوق کے باوجود، مسلمان، ان کے قلعوں اور مضبوط  
قباہلیوں کے سامنے بالکل کھلے میدان میں تھے اس کے باوجود آخر کار مسلمانوں کو ان یہودیوں  
پر فتح حاصل ہوئی جنہوں نے قلعوں کے اندر باہر مسلمانوں سے ایسی شدید جنگ کی، جس  
کا نمونہ مہذب نبوی میں مسلمانوں نے جزیرہ عرب میں یہودیوں اور غیر یہودیوں کے ساتھ مسیح  
جنگوں میں نہ دیکھا تھا، یہ اس بات کی عملی دلیل ہے کہ کثرت تعداد اور اسلحہ برتری اور  
عسکی اور حربی ٹیکنالوجی ہی وہ واحد چیز نہیں جو جنگ میں فتح کی ضامن ہوتی ہے بلکہ اس  
فتح کا اصل ضامن جانناز کے دل میں سچے عقیدہ کا شروع ہے جس کی ہدایت کی روشنی میں  
جنگ کے راستوں پر چلنا اور جوانوں کے اکٹھا کرنے اور اسلحہ چلانے سے قبل، اس سے  
مسلح ہونا ضروری ہے، اسلحہ کو جب تک وہ احمق نہ اٹھائے جسے ایمان سے بھرپور دل  
حرکت دیتا ہو تو اس اسلحہ کی جنگی قیمت کچھ بھی نہیں ہوتی، یہ بات ہم لوگوں کی نسبت سے  
ہے جو اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان

ان تنصروا اللہ ینصرکم، وطمیت اعدائکم۔

وان تتولوا لیستبدل قوماً غیرکم ثم لایکونوا افتالکم۔

اور جو شخص اسلام کے بغیر عزت کا خواہاں ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا پس دس ہزار یہودیوں پر چودہ سو مسلمانوں کے غالب آنے کا پہلا سبب مسلمان جانناز کے دل میں عقیدہ اسلام اس حد تک راسخ اور مضبوط ہونا ہے کہ بعض مسلمان سپاہیوں نے فتح کے بعد غنیمت کا حصہ لینے سے انکار کر دیا تاکہ ان کا جہاد مثالی اور خالصتاً رضائے الہی کے لئے ہو جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں تفصیل سے بیان کیا ہے، اگر صحیح عقیدہ کا عامل موجود نہ ہوتا تو مسلمان، یہودیوں پر فتح نہ حاصل کر سکتے کیونکہ فتح کی تمام بنیادی ضروریات (عسکری نقطہ نگاہ سے) یہود کے پاس وافر مقدار میں موجود تھیں اور وہ مسلمانوں پر ہر چیز میں تقویٰ رکھتے تھے۔

## ٹیکنالوجی کی برتری کی حماقت

خیبر میں یہودیوں پر مسلمانوں کی فتح، اس

احتماقہ قول کے بطلان کی زندہ دلیل ہے کہ جون ۱۹۶۷ء میں ہم پر یہودیوں کے غالب آنے کا سبب ٹیکنالوجی کی برتری ہے یہ قول حد درجہ احمقانہ ہے، خیبر کے معرکوں میں ہمارے مسلم اجداد کے بالمقابل، یہودی ہرادی چیزیں برتری کے حامل تھے جسے آج کل کی زبان میں ٹیکنالوجی کہتے ہیں ان کے پاس دفاع اور حملہ کے لئے جنگی فنی وسائل تھے جبکہ مسلمانوں کے پاس کوئی چیز بھی نہ تھی، اس کے باوجود ان یہودیوں کو تباہ کن شکست ہوئی اور جون ۱۹۶۷ء میں یہود ہم پر غالب آگئے اور انہوں نے ہمیں عدوی اور اسلحی برتری کے باوجود رسوا کن شکست دی، کسی منصف دانشور کے نزدیک یہ دعویٰ قابل قبول نہیں کہ یہودیوں کو ہم پر ٹیکنالوجی کی برتری حاصل تھی اور نہ ہی وہ ہماری رسوا کن شکست کی تفسیر کا اسے جواز بنا سکتا ہے اس شکست کے صحیح اسباب کی تفسیر یہ ہے کہ اس جنگ میں اسلام (دین، حکومت، اخلاق، سلوک کی طرح) کلیتہً غائب تھا اور مخصوص جہات اس کی آواز کو ماند کرنے اور جاننازوں کے دلوں سے اس کے اثرات کو مٹانے کے لئے بیس سال سے حتیٰ کہ رسوا کن شکست تک سرگرم عمل تھیں، دماغی اور ذہنی مڈاہب و اصول کے شعارات کے لئے میدان وسیع کر دیا گیا تھا اور اسلام کو اس کی مخالف سمت میں گھردیا گیا تھا تاکہ وہ اصول، اس تمام مدت میں جاننازوں کے درمیان، معنوی راہنما کی اور تربیتی تیاری کے لئے اسلام کی جگہ رکھ دینے

جائیں، اس بات کی وجہ سے ہیں وہ رسوا کن شکست ہوئی ہے جس کی مثال عربی اور اسلامی تاریخ کے تمام زبانون میں نہیں ملتی، بلاشبہ جو کچھ نہایت ساتھ ہوا ہے وہ انتقام الہی اور یاد دہانی کے لئے ہے تاکہ ہم جانہ اسلام کی طرف واپس آجائیں۔ اسلام کے ساتھ دشمنی کرنے اور اس کی ہدایت کے ساتھ جنگ اور امتہ ہزاد کرنے سے ہمیں کبھی بھی یہود پر فتح حاصل نہ ہوگی خواہ ہم ان سے ہزار جنگیں لڑیں،

اور شاید دنیائے دجل و مفاسطہ اور افتراء میں یہ سب سے بُری بات ہے جسے ہم نے اشتراکی کارندوں کو عرب علاقوں میں دہراتے سنا ہے کہ پانچ جون کی شکست کا سبب یہ ہے کہ عرب اردن کی غیبی آئیڈیالوجی سے متک کرتے ہیں اور اگر عرب، اسرائیل پر فیصلہ کن فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ان پر یہ بات لازم ہے کہ وہ دین سے اپنے تمام تعلقات کو قطع کر دیں اور مارکس اور لینن کی ترقی یافتہ تعلیمات پر اپنی بنیاد رکھیں کیونکہ ان کے خیال میں یہ تعلیمات یہود پر فیصلہ کن فتح کی ضامن ہیں،

مجھے معلوم نہیں کہ عربوں کو یہودیوں پر ان تعلیمات کی پیروی سے کیسے فتح حاصل ہو گی جو خود یہودیوں نے وضع کی ہیں۔ انہوں نے بڑی عقلمندی اور خباثت سے ان تعلیمات کو معاشرہ کو بگاڑنے کے لئے پھیلا دیا ہے اور خود اپنے آپ کو ان کی پیروی کی پسین سے بچایا ہے..... کیا مارکسیت جو عرب علاقوں میں مختلف نقابوں میں آئی ہے صیہونیت کی ایجاد نہیں؟ کیا کامل مارکس خون، گوشت اور ماں باپ کے لحاظ سے یہودی نہ تھا اور انکار و عقائد کے لحاظ سے صیہونی نہ تھا؟ پس یہ کارندے مفکرین ہم سے کس طرح یہ امید کرتے ہیں کہ ہم یہودی تعلیمات پر عمل کر، یہودیوں پر غالب آئیں گے یہ عرب اشتراکیوں کے کارندے اگر انصاف سے کام لیں تو دیکھیں گے کہ اس کے اُلٹ بات درست اور صحیح ہے اور وہ یہ کہ پانچ جون کی شکست کا سبب صرف اور صرف یہ ہے کہ اسلام پر عمل کرنا روک دیا گیا تھا اور بیس سال کی پود کے درمیان اور اسلام کے درمیان، تعلق منقطع کر دیا گیا تھا تاکہ اس کی جگہ مختلف فکری اور تربیتی، مادی کاغذیں کام کریں اور تمام اقتصادی، اجتماعی سیاسی اور عسکری اداروں میں مارکس کی تعلیمات پر عمل ہو جس کی فیض رسانوں نے مختلف شعاروں کے تحت عالم اسلامی کے اکثر حصے کا اس حد تک بیڑا غرق کیا ہے کہ جب جون کی جنگ ہوئی تو اکثر اسلامی

ممالک کے مسکری اسپاسی اور تربیتی اداروں میں غیبی آئیڈیالوجی کا کوئی وجود نہ تھا بلکہ تمام اداروں میں مارکی آئیڈیالوجی کے مطابق حکومت، انٹرویو، سرکاری ادارت اور قیادت کا وجود پایا جاتا تھا، اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ پانچ جون کی شکست کا سبب اسلامی عقیدہ سے تمسک کی وجہ سے نہ تھا، جیسا کہ ہمارے ممالک کے اشتراکی دلالوں کا خیال ہے، اس تمسک کا تو اس وقت کوئی وجود ہی نہ پایا جاتا تھا، اس شکست کا سبب یہ تھا کہ ہم اسلامی عقیدہ کو چھوڑ کر مارکی عقیدہ سے وابستہ ہو گئے تھے اور یہ وابستگی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ اسلامی آئیڈیالوجی کے متعلق آواز بلند کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنے کی دعوت دینا بعض علاقوں میں ایسا جرم قرار دیا گیا جس کی سزا موت تھی، اور بعض آدمیوں کو صرف اس وجہ سے تختہ دار پر لٹکا دیا گیا کہ ان پر یہ اتہام تھا کہ وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جو اپنے علاقوں میں اسلامی آئیڈیالوجی پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

کیا اس کے بعد بھی اشتراکیت کے یہ کارندے یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ پانچ جون کی شکست کا سبب اسلامی آئیڈیالوجی سے تمسک تھا؟

کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا۔

جمہور عربوں نے، اسلامی آئیڈیالوجی سے جھگڑے کی وجہ سے اپنی قیادت میں سالہا سال مارکی آئیڈیالوجی کے بدترین کئے لئے چھوڑ دی تو نتیجہ کیا ہوا؟ اسلامی عقیدہ سے خصومت کی وجہ سے، عربوں کی تاریخ میں انہیں نہایت بڑی شکست ہوئی ایسی شکست انہیں غیبی آئیڈیالوجی (عقیدہ اسلام) سے تمسک کے زیر سایہ کبھی نہیں ہوئی اس شکست کی ذمہ دار محض مارکی عقیدہ پر پڑتی ہے۔

میرے خیال میں، کوئی عقلمند یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ پانچ جون کی شکست کی ذمہ دار ہماری کلائیں (جنگ، صلح، خاص و عام طرز عمل اور اپنے تربیتی اسالیب اور محکموں کی رہنمائی میں) اسلامی عقیدہ کے مفہوم کے مطابق چل رہی تھیں وہ ہمیشہ سے مارکس اور لینن کے عقیدہ کے مطابق چل رہی تھیں پس یہ بات تیز طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ شکست کا باعث صرف اور صرف یہ ہے کہ اس معرکہ سے اس م کلینتہ غائب تھا..... اور بائیں بازو کا عقیدہ، جو مارکس کے فلسفہ سے پیدا ہوا ہے، یہی رگ اور جنگ اور سیاست اور اقتصاد اور رہنمائی میں ان کا پیشرو تھا، پس بائیں بازو

کے مفکرین کی اس آواز کا کوئی مفہوم نہیں کہ وہ پانچ جوں کی شکست کو اسلامی آئیڈیالوجی سے کشید کریں وہ تو خود پانچ جوں کی جنگ سے قبل ہی اس آئیڈیالوجی کو خیر باد کہہ چکے تھے۔ اسی طرح یہ بات بھی بے معنی ہے کہ اسلامی عقیدہ کو چھوڑ کر مارکی عقیدہ اپنانے سے آئندہ معرکہ میں مسلمانوں کو یہود پر زبردست فتح حاصل ہوگی..... اگر یہ بات صحیح ہوتی تو جوں کی جنگ میں ان بائیس بازو کے عربوں کو ضرور فتح حاصل ہوتی، جن کی فوجیں مشرق اوسط میں زبردست قوت کی مالک ہیں، کیونکہ ان بائیس بازو کے لوگوں کا بیس سال سے زندگی کے کسی میدان میں اسلامی عقیدہ سے کوئی ارتباط نہیں ہے اور اس طویل عرصہ میں آج تک ان کا تعلق (انکار و عقائد اور عمل کے لحاظ سے) مارکی عقیدہ سے رہے پس یہی بات کافی ہے،

اگر یہ مفکرین انصاف سے کام لیتے تو مارکسیت کے پیراگرافوں کی صرف لوگوں کو بلات اور اس کے شعالات کی خامیوں کو عالم عربی میں اجاگر کرتے کیونکہ عملی تجربے نے (معرکہ جوں کی کسوٹی پر) ان شعالات کے انکس کو ثابت کر دیا ہے پس ان شعالات کی پابندی کرنا امتِ عربیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور اس کے مختلف طبقات میں بغض اور کینہ کے آتش فشاں پھوڑنے کا سبب اول ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ یہ یہود کے ہاتھوں امتِ عربیہ کی عزت، ہدیت اور شرف کے ضیاع کا سبب بھی ہے خدا کی قسم اگر عربِ اسلام سے حقیقی تمسک رکھتے اور اسے بلند قدر عقیدہ بناتے تو ہمیں یہ رسوا کن شکست نہ ہوتی۔

اے اللہ! ہمارے لیڈروں کو وہ جو بھی ہیں راستی اور رُشد عطا فرما تاکہ وہ اس صاف چشمہ کی طرف آجائیں یعنی اسلام کے چشمہ کی طرف، اور وہ خود اور ان کی قوم اس سے اس طرح سیراب ہوں جیسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اس سے سیراب ہوئے تھے اور انہیں باوجود قلیل ہونے کے اپنے بیشتر التعداد دشمنوں پر ہر معرکہ میں عزت اور فتح حاصل ہوتی تھی۔



اسلام کے فیصلہ کن معرکے

# فتح مکہ

تالیف: محمد احمد باشمیل  
ترجمہ: اختر فتح پوری

یہ کتاب اس اعتبار سے  
بہت اہمیت رکھتی ہے کہ ڈاکٹر  
صاحب نے روایت اور روایت  
کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا

## حضرت عثمان بن عفان

تالیف: ڈاکٹر محمد حسین ہیکل

## پیغام اور پیغام بر

اس کتاب میں پیغمبر آخر الزماں کے سوانح حیات کے سلسلے میں اعلاء کلمۃ اللہ کی منزل تک پہنچنے کیلئے ان مراحل  
کو بیان کیا گیا ہے جن سے داعی اسلام اور آپ کے متبعین کو گزرنا پڑا۔

## حیات حافظ ابن القیم

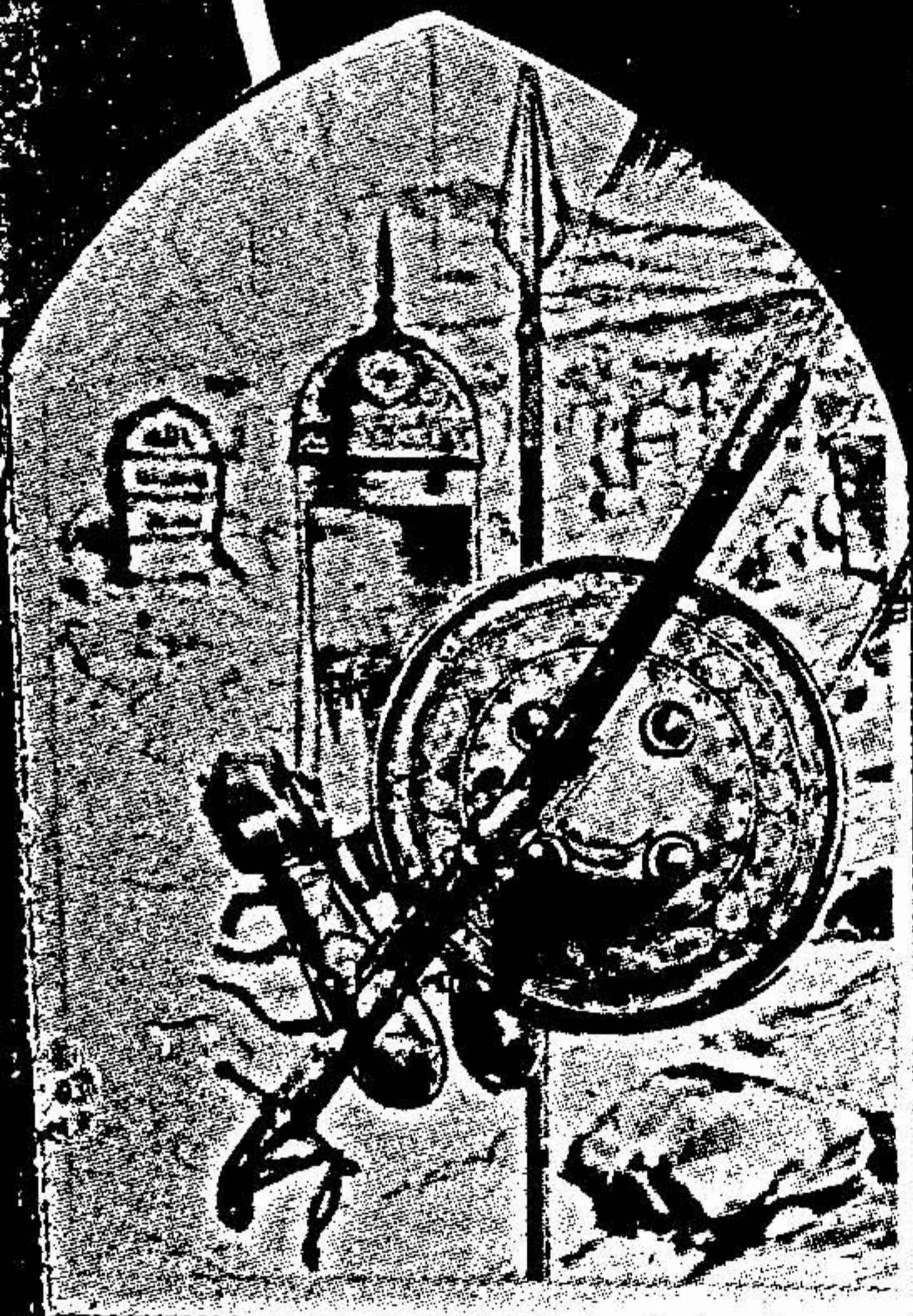
اس زمانے کے سیاسی و اجتماعی حالات علمی و مذہبی تحریکات اور فقہ و عقائد و تصوف پر حافظ ابن القیم  
جیسے عالم باعمل اور عارف کامل کے ادکار و خیالات

ناشر: نفیس اکیڈمی

اسٹریچن روڈ، کراچی نمبر ۱

# فتح حیدر

علامہ محمد احمد باقمیل



نقصین کی سیری  
اردو بازار، کراچی، طبری